



گجراتی تالیف: مولانا محمد اقبال قلاچی خانپوری

محکم دلائل سے مزین

فلاحی کے ہفت سرائے

اردو ترجمہ: مولانا رشید ابراہیم خانپوری



مفتی احمد دیوبندی، جامعہ علوم القرآن، جمہوریہ گجرات



گجراتی تالیف: مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری

محکم دلائل سے مزین محدث موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فلاحی کے ہمسرا

اردو ترجمہ: مولانا رشید ابراہیم خانپوری



مفتی احمد دیولوی، جامعہ علوم القرآن، جمبوسہ، گجرات

ناشر

نام کتاب	حج اور عمرہ فلاحی کے سمراہ
گجراتی تالیف	مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب ”دامت برکاتہم“
اردو ترجمہ	مولانا رشید ابراہیم ندوی خانپوری صاحب ”دامت برکاتہم“
ٹائپ سٹنگ	مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب ”دامت برکاتہم“
سال اشاعت	۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۳م
تعداد	دو ہزار (۲۰۰۰)
بار اشاعت	اول
ناشر	شعبہ نشر و اشاعت جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، الہند

خط و کتابت کا پتہ

9825592161

MUFTI AHMED DEVLAVI SA.
JAMIAH ULOOMUL QURAAN
 BY PASS ROAD, AT & PO. JAMBUSAR, 392150
 DIST. BHARUCH (GUJARAT-INDIA)

☎ (02644) 220286 / 220786

FAX : (02644) 222677

Web : www.jamiahhambusar.com

Email : jamia@satyam.net.in

فائرین کرام کی خدمت میں.....

کیا آپ پر حج بیت اللہ فرض ہو چکا ہے؟

کیا آپ نے ابھی تک اسکی ادا ینگئی نہیں کی ہے؟

ابھی تک آپ کس سوچ میں مبتلا ہیں ؟

خبردار...

کرتے ہیں، بعد میں کر لیں گے!

ابھی فرصت نہیں ہے، کیا جلدی ہے؟

زندگی بہت باقی ہے، آئندہ سال چلے جائیں گے!

یہ اور اس طرح کے دیگر حیلوں، بہانوں سے دل کو تسلی دے کر شش و پنج میں مبتلا نہ ہو جانا۔

آئندہ سال....

ایا حج تو یقیناً آئینے اور حج کا فریضہ ادا بھی کیا جائیگا..

مگر آئندہ سال.....

ہم اس دنیا میں ہونگے یا نہیں اسکی کیا ضمانت؟

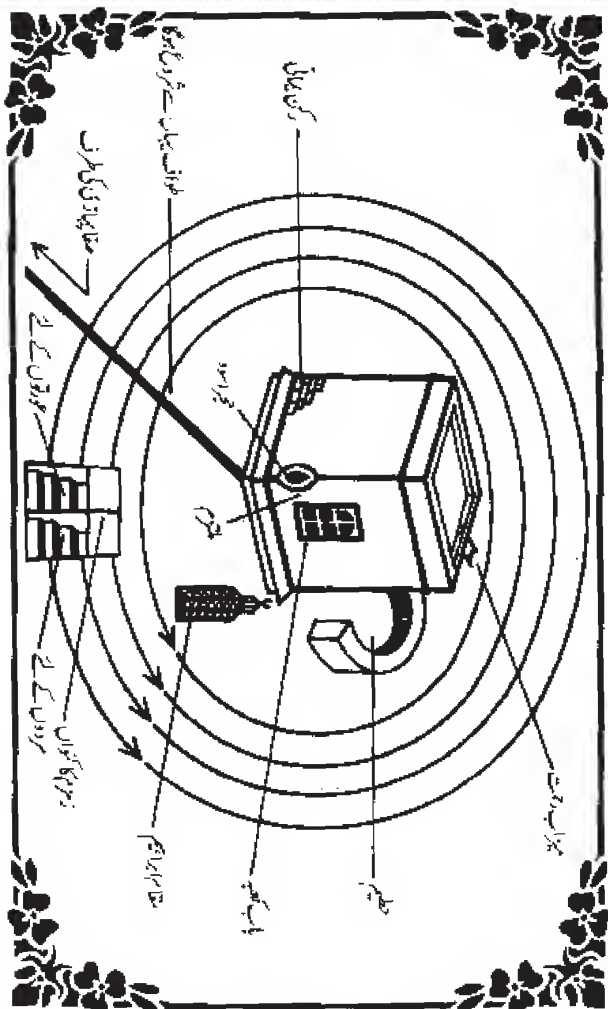
اسی لئے مثل مشہور ہے کہ۔۔۔

نیک کام میں پیس نہ کیجئے

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ
لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنَّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ،
لَا شَرِيكَ لَكَ

میں حاضر ہوں میرے مولیٰ آپ کے حضور میں حاضر ہوں،
میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں، میں آپ کے حضور حاضر ہوں،
ساری حمد و ستائش کے آپ ہی سزاوار ہیں، اور ساری نعمتیں آپ ہی کی ہیں اور
ساری کائنات میں فرما دوائی بھی آپ ہی کی ہے،
آپ کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اپنے بندوں کو حج یعنی اپنے دربار کی حاضری کا بلا دیا اور بلایا
تھا، جس کا ذکر قرآن مجید کی آیت ﴿وَإِذْ قَالَ لِبَنِي إِسْمَاعِيلَ إِنِّي جَعَلْتُكَ خَلِيلًا لِّمَوْلَايَ﴾ میں ہے۔ تو حج
بیت اللہ کو جانے والا بندہ جب احرام باندھ کر یہ تبلیہ پڑھتا ہے تو گویا وہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی اُس پکار اور اللہ تعالیٰ کے اُس بلا وے کے جواب میں عرض کرتا ہے کہ
خداوند! آپ نے اپنے دربار کی حاضری کے لئے بلوایا تھا اور اپنے خلیل حضرت
ابراہیم علیہ السلام سے ندا دلوائی تھی میں حاضر ہوں اور سر کے بل حاضر ہوں، آپ کی
حمد، نعمت اور حکومت کا اقرار کرتا ہوا حاضر ہوں۔



انتساب

مادر علمی دارالعلوم فلاح دارین (تذکیر، ضلع سورت - گجرات، انڈیا) کے نام جسکی تاسیس نے ایک فلاح زاوے کو فلاح دارین پہونچایا، اور ایک زراعت پیشہ آدمی کو الدنیا مزرعة للآخرة کی ابدی حقیقت سے آگاہ کیا،

اور جس نے اپنی آغوش تربیت میں رکھ کر ”اقرأ باسم ربک“ کے تقاضے کے مطابق کار نبوت کی انجام دہی کے لئے لسان و قلم کا طریقہ استعمال سمجھایا۔

تروتازہ رکھے اور جزاء خیر دے اللہ تعالیٰ مادر علمی، مؤسسين، اساتذہ کرام، متعلقين اور محسنين کو

اور

جامعہ علوم القرآن (جبوسر، ضلع بھروچ، گجرات، انڈیا) کے نام جس نے اس علمی کام کے لئے میدان فراہم کیا۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۱۲
۲	ناشرنامہ (برائے اردو)	۲۳
۳	نشرناشر (برائے گجراتی)	۲۸
۴	تقریظ	۳۳
۵	تقریظ	۳۳
۶	تألیف نامہ	۳۶
۷	فرضیت حج اور اقسام حج	۴۹
۸	توبہ کی تین شرطیں ہیں	۵۷
۹	ضروریات سفر	۵۹
۱۰	رشتہ دار اور دوست و احباب سے جدائی کے وقت	۶۱
۱۱	احرام اور حج کی قسمیں	۶۳
۱۲	احرام کی پابندیاں	۷۰
۱۳	ضروری ہدایات	۷۹

۸۲	کشم اور ممنوع اشیاء	۱۴
۸۴	جدہ ایئرپورٹ (ہوائی اڈہ)	۱۵
۸۶	حدود حرم	۱۶
۹۳	مسجد حرام میں داخلہ	۱۷
۱۰۰	طواف	۱۸
۱۱۲	طواف کی دعائیں	۱۹
۱۱۹	دو گناہ طواف (طواف کی دو رکعت نماز)	۲۰
۱۲۳	زمزم کا پانی پینا	۲۱
۱۳۱	صفا مروہ کے درمیان سعی	۲۲
۱۳۸	سر کا حلق	۲۳
۱۴۸	حج بیت اللہ	۲۴
۱۵۲	منی کے لئے روا لگی	۲۵
۱۵۶	آٹھویں ذی الحجہ کو منی میں کئے جانے والے اعمال	۲۶
۱۵۸	خطبہ حجۃ الوداع	۲۷
۱۶۷	وقوف عرفات کی دعائیں	۲۸
۱۷۹	عرفات سے مزدلفہ کے لئے روا لگی	۲۹

۱۸۴	مزدلفہ سے واپسی پر منی میں قیام اور ری حمار	۳۰
۱۸۹	قربانی	۳۱
۱۹۴	طواف زیارت	۳۲
۲۰۰	مناسک حج ایک نظر میں	۳۳
۲۰۳	طواف وداع	۳۴
۲۰۷	حضرت شبلی قدس سرہ اور انکے ایک مرید کا ایمان۔۔	۳۵
۲۱۶	حج قرآن اور حج افراد	۳۶
۲۱۸	افعال تمتع	۳۷
۲۱۹	افعال افراد	۳۸
۲۲۰	افعال قرآن	۳۹
۲۲۱	نابالغ بچوں کے حج کا طریقہ	۴۰
۲۲۳	حج بدل	۴۱
۲۳۰	عورت کے حج کا طریقہ	۴۲
۲۳۷	عورتوں کے لئے ایک اہم مسئلہ	۴۳
۲۳۸	عورتوں کا ایک اور اہم مسئلہ	۴۴
۲۳۸	اصطلاحی الفاظ	۴۵

۴۶	زیارات مکہ مکرمہ	۲۴۵
۴۷	دربار رسالت کی فضیلت	۲۵۶
۴۸	مدینہ طیبہ	۲۶۵
۴۹	دعا بوقت داخلہ مدینہ، مورپ	۲۶۶
۵۰	مسجد نبوی	۲۶۸
۵۱	ریاض الجنہ	۲۷۳
۵۲	مسجد نبوی کے سات مبارک ستون	۲۸۹
۵۳	اصحاب صفہ	۲۹۳
۵۴	مدینہ منورہ کے قابل زیارت مبارک مقامات	۲۹۴
۵۵	جنت البقیع کے مدفونین پر اس طرح سلام پڑھیں	۲۹۷
۵۶	حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر سلام	۲۹۸
۵۷	مدینہ منورہ کی کھجور	۳۰۶
۵۸	مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ؟	۳۰۷
۵۹	وطن واپسی کے آداب	۳۰۷
۶۰	وطن عزیز واپسی کے وقت	۳۰۹
۶۱	حجاج کرام ک استقبال	۳۱۰

۳۱۰	حج بیت اللہ کی تشہیر کرنا اچھا نہیں ہے	۶۲
۳۱۲	سفر حج کی تکالیف بیان کرنا	۶۳
۳۱۳	حج کے بعد کار خیر کا عزم	۶۳
۳۱۳	خاتمہ اور دعا	۶۵
۳۱۵	عربی الفاظ و عربی گفتگو	۶۶
۳۳۸	دروود شریف	۶۷
۳۴۹	ضروری معلومات	۶۸
۳۴۹	جنازہ کی نماز	۶۹
۳۵۳	نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ	۷۰
۳۵۵	صلوۃ التَّسْبِيح فضیلت اور طریقہ	۷۱
۳۵۷	مراجع	۷۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

از:- مفتی احمد دیوبندی

مذہب اسلام کی بنیادی تعلیم وحدت کی تعلیم ہے، وہ کلمہ جسکو پڑھکر ایک آدمی حلقہ اسلام میں داخل ہوتا ہے وہ ”لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ“ ہے، اسلام کا کلمہ بذات خود اعلان کرتا ہے کہ اسلام تو حید خالص کا مذہب ہے اور شرک کا شائبہ بھی پسند نہیں کرتا، یہی وجہ ہے کہ اسلام رب اور عبد کے درمیان کسی واسطہ کا قائل نہیں، قرآن کریم ناطق ہے ”وَ نَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ“ (ق، ۱۶) دوسری جگہ ارشاد ہے ”وَ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيبٌ“ (بقرہ، ۱۸۶)، کہیں فرمایا گیا ہے ”وَهُوَ مَعَكُمْ اَبَسَمَا كُنْتُمْ“ (حدید، ۴۰) گویا بندے اور اللہ کے درمیان تعلق پیدا کرنے کے لئے نہ کسی دلال کی ضرورت نہ ایجنٹ کی، نہ فادر کی ضرورت ہے نہ مجاور کی، نہ بُت کی ضرورت ہے نہ آستانے کی، نہ پنڈت کی ضرورت ہے نہ پروہت کی۔

تاہم انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے ہمیشہ ایک ایسے مرکز کا متلاشی رہتا ہے جو اسکے جذبہ عشق کو تسکین دے سکے، اسکی نگاہیں کسی ایسے مظہر کی نحو جستجو رہتی ہیں جو اسکے شوق دیدار کو پورا کر سکے اور نگاہوں میں رچ بس جائے، اسکے قلب و دماغ کو ایک ایسے ظاہری مرکز محبت کی ضرورت رہتی ہے جو اسکے شوق قرب و وصال کو تسلی کا سامان بہم پہنچائے، جو عشق و شوریدگی کی جولانگاہ بنے، جو کیف و مستی کی آماجگاہ ثابت ہو۔ یہ انسانی فطرت ہے جس پر خالق نے اسے دھالا ہے ”فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ“ (روم، ۳۰)۔

شعار اللہ فطرت انسان کی طلب کے مراکز اور جستجو کا حاصل ہیں، یہی وہ جگہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ خصوصی تعلق ہے، جو اللہ کی طرف منسوب ہوتی ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی تجلیات و عنایات بارش کی طرح برسی ہیں اور جہاں پہونچکر اللہ یاد آ جاتا ہے، یہ وہ مقامات ہیں جنکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کچھ یادیں کچھ باتیں اور کچھ عنایتیں جوڑ دی ہیں، جذبات و کیفیات کا جام وہاں پہونچکر چھلک جاتا ہے اور پھلک کر بہنے لگتا ہے، انکی تعظیم اللہ کی تعظیم اور انکی زیارت تجلیات ربانی کی زیارت ہے، جہاں پہونچکر انسان کے کہیں بھی تسلی نہ پانے والے جذبات کو آسودگی کا سامان فراہم ہو جاتا ہے، اور جہاں انسان کو وہ دولت ہاتھ آ جاتی ہے جسے تقویٰ اور انابت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جسے حاصل عبادت مانا گیا ہے، قرآن کریم فرماتا ہے ”وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ“ (الحج، ۳۲)۔

اسلام کے ارکان اربعہ میں بھی یہی حکمت پوشیدہ ہے، حق تعالیٰ کی صفات پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی دو شانیں ہیں، ایک شان حاکمیت جسکو صفت جلال بھی کہا جاتا ہے، یہ شان علی وجہ الکمال صرف اور صرف حق تعالیٰ کی ذات میں موجود ہے، کیونکہ اصلی اور حقیقی حاکم وہی ہیں، قرآن کریم کہتا ہے ”إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ“ (الانعام، ۵۷) دوسری جگہ ارشاد ہے ”الْبَسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ“ (التین، ۸) ارکان اربعہ میں صلوٰۃ و زکوٰۃ حق تعالیٰ کی اسی شان حاکمیت کے مقتضیات میں سے ہیں کیونکہ حکم کا تعلق مکلف کے بدن یا مال سے ہوتا ہے اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کے تمام افعال یعنی کھڑا رہنا، پھر رکوع کرنا پھر سر جھکا کر سجدہ میں جانا اور خدا کی راہ میں مال لٹا دینا یہ سب مظاہر شان حاکمیت ہیں، اللہ تعالیٰ کی

دوسری شان، شانِ محبوبیت ہے اور احکامات کی بجا آوری کے لئے حاکم میں شانِ حاکمیت کے ساتھ شانِ محبوبیت کا ہونا نہایت ضروری ہے، یہ شان بھی حق تعالیٰ میں علی وجہ الکمال پائی جاتی ہے، اس لئے کہ محبوبیت کا منشاء چار چیزیں ہیں اور کسی سے محبت انہیں چار چیزوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جمال، کمال، احسان اور قربت، اور چاروں باتیں ذاتِ خداوندی علی وجہ الاکمل پائی جاتی ہیں، حق تعالیٰ کے جمال کے متعلق تو حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے ”إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ“ اور جس خدا کی بنائی ہوئی مخلوقات اتنی حسین و جمیل ہو وہ خدا کے حسن و جمال کا ادراک کون کر سکتا ہے؟ کمال خداوندی اظہر من الشمس ہے، وہ انسانی کمالات جو کمالات خداوندی سے مستفاد ہیں وہ قابلِ حیرت ہیں تو خود اللہ تعالیٰ جو مخزن و منبع کمالات ہیں انکے کمال کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ نوالِ خداوندی کے بارے میں قرآن خود فرماتا ہے ”وَإِنْ تَعْلَمُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا“ (ابراہیم، ۳۴) اور قربت یہاں تک کی کہ قرآن اسکو ”نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ“ (ق، ۱۶) سے بیان کرتا ہے۔

پھر محبت کا اصول ہے کہ جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اولاً ماسوا محبوب کے تمام چیزیں چھوڑ کر قلب کو بالکل محبوب کی طرف متوجہ کرتا ہے، پھر رفتہ رفتہ تصورِ محبوب میں مستغرق، منتشر الحال اور پراگندہ ہال ہو کر میدانِ بے آب و گیاہ میں قدم رکھتا ہے اور مزہ بعد مزہ محبوب کا نام ورد زبان کرتا ہو ادیارِ محبوب کی طرف گامزن ہو جاتا ہے، یہی حال عاشقانِ خدا کا بھی ہوتا ہے، وہ اولاً ماسوا اللہ کو ترک کرتے ہیں پھر ترقی کرتے ہوئے محبتِ خداوندی کی راہ میں آگے بڑھتے ہیں اور عشقِ خداوندی کی راہ میں جو چیزیں مانع عن الحضور ہوتی ہیں ان سے تعلق ختم کر کے حضورِ عند اللہ کی

دولت سے سرفراز ہوتے ہیں، شہوتِ بطن اور شہوتِ فرج جو بصورتِ اکل و شرب و جماع پوری ہوتی ہیں، دنیا کا خلاصہ اور مدارِ غفلتِ من اللہ ہیں اور ایک عاشق کو اپنی منزل سے دور کرتی ہیں، صومِ رمضان کے ذریعہ ان اشیاءِ ثلاثہ کی محبت کو ختم کر کے عشقِ خداوندی کی منازل میں سے پہلی منزل طے کروائی جاتی ہے، جب صائم اکل و شرب و بعال کو ترک کر کے شہواتِ دنیویہ سے فارغ ہو کر دلِ دماغ کو حُبِ الہی سے بھر لیتا ہے تو محبوبِ حقیقی کے دار و دیار و بیتِ شریفہ کی طرف جائزِکا مشتاق ہو جاتا ہے، بس اسی عاشقانہ حال و پروانہ وار حاضری کو حجِ بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ تخلیہ کرتا ہے اور حج تخلیہ اور یہی وجہ ہے کہ فرضیتِ صوم فرضیتِ حج پر مقدم ہے اور بدلتِ اشہر حج نہایتِ رمضان سے متصل ہے۔

اس نکتہ کو اس طرح بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ مخلوق کا خالق سے اور عبد کا معبود سے تعلق دو طرح کا ہوتا ہے، اور دونوں ہی قسم کا تعلق بندہ سے چاہا گیا ہے، یہی نہیں دونوں ہی قسموں کے جذبات، کیفیات اور صفات اسکی سرشت و تخلیق میں جوڑ دیئے گئے ہیں، ایک رشتہ تو عقلی، قانونی اور ضابطہ کا ہوتا ہے جسکا تعلق واجبات کی ادائیگی، احکامات کی بجا آوری اور بندہ شعاری سے ہے، بے چون و چرا تسلیم و رضا اسکی اعلیٰ صفت ہے، دوسرا تعلق عشق و محبت اور پاکیزہ جذبات و احساسات کا ہے جسکا تعلق ذوق و شوق، فنایت و قربانی اور دل سوزی و بے قراری سے ہوتا ہے، معشوق برحق سے عشق کرنا، لولگانا اور اسکی ذات میں فنا ہو جانا اسکی آخری منزل ہے، زیادتی محبت اور روز افزوں ترقی عاشقِ حقیقی اور مومنِ کامل کی علامت مانا گیا ہے، قرآن کہتا ہے

”وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ“ (بقرہ، ۱۶۵)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون

کو اپنی مشہور کتاب ”ارکان اربعہ“ میں اس طرح رقم فرماتے ہیں، محبت و شوق ایک زندہ اور سلیم الطبع انسان کی حقیقی ضرورت ہے، وہ اسکی تسکین کے لئے ہمیشہ طلب و جستجو میں رہتا ہے، بیت اللہ اور اسکے ساتھ جتنے شعائر اللہ اور حج کے مناسک و مقامات ہیں وہ اسکی اس سچی اور حقیقی ضرورت کو اچھی طرح پورا کر سکتے ہیں اور ان سے اسکو پوری تسکین و تسلی حاصل ہو سکتی ہے، یہ ہو سکتا تھا کہ ایک محبوب صادق شوق و محبت اور جذبات و کیفیات کی تسکین ان نمازوں کے ذریعہ کر لیتا جو وہ دن میں کئی بار پڑھتا ہے، وہ نماز میں اپنے پیانہ دل کو چھلکنے دیتا اور محبت و عشق کی تپش اور بے قراری پر اپنے آنسوؤں کے کچھ چھینے ڈال لیتا، لیکن اشک کے یہ چند قطرے تھوڑی دیر کے لئے اسکے دل کو گرم اور آنکھوں کو نرم ضرور کر سکتے ہیں، اسکی تشنگی کو دور نہیں کر سکتے، ان میں محبت کی اس تیز آغچ کو کم کرنے کی طاقت نہیں جو بعض وقت اسکے سینہ میں بھٹی کی طرح سلگتی ہے اور اسکو کسی پہلو چین نہیں لینے دیتی۔

اسی طرح اسکو روح کی پیاس بجھانے، سوزش دل کو آرام پہونچانے، نفس کی سرکشی کو کم کرنے اور اپنی مرغوبات و عادات کی ”وثنیت“ کے خلاف علم بغاوت کم کرنے میں رمضان سے بھی مدد مل سکتی تھی لیکن یہ بھی چند گنی چنی گھڑیاں ہیں جو اکثر ایسی چیزوں سے گھری رہتی ہیں جس سے روزہ کا اثر برابر کمزور ہوتا رہتا ہے، اسکے چاروں طرف نفیس و مرغن کھانوں، انواع و اقسام کے ذائقوں اور راحت طلبی کا ایسا ماحول بن جاتا ہے جو اسکو یکسو نہیں ہونے دیتا، اسکا معاشرہ چاروں طرف سے اسکو اس طرح گھیرے میں رکھتا ہے جس طرح کوئی چھوٹا سا جزیرہ متلاطم و غضبناک سمندر میں گھرا ہوا ہو۔

ان تمام باتوں کی وجہ سے اسکو ایک ایسی جراثیمندانہ بلکہ زندانہ و قلندرانہ

جست کی ضرورت تھی جو اسکے طوق سلاسل کو پاش پاش کر کے رکھ دے اور اسکو ایک ہی چھلانگ میں اپنے قدیم و تاریک، شکستہ و بوسیدہ قید خانہ سے آزاد کر دے اور اس قدیم و فرسودہ، پابند و اسیر، پابزنجیر، مصنوعی و مٹینی، مادی و حسابی دنیا سے نکال کر ایک بالکل نو دریافت، آزاد و بے کراں اور وسیع و لامحدود عالم میں پہونچا دے، جہاں محبت کی فرمانروائی اور شوق کی حکمرانی ہو، جہاں پہونچکر وہ ہر قسم کی غلامی سے آزاد اور ہر قسم کی وثیت سے پاک ہو جائے۔ رنگ و نسل اور ملک و وطن کی مصنوعی حد بندیاں اور رقبہ کی پیمائشیں اسکی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، وہ وحدت الوجود، وحدت رزاقیت، وحدت انسانیت، وحدت عقیدہ، وحدت دعوت اور وحدت مقصد کا قائل ہوتا ہے اور دوسرے بھائیوں کے ساتھ ایک آواز ہو کر خدا کی حمد کا ترانہ گاتا ہے اور یہ نعرہ لگاتا ہے۔ **لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنُّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ۔**

ایک مسلمان کو ان نمازوں کے بعد جن کو وہ روزانہ پابندی کے ساتھ پڑھتا ہے، اس رمضان کے بعد جسمیں وہ ہر سال روزہ رکھتا ہے، اس زکوٰۃ کے بعد جو مالک نصاب ہونے پر ہر سال ادا کرتا ہے ایک ایسی فصل یا موسم کی ضرورت تھی جسکو ہم عشق و محبت کی فصل اور جنون و شوریدگی کا موسم بہار کہہ سکتے ہیں اور اہل جنوں اور اہل وفا کی قبلہ گاہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ (ارکان اربعہ)۔

حج بیت اللہ اور اسکے ارکان و مناسک اتنا دلچسپ و دلکش امر خداوندی کی کامل تصویر، اطاعت شعاری کی تعلیم اور عقل و مادیت کے خلاف بغاوت ہے، عقل کے پرستاروں کو، جو ہر چیز کو منطق و فلسفہ، بحث و مناظرہ اور دلیل و حجت کے پیمانے پر ناپنے کے عادی ہوتے ہیں، عقل کی غلامی سے آزاد ہو کر راہ محبت کی صحرا نور دی کی

دعوت ہے، انہیں یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ تمہاری ناقص عقل ہر وقت تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی، مسلم کا اصل امتیاز تعمیل محض ہے اور مؤمن کے اصل پہچان ہر غلامی سے آزاد ہو کر یقین صادق سے اپنے آپکو متصف کرنا ہے، دین کا مدار عقل محض پر نہیں ہے اور عشق و محبت کی راہیں دیوانگی اور آشفۃ سری کی راہیں ہیں جہاں عقل کا گذر نہیں، جہاں دل کی راہمائی اور جذبات کی گرفت ہوتی ہے، شعائر اللہ کی کشش اللہ کے دیوانوں کو ”مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ“ سے پروانہ وار کھینچ لاتی ہے اور دیوانگی ہی کا اس پر قبضہ رہتا ہے، عقل محو تماشا ہوتی ہے اور محبت کا ساغر اور نگاہوں کا پیمانہ چھلکتا رہتا ہے۔

امام غزالیؒ نے حج کی حقیقت اور روح کو بڑے بلیغ انداز میں اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم میں اس طرح تحریر ہے۔

بیت اللہ کی وضع اور شکل ایک شاہی دربار یا شاہی ایوان کی طرح ہے، جہاں پر عشاق و اہل فراق ہر دشوار گزار اور دور و دراز مقام سے اقبال و خیزاں پہنچتے ہیں، رب البیت کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے، اپنی حقارت کا احساس لئے ہوئے، اسکی عزت و جلال کے سامنے اپنے آپکو فراموش کئے ہوئے، اس علم و اعتراف کے ساتھ کہ وہ اس سے پاک اور بلند و برتر ہے کہ کوئی گھر اور چہار دیواری اسکے گھر سکے یا کوئی شہر اس کا احاطہ کر سکے، تاکہ انکی عبدیت و رقت اپنی انتہا کو پہنچ جائے اور اطاعت و انقیاد میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔

اسی لئے اس کو ایسے اعمال اور نقل و حرکت کا پابند بنایا جاتا ہے جس سے نہ نفس انسان کو کوئی لگاؤ ہے نہ عقل کی وہاں تک رسائی ہے، مثلاً رمی جمار اور صفاء مردہ کے درمیان بار بار دوڑنا، یہ اعمال کمال عبودیت اور غایت فنایت کو ظاہر کرتے ہیں،

زکوٰۃ ایک قسم کی رحم دلی اور غم خواری ہے جس کا مفہوم آپسانی سمجھ میں آ جاتا ہے اور عقل بھی قبول کر لیتی ہے، روزہ نفس کشی اور خواہشات نفس کی سرکوبی کے لئے ہے جو خلوئے معدہ سے حاصل ہوتی ہے اور انسان اس فائدہ کو بھی سمجھ لیتا ہے، نماز میں رکوع سجود کے ذریعہ تواضع و انکساری کی روح پیدا کروائی جاتی ہے جو مخصوص حرکات و سکنات کی وجہ سے سمجھ میں آ جاتی ہے، لیکن رمی جمار اور دوسرے اعمال ایسے ہیں جس سے دل کو کوئی حظ و سرور حاصل نہیں ہوتا، طبیعت بشری بھی اس کی طرف مائل نہیں ہوتی، عقل بھی اسکے مفہوم و معنی سے قاصر رہتی ہے، چنانچہ یہ اعمال صرف اور صرف اطاعت کے جذبے سے کئے جاتے، یہ سمجھ کر کہ خدا کا حکم ہے جو بہر صورت پورا کرنا ہے، اس سے مقصود عقل کو اسکے اختیارات سے محروم اور نفس کو ان چیزوں سے دور رکھنا ہے جن سے اس کو لگاؤ اور انس ہو جاتا ہے، اس لئے کہ جب عقل ایک چیز کو سمجھ لیتی ہے تو طبیعت اس کی طرف چلنے لگتی ہے، اور طبیعت کا رجحان عمل کا باعث اور محرک بن جاتا ہے، اور اسمیں کمال عبدیت اور مجرد اطاعت کی شان باقی نہیں رہتی، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع سے خصوصیت سے یہ الفاظ ذکر فرمائے ہیں۔ لَبَّيْكَ بِحَاجَةٍ حَقًّا، تَعْبُدًا وَ رِقًّا، لبیک حج پر سچے دل کے ساتھ غلامی اور عبدیت کے جذبہ کے ساتھ۔ حج کے علاوہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ کسی اور عبادت حتیٰ کہ نماز کے لئے بھی استعمال نہیں فرمائے۔

رمی جمار کے متعلق لکھتے ہیں، اس سے مراد مجرد امتثال امر ہے، عقل اور نفس کا اسمیں کوئی حصہ نہیں ہے۔ مزید براں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبہ ہے، اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ انکے سامنے تو شیطان حقیقت میں آ گیا تھا اس لئے انہوں نے اس کو مارا میرے سامنے تو شیطان نہیں ہے کہ میں اس کو ماروں! تو اس کو

سمجھنا چاہئے کہ یہ خیال بھی شیطان کا پیدا کردہ ہے، اسی نے تمہارے دل میں یہ شبہ ڈالا کہ شیطان کو ذلیل و خوار کر نیکا جو عزم و ارادہ تمہارے دل میں پیدا ہوا تھا وہ کمزور پڑ جائے۔ (احیاء العلوم)

حج بیت اللہ پوری امت کی طرف رحمت خداوندی متوجہ کرانیکا بہترین موقع ہے، اور یہ بات طے ہے کہ زمان و مکان کا قبولیت دعا میں خاص اثر ہوتا ہے، پھر یہ تو وہ مکان ہے جہاں روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل ہو کر دنیا بھر میں تقسیم ہوتی ہیں اور وہ جگہ ہے جہاں ابدالوں میں کا کوئی ابدال روزانہ محطوف رہتا ہے، دنیا بھر سے اللہ کے محبوب بندے خلوص دل اور صدق نیت کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں، سب کا مقصد اللہ کو راضی کر لینے اور گناہوں کو بخشوا لینے کا ہوتا ہے، روئے زمین کے اللہ والے ایک ساتھ، ایک جگہ ایک لباس میں ایک ہی ورد کے ساتھ جمع ہو کر اپنی عاجزی اور انکساری اور اللہ کی عظمت و بلندی کا اظہار کرتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ یہ موقع، یہ جگہ، یہ ادا کیں، یہ ندائیں ضائع نہیں ہو سکتی، حق تعالیٰ بڑے رحیم ہیں اور اتنے بڑے جمع کو خالی ہاتھ لوٹانا اسکی شان رحیمی کے خلاف ہے۔ اس لئے حاجی کے بامراد واپس لوٹنے کی قوی امید ہوتی ہے، اس مفہوم کو آپ ﷺ نے ”مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ“ سے واضح فرمایا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے اسی مضمون کو ”حجۃ اللہ البالغہ“ میں اس طرح بیان فرمایا ہے: حج کی حقیقت یہ ہے کہ صالحین کی ایک بڑی جماعت ایک خاص زمانے میں جمع ہو اور ان لوگوں کا حال یاد کرے جن پر اللہ کا انعام ہوا مثلاً انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور اس جگہ جمع ہوں جہاں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں موجود ہیں، اور جہاں ائمہ دین اور صالحین امت شعائر اللہ کی تعظیم میں گزر گزاتے، روتے ہوئے

خیر و بخشش کے طالب اور کفارہٴ سیئات کے امیدوار بن کر آئے ہیں، اس لئے کہ بہتیں جب اس کیفیت کے ساتھ جمع ہوتی ہیں تو رحمت و مغفرت کے نزول میں تخلف نہیں ہوتا، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے شیطان اس قدر حقیر، راندہٴ درگاؤ، ذلیل و خوار اور غصہ سے جلا ہوا کسی دن نہیں ہوتا جتنا عرفہ کے دن۔

یہ بات بھی طہارت نفس میں داخل ہے کہ آدمی ان جگہوں میں اترے اور قیام کرے جہاں صالحین اور اولیاء اللہ ہمیشہ سے دل کی تعظیم اور ارادت کے ساتھ اترتے آئے ہیں اور اس کو خدا کے نام سے معمور کرتے رہے ہیں، یہ اہل خیر کے حق میں ملائکہ اور ملاء اعلیٰ کو متوجہ کرنے کا باعث ہوگا اور جب وہ وہاں اترے گا تو ان کا رنگ اس پر بھی چڑھ جائیگا۔ (حجۃ اللہ الباقیہ)

حج بیت اللہ کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد ملت حنیف یعنی ملت ابراہیمی کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرنے اور ملت حنیف کے بانی سیدنا حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے ساتھ اپنے رشتہٴ ناٹے کی تجدید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج کے ارکان میں وقوف عرفہ اور طواف کو انبیاء سابقین کی یادگار کے طور پر اور سعی اور رمی کو سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام سے خصوصی تعلق کے طور پر متعین کیا گیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ ملت محمدی کا قرینی تعلق ملت ابراہیمی سے ہے اور انہوں نے ہی اس امت کا نام مسلمان رکھا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دار الحجرت ہی وحی اول کے لئے منتخب کیا گیا اور حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی بناء ہی قبلہٴ مسلمین قرار پائی۔ قرآن کہتا ہے ”مِلَّةَ اٰبِیْکُمْ اِبْرٰہِیْمَ هُوَ السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّیْکَ قِبْلَۃً تَرْضٰہَا“، یہی سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ کوئی

بھی حج اسوقت تک صحیح معنی میں ادا نہیں ہو سکتا جب تک کہ ابراہیمی جذبات اور اسماعیلی کیفیات کا عکس اکسین نمایا نہ ہو، اسلئے کہ وہ ہی رسم عاشقی کے بانی اور جذبہ ایثار و قربان کے مؤسس ہیں۔

حج بیت اللہ اخوت اسلامی کے ظہور کا بھی بہترین موقع ہے۔ پوری دنیا سے یہاں آئے ہوئے مسلمانوں کو دیکھو، سب کا لباس ایک، ترانہ ایک، مقصد ایک، مراد ایک، منزل ایک اور اختلاف لسان و مکان کے باوجود ایک رشتہ میں بندھے ہوئے، اخوت اسلامیہ کے حامل اور اتحاد اسلامی کے مظہر، ایک ساتھ جاتے ہیں، ایک ساتھ آتے ہیں، آج یہاں ہیں کل وہاں ہیں، یہ ساری مشق دراصل اجتماعی زندگی کے بقاء، اتحاد و اتفاق کے تحفظ کی عملی تعلیم اور خلافت اسلامیہ کے قیام، حفاظت اور بقاء کا پیغام ہے۔ اگر حج جیسے احساسات، کیفیات اور جذبات بعد کی زندگی میں باقی رہے تو کچھ بعید نہیں کہ یہ امت، اتحاد اسلامیہ کا بے مثال نمونہ دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کرے۔

حج بیت اللہ دین میں تحریف و تبدیل کرنے والوں کی کوششوں کو ناکام کرنے اور اسلام کے صاف شفاف چہرے کو اصلی شکل میں باقی رکھنے کا بھی ذریعہ ہے، وہاں دین اصلی شکل میں نظر آتا ہے، باطل تحریکیں اور فاسد رجحانات وہاں اپنا منہ چھپاتے ہیں، قرآن و سنت کی امانت وہاں کا حقہ محفوظ نظر آتی ہے۔ یہی بلد امین کی ذمہ داری بھی ہے اور اسکا نام اسی لئے بلد امین رکھا گیا ہے۔ قرآن کہتا ہے

”وَالْتَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ وَ طُورِ سِينِينَ وَ هَذَا الْبَلَدِ الْاَمِينِ“ (تین)

آپ ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں بلد امین اور دین کی حفاظت کو اس طرح بیان فرمایا ”بَدْءُ الْاِسْلَامِ غَرِيْبًا وَ سَيَعُوْذُ غَرِيْبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ“ حق تعالیٰ ان مقامات مقدسہ کی عظمت کو باقی رکھے اور مفسدین و حاسدین کی اسکیموں کو

ان پر الٹ دے۔

حج مسلمانوں کا سالانہ عالمی اجتماع بھی ہے، جسمیں عالم کے مسلمان جمع ہو کر اپنے مسائل، حالات، اور مشکلات کا جائزہ لیکر اسکا حل تلاش کر سکتے ہیں، یہ مسلمانوں مابین ایسا رابطہ اور اجتماعیت کی ایسی شکل اور شان ہے جسکی مثال دنیا کے کسی دوسرے مذہب یا تحریک میں نہیں ملتی، اور یہ اس بات کی بھی علامت ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا آخری اور عالمگیر نظام ہے جس میں خلوت و جلوت اور فرد و جماعت سب کے مسائل کی رعایت اور سب کی پریشانیوں کا حل پیش کیا گیا ہے۔ انسانی ذہن کی رسائی ایسی گہرائیوں، گیرائیوں، نزاکتوں اور حکمتوں تک نہیں ہو سکتی۔

حج چونکہ اسلام کا آخری اور تکمیلی رکن ہے، اور مخصوص انداز میں مخصوص جذبات کے ساتھ ادا ہوتا ہے اسلئے اس فریضہ کی کما حقہ ادائیگی اسوقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اسکے ارکان شرائط، آداب اور شرعی اصول و ضوابط کی رعایت نہ کی جائے۔ مؤلف کتاب حضرت مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب نے اس اہم فریضہ کی کما حقہ ادائیگی کے لئے بنیاد اور اچھوٹے انداز میں یہ کتاب مرتب کی ہے۔ مولانا محترم کی گجراتی زبان میں لکھی ہوئی یہ کتاب الحمد للہ سید مفید ہوئی اور کئی ادیشن شائع ہوئے، گجراتی کتاب کی افادیت کے بعد یہ کتاب انگریزی دان طبقہ کے لئے انگریزی میں شائع کی گئی اور اب اسکی افادیت کا دائرہ وسیع تر کرنے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لئے اردو زبان میں شائع کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ مولانا محترم کی اس علمی کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور امت کے لئے مفید فرمائے۔ آمین

مفتی احمد دیولوی

مہتمم: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

از مفتی احمد دیواری

ناشر نامہ

نبی رحمت ﷺ نے مذہب اسلام کی حدود اربعہ متعین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال، قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس، شہادہ ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبده و رسولہ، و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و الحج و صوم رمضان (متفق علیہ)

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا (متفق علیہ)

چونکہ یہ پانچ چیزیں ملکہ اسلام کی عمارت مکمل ہوتی ہے اسلئے ان پانچوں چیزوں کو مذہب اسلام میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، پہلی چیز کے اقرار کے بغیر آدمی حلقہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا اور ما بقیہ چار چیزوں کو قرآن و ارکان اسلام ہونے کا شرف حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت نے جا بجا اسلام کے ستونہائے خمسہ کے احکام، شرائط، آداب، حکم، اسرار و رموز اور معارف و مسائل کو تفصیل سے واضح کر کے انہیں منشاء خداوندی اور تعلیمات محمدی کے مطابق بجا

لانے کی تاکید فرمائی ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اسلامی معاشرہ کی درستگی، مذہبی ماحول کی استواری، فریضہ دعوت کی خاطر خواہ ادائیگی، عقائد و حقائق کی نگرانی، ملی و فکری ہم آہنگی اور اسلامی تشخص و امتیازی کی کما حقہ نگہبانی اسلام کے ان بنیادی اعمال و ارکان پر مکمل و منظم عمل کئے بغیر ممکن نہیں! مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستانیں ہمیشہ اسی محور پر گھومتی رہی اور رہیں گی، اسلامی تاریخ کے کسی دور میں اگر مسلمانوں کو عروج، سر بلندی، سرخروئی، پیش قدمی، فتح و کامرانی اور اقبال و سعادت مندی حاصل ہوئی تو ارکان خمسہ کے ساتھ اپنا رشتہ نا طہ مضبوط کر کے ہوئی، اور اگر زوال، پستی، ناکامی، پس قدمی، غربت و تنگ دستی اور اذیاد بار و زلت سے سابقہ رہا تو اعمال خمسہ سے رشتہ نا طہ توڑنے کی وجہ سے، قرآن کریم نا طق ہے ﴿والتسم الاعلون ان کنتم مؤمنین﴾۔ اور مؤمن نام ہے اوصاف ایمانیات خمسہ سے اپنے آپ کو متصف کرنے اور اللہ کے رنگ میں رنگ جانے کا۔ ﴿صبغة الله و من احسن من الله صبغة﴾۔

اسلام کے بنیادی ارکان کی اہمیت کے پیش نظر، نیز اسکے احکامات و مسائل اور طور و طریق کو اصلی و اسلامی شکل میں محفوظ رکھنے اور باطل تحریف و تبدیل اور بیجا کئی و بیشی سے بچانے کے لئے علماء تحقیق نے ہر زمانے میں ایمانیات اور ارکان و بعد کو اپنی قلمی کاوش کا خاص موضوع بنایا اور اپنے اپنے وقت کے مسلمانوں کی رہبری فرماتے رہے، اسلامی کتب خانے کا وافر حصہ انہیں موضوعات پر نابغہ روزگار اور راسخین فی العلم علماء کے تحقیقی قلم سے تصنیف شدہ کتابوں پر مشتمل ہے اور نئے مسائل اور نئے حالات پر مزید کتابیں لکھ کر ملت اسلامیہ کی تازہ ترین رہبری

اور اسلامی کتب خانہ میں قدیم صالح کے ساتھ جدید نافع کے اضافے کا سلسلہ معاصر علماء کرام کی جانب سے آج بھی جاری و ساری ہے۔ یہی امت کی زندہ دلی اور مذہب اسلام کے آخری و عالمگیر مذہب ہونے کی علامت بھی ہے۔

زیر نظر کتاب کے مختصر عرصہ میں گجراتی اور انگریزی کے کئی ایڈیشن شائع ہو کر مقبول عام و خاص ہو چکی ہے، مؤلف کتاب حضرت مولانا محمد اقبال فلاہی خانپوری زید مجدہ نے سلیس اور عام فہم انداز میں جدید تقاضے، جدید ترقیات اور جدید ضروریات کو سامنے رکھ کر حج و عمرہ و زیارت مدینہ منورہ کی ترکیب و تفصیل لکھ دی ہے، جس میں موصوف نے ایک حاجی و معتمر کی ہم رکابی، معلمی اور رہبری کا فریضہ انجام دیا ہے، حج کی تیاری سے لیکر گھر سے روانگی، حرمین شریفین کی زیارت، حج و عمرہ کی ادائیگی اور وطن واپسی تک کے ایک ایک مرحلے اور چھوٹے بڑے عمل کو ایام اور اعمال کی ترتیب کے ساتھ اس طرح منظم اور آسان طریقہ پر لکھ دیا ہے کہ اس کتاب کی راہنمائی میں حج و عمرہ کرنے والا یہ بات محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ اکیلا نہیں بلکہ مؤلف کتاب کی رہبری و معیت میں حج و عمرہ ادا کر رہا ہے۔ اسی لئے اس کا نام ”حج و عمرہ فلاہی کے ہمراہ“ رکھا گیا ہے۔ گجراتی و انگریزی کے ایڈیشن کے بے شمار ہمت افزا خطوط و ٹیلی فون ملنے اور اہل علم حضرات کے کلمات تشجیع و تہریک پہونچنے کی وجہ سے شعبہ کا حوصلہ بڑھا اور شعبہ نشر و اشاعت نے کتاب کی افادیت کا دائرہ وسیع تر کرنے کے لئے ایشیا کی علمی اور دین کی تفہیم و تشریح کی زبان اردو میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا، کتاب کو اردو کا جامہ پہنانے کے لئے جامعہ علوم القرآن کے استاذ حدیث مولانا رشید ابراہیم خانپوری صاحب زید مجدہ سے درخواست کی گئی،

مولانا نے (جو شعبہ نشر و اشاعت کی قلمی خدمات سے شروع ہی سے سرگرمی سے وابستہ رہے ہیں اور جو اس سے قبل بھی درسی ذمہ داریوں کے باوجود اوقات فارغ کر کے شعبہ کی وسیع علمی خدمات انجام دیتے رہے ہیں) بخوشی قبول فرما کر کتاب کو آسان اور محاورہ اردو زبان میں منتقل کر دیا، جو اب زیور طبع سے آراستہ ہو کر ملت اسلامیہ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ شعبہ نشر و اشاعت مؤلف و مترجم دونوں کا تہ دل سے شکر گزار ہے۔ حق تعالیٰ دونوں حضرات کی علمی و قلمی خدمات کو قبول فرما کر دارین میں اپنی شایان شان بدلہ عنایت فرمائیں۔ آمین

”شعبہ نشر و اشاعت، جامعہ علوم القرآن، جبوسر“ امت مسلمہ کی خدمت میں یہ وسیع علمی نذرانہ پیش کرتے ہوئے اسلامی کتب کی اشاعت اور قلمی جہاد کے اس پروگرام میں مالی شرکت کی اپیل کرتا ہے اور اپنے مرحومین کے ایصال ثواب اور علمی صدقہ جاریہ کے لئے جامعہ علوم القرآن کے شعبہ نشر و اشاعت کے انتخاب کی دعوت دیتا ہے۔

فقط والسلام

مفتی احمد دیوبندی

مہتمم: جامعہ علوم القرآن، جبوسر

نشر ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَ الصَّلٰوۃُ، وَ السَّلَامُ عَلٰی
سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ، وَ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ، وَ عَلٰی اٰلِہٖ، وَ اَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ، وَ مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ، اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَمَّا بَعْدُ :

حج بیت اللہ ایک اہم اسلامی رکن ہے، آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ﷺ میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں اسکا تذکرہ کیا گیا ہے، کہیں تو اسکی فرضیت اور فضیلت بیان کر کے اسکی ادائیگی کی تاکید فرمائی گئی ہے، تو کہیں اس سے لاپرواہی برتنے والے مالداروں کو مختلف وعیدوں اور سزاؤں کے ذریعہ اس فریضہ کو فوری اور جلدی ادا کرنے کی تنبیہ کی گئی ہے، حج بیت اللہ کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اسمیں آدمی کا جان، مال، وقت، سب کچھ احکامات خداوندی کی تکمیل میں لگ جاتا ہے اور اس طرح تمام اسلامی عبادات میں حج بیت اللہ ہی کو بیک وقت جانی و مالی عبادت ہونیکا شرف حاصل ہے۔

ارکان اربعہ میں نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے مسائل سے تقریباً سبھی مسلمان کم و بیش مقدار میں واقف ہوتے ہی ہیں، کیونکہ ان عبادات سے ہر مسلمان کو روزانہ یا کم از کم سال میں ایک مرتبہ عملی طور پر گزرنا پڑتا ہے، مثلاً نماز کی دن میں پانچ مرتبہ ادائیگی، روزہ کی سال میں ایک مہینہ ادائیگی اور زکوٰۃ کی ”معطی یا مصرف“ کی شکل میں سال میں ایک مرتبہ ادائیگی کی وجہ سے انکے مسائل سے قدرے واقفیت ہوتی ہی ہے یا بصورت دیگر روزانہ یا سالانہ حسب ضرورت ہر مسلمان ان مسائل سے واقفیت حاصل کرتا رہتا

ہے، اسکے بالمقابل حج بیت اللہ کی شان نزالی ہے، زندگی میں صرف ایک بار مخصوص قسم کے مالداروں پر فرض ہونیوالی اس عبادت کے مسائل سے دیگر عبادات کے مسائل کی نسبت ناواقفیت اور کم علمی زیادہ محسوس کی جاتی ہے، پھر اسکی مخصوص شرائط کے ساتھ ہونے والی اور مخصوص طبقہ تک رہنے والی فرضیت کی وجہ سے ایسی ناواقفیت کا ہونا ناگزیر بھی ہے۔

جامعہ علوم القرآن، جبوسر نے روزِ اول ہی سے امت مسلمہ کی اہم ضروریات اور مسائل کا جائزہ لیکر انکو آسان اور حل کر نیکی بھر پور سعی کی ہے۔ یہی نہیں ضروریات دین کی تعلیمات کو عامۃ المسلمین تک کامیابی کے ساتھ پہنچانے کے لئے جامعہ نے ایک مستقل شعبہ ”شعبہ نشر و اشاعت“ کے نام سے قائم کیا ہے، پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور انٹرنیٹ جیسے وسیع وسیع اسباب اشاعت کے اس دور میں لا دینیت، الحاد اور غیر اسلامی افکار و خیالات کی ترویج پر روک لگانے، مذہب اسلام اور مسلمانوں پر ہونیوالے شکوک و شبہات کو دور کرنے، عقائد اسلام پر ہونے والی یلغار کا مقابلہ کرنے، مسلم معاشرہ میں رنج بس گئے غیر اسلامی رجحانات اور مغربی تہذیب و تمدن کو جڑ سے اکھارنے، بدعات و رسومات کو ہمیشہ کے لئے رخصت کرنے اور خالص اسلامی و اصلاحی لٹریچر کی نشر و اشاعت کے لئے جامعہ کے اس شعبہ نے گجراتی، اردو، انگریزی اور عربی زبانوں میں کتابوں اور پمفلٹس کا ایک طویل اور وسیع سلسلہ قائم کر دیا ہے، جسمیں جامعہ علوم القرآن کے ماہر اور تجربہ کار اساتذہ کرام نے اپنی قلمی خدمات کے ذریعہ بھرپور حصہ لیا ہے بالخصوص :

حضرت مولانا بشیر احمد بھٹو کوروی صاحب، دامت برکاتہم
حضرت مولانا اسماعیل موسیٰ سارودی صاحب، دامت برکاتہم

حضرت مولانا رشید ابراہیم خانپوری ندوی صاحب، دامت برکاتہم

حضرت مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب، دامت برکاتہم

حضرت مولانا سجدہ یولوی صاحب، دامت برکاتہم

وغیرہ حضرات کی شعبہ نشر و اشاعت کی قلمی خدمات قابل ذکر اور لائق شکر ہے
حق تعالیٰ انکی خدمات علیہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور دارین میں اپنی شایان شان
بہترین بدلہ عنایت فرمائیں۔ آمین۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جامعہ کے شعبہ نشر و اشاعت کی پہلی اشاعت بھی
حج بیت اللہ نبی کے مبارک عنوان سے منظر عام پر آئی تھی، جس کا نام ”حج بیت اللہ کی
فرصیت اور صاحب استطاعت لوگوں کی لاپرواہی“ تھا اب جدید ضروریات اور بدلتے
ہوئے حالات کا جائزہ لیکر، جامعہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری زید
مجدد نے جدید ترین تقاضے اور تازہ ترین سہولیات کے مطابق زیر نظر کتاب ترتیب دیکر
امت مسلمہ کی خدمت میں ایک قیمتی نذرانہ پیش فرمایا ہے، شعبہ نشر و اشاعت اس کتاب کی
اشاعت پر شکر، فخر اور مسرت کے جذبات محسوس کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس شعبہ کی خدمات کو
روز افزوں فرمائیں اور نظر بد اور فتنہ فساد سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، آمین۔

حضرت مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری زید مجدد نے اپنے گہرے اور طویل
مطالعہ نیز ذاتی تجربات و مشاہدات کی روشنی میں جدید حالات، جدید تقاضے، جدید
مسائل اور جدید ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک آسان اور جامع کتاب مرتب کی
ہے، جس میں حج بیت اللہ کی آسان ترتیب نیز انتہائی اہم اور ضروری مسائل کو ذکر کر دیا ہے
اور غیر ضروری اور لا حاصل طویل مسائل میں قاری کو خواہ مخواہ الجھانے سے گریز کیا ہے،
پھر کتاب کی ترتیب و تالیف میں اس بات کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے کہ کتاب صرف

مسائل و فضائل حج پر مشتمل نہ رہے بلکہ ایک حاجی کا گائڈ یا گائڈ بک ثابت ہو، اسی لئے اس کتاب کو سفر حج میں ساتھ لیجانے والا یہ بات ضرور محسوس کریگا کہ وہ ایک کتاب کے ساتھ نہیں بلکہ ایک راہبر و معلم کے ساتھ اپنا سفر حج طے کر رہا ہے اور معلم بھی ایسا جو حاجی کی اسکے گھر سے قدم نکالنے کے وقت سے گھر واپس آنے تک ہر ہر لمحہ مکمل نگرانی کرتا ہے، اور اس کے چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی شرعی اصول و ضوابط کے مطابق ادا کروانے کی فکر کرتا ہے، اس لئے اس کتاب کا نام بھی ”حج اور عمرہ فلاحی کے ہمراہ“ رکھا گیا ہے، الحمد للہ ایسے جدید اور انیسٹیل انداز پر تیار شدہ یہ کتاب زائرین کرام کے لئے بے انتہا مفید اور کارآمد ثابت ہوگی اور حجاج کرام کا کامل معلم اور کامیاب راہبر بنیگی، انشاء اللہ العزیز۔ پھر مرتب ہی کی کمپیوٹر ٹائپنگ اور سیٹنگ نے سونے پے سہاگہ کا کام کیا ہے، اسی لئے آپ دیکھ رہے ہیں کہ الحمد للہ کتاب ہر قسم کی ظاہری و باطنی خوبیوں سے آراستہ پیرا آستہ ہے، اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔

حضرت مولینا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب زید مجددؒ نے جامعہ علوم القرآن، جبوسر کی نظامت اعلیٰ کی بھاری بھر کم ذمہ داریوں اور انتہائی مصروف زندگی میں سے ایسی قیمتی، مفید اور جامع کتاب ترتیب دینے کے لئے وقت فارغ کیا یہ در حقیقت امت مسلمہ کی علمی خدمت اور ایک عالم دین کے اشاعتِ علم کے جذبہٴ کامل کی نین و سیل اور واضح علامت ہے، فی الواقع حضرت مولینا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب زید مجددؒ، ہم سب کی طرف سے حقیقی مبارک بادی کے مستحق ہیں، حق تعالیٰ انہیں جامعہ علوم القرآن، شعبہ نشر و اشاعت اور امت مسلمہ کی جانب سے ایسی مثالی و قابل تقلید خدمت انجام دینے پر دارین میں اپنی شاہین شان بہترین بدلہ عنایت فرمائیں، آمین اخیر میں ملتِ اسلامیہ کی خدمت میں اس علمی ہدیہ کو پیش کرتے ہوئے ان

سے اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے ایسی مفید کتابیں شائع کروا کر جامعہ کے شعبہ نشر و اشاعت کو اپنی منزل کی طرف رواں دواں رکھنے میں معاون بننے کی درخواست کرتا ہوں۔۔۔

فقط والسلام

”حضرت مولانا مفتی“ احمد دیوبندی ”صاحب زید مجدہ“
مہتمم : جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، ضلع بھروچ، صوبہ گجرات، الہند

تقریظ

حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم

صدر مفتی: جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات، الہند

حج اور عمرہ ایک عشقیہ عبادت ہے، یہی وجہ ہے کہ اسکے اعمال عشق و محبت کی البیلی اداؤں سے بھرپور ہیں، اس کے اعمال میں طواف بیت اللہ، سعی، رمی اور وقوف ایسے اعمال ہیں جو مخصوص مقامات کے علاوہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں ادا نہیں کئے جاسکتے، پھر یہ عشقیہ اعمال چونکہ ایک ممتاز و متعین طریقے سے ادا کئے جاتے ہیں۔ اسلئے ان عشقیہ اعمال کو سمجھنا اور اسکی ادائیگی کے طور و طریق سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے، اور اسی واقفیت کا دوسرا نام مسائل حج و عمرہ سے واقفیت ہے۔

حضرت مولانا محمد اقبال بن علی فلاحتی خانپوری صاحب زید مجدہ ”ناظم اعلیٰ، جامعہ علوم القرآن، جبوسر، بھروچ، گجرات“ نے معتبر کتابوں کا مطالعہ فرما کر اس عاشقا نہ عبادت کو صحیح اور مسنون طریقہ پر ادا کرنیکی ترکیب اس کتاب میں تحریر فرمائی ہے۔ جسکا مطالعہ ہر عازم حج کو شرعی اور سنت طریقہ پر حج ادا کرنے میں مفید و معین ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ مولینا محترم کی اس قلمی خدمت کو شرف قبولیت عنایت فرمائیں جامعہ علوم القرآن، جبوسر، بھروچ، گجرات، کے شعبہ نشر و اشاعت کی اس بیش بہا خدمت کو قبول فرما کر اس شعبہ کو بے انتہا ترقیات سے نوازے اور عازمین حج و عمرہ کو یہ کتاب پڑھکر اس کے مطابق اپنے حج و عمرہ کو ادا کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین۔

احقر احمد خانپوری

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، نو ساری، گجرات، الہند

نقريظ

حضرت مولانا مفتی اسماعيل بھڈو کو دروي صاحب دامت برکاتہم
صدر مفتی : دارالعلوم کنتھاریہ، شیخ الحدیث: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

انسان اپنی زندگی میں مختلف اغراض و مقاصد کے لئے سفر کرتا ہے، اگرچہ بے
ضرورت سفر کرنا مذہب اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ بلکہ ممنوع ہے۔ تاہم کچھ نیک مقاصد
ایسے ہیں جنکے حصول کے لئے سفر کرنا ترغیب دلائی گئی ہے، اور نہ صرف اس پر اجر عظیم کا
وعدہ کیا گیا ہے بلکہ بعض اسفار کو ضروری اور فرض قرار دیا گیا ہے۔ منجملہ ان اسفار کے سفر
حج و عمرہ بھی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے عشق حقیقی کا مظہر اور حصول قرب خداوندی کا بہترین
ذریعہ ہے، اور جو حضرت رسول ﷺ کے دربار اقدس میں حاضری اور روبرو
صلوٰۃ و سلام پیش کرنا مبارک سفر ہے۔

یہ سفر بڑے بڑے، بن گھڑے پتھروں سے بنے ہوئے مبارک گھر کا سفر ہے
جہاں پہونچکر دل کی بیٹری، روحانیت، ایمان و یقین اور اس گھر کے مالک سے حقیقی تعلق
کے ذریعہ چارج ہو جاتی ہے، جو گھر تجلیاتِ الہیہ اور رحمتِ خداوندی کی تقسیم کا مرکز
ہے، اور جہاں روزانہ ایک سوئس (۱۳۰) رحمتیں نازل ہو کر پوری دنیا میں تقسیم ہوتی ہیں۔
یہ سفر ایک طویل عبادت کی ادائیگی کا سفر ہے، جسکی ادائیگی اپنے ملک سے دور
دوسرے ملک ”مملکت عربیہ سعودیہ“ کا سفر کر کے ہوتی ہے، پھر اس عبادت کے فرائض و
واجبات مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں، مسلمانوں کے ایک بہت بڑے مجمع کے
درمیان، وطن سے دور، سفر کی حالت میں ادا کئے جاتے ہیں اور علی العموم اپنے گھر پر
ادا کی جائیوالی یومیہ، ہفتہ وار اور سالانہ عبادات کی نسبت حج و عمرہ کے مسائل مختلف قسم

کے ہوتے ہیں اسلئے اس عبادت کو صحیح اور سنت طریقہ پر ادا کرنا دوسری عبادات کی بنسبت قدرے مشکل ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حج و عمرہ کے مسائل اور ترکیب پر مشتمل کتابیں دنیا کی اکثر زبانوں میں لکھی گئی ہیں، حضرت مولینا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب مدظلہ العالی ”ناظم اعلیٰ، جامعہ علوم القرآن، جمبوسر“ نے ایک اچھوتے انداز میں کتاب کی شکل میں سفر حج کا ایک حقیقی راہنما یا بالفاظ دیگر سفر حج کے اعمال و کیفیت پر مشتمل ایک پیشگی سفرنامہ تیار کر دیا ہے، اور ہر عازم حج کو یہ دعوت دی ہے کہ وہ بھی گھر سے روانہ ہونے سے قبل اس کتاب کو پڑھنا شروع کرے، اور اس میں لکھے گئے یومیہ اعمال پر عمل کرتے کرتے اپنا مبارک سفر مکمل کرے تاکہ اس کتاب کی روشنی میں صحیح اور مسنون طریقہ سے ادا کردہ حج اور عمرہ کی وجہ سے، مذکورہ کتاب ”حج اور عمرہ فلاحی کے ہمراہ“ اسکا اپنا بھی سفرنامہ ثابت ہو۔

مولینا محترم نے بہت ساری معتبر کتابوں کا مطالعہ فرما کر اس کتاب کی تالیف کی ہے، کتاب میں ذکر شدہ مسائل احقر نے بنظر تحقیق دیکھے ہیں جو صحیح اور درست ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولینا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب زید مجدہ کی اس طویل قلمی خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور عوام الناس کے لئے مفید ثابت فرمائے، آمین

احقر اسماعیل بن حامی ایم ایم بھٹو کو دروی

خادم حدیث: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر،

خادم افتاء: دارالعلوم بھروچ، کنٹھاریہ

۹/ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۶-۱۱ ۲۰۰۰ء

تألیف نامہ

از مؤلف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد :
اسلام کے پانچ ارکان میں سے آخری اور تکمیلی رکن ”حج بیت اللہ“ ہے۔
حج کیا ہے ؟

ایک معین اور مختصر وقت پر اللہ کے دیوانوں کی طرح اس کے دربار میں
حاضر ہونا، اور اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں، اور طور و طریق کی
نقل کر کے ان کے سلسلے اور مسلک سے اپنی وابستگی اور وفاداری کا ثبوت دینا اور اپنی
استعداد کے بقدر ابراہیمی جذبات اور کیفیات سے حصہ لینا اور اپنے کو ان کے رنگ
میں رنگنا۔

مزید وضاحت کے لئے کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک شان یہ ہے کہ وہ
ذوالجلال والجلوت، الحکم الحاکمین اور شہنشاہ کل ہے اور ہم اس کے عاجز و محتاج
بندے اور مملوک و محکوم ہیں۔

اور دوسری شان یہ ہے کہ وہ ان تمام صفات جمال سے بدرجہ اتم متصف
ہے جن کی وجہ سے انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے اور اس لحاظ سے وہ۔ بلکہ صرف
وہی۔ محبوب حقیقی ہے۔

اسکی پہلی حاکمانہ اور شاہانہ شان کا تقاضا یہ ہے کہ بندے اُس کے حضور میں
ادب و نیاز کی تصویر بن کر حاضر ہوں۔

ارکان اسلام میں پہلا عملی رکن نماز اسی کا خاص مرقع ہے اور اس میں یہی

رنگ غالب ہے اور زکوٰۃ بھی اسی نسبت کے ایک دوسرے رُخ کو ظاہر کرتی ہے۔
اس کی دوسری شان محبوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ بندوں کا تعلق اس کے ساتھ
محبت اور ولہیت کا ہو۔

روزے میں بھی کسی قدر یہ رنگ ہے، کھانا پینا چھوڑ دینا اور نفسانی
خواہشات سے منھ موڑ لینا عشق و محبت کی منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔
مگر حج اس کا پورا پورا مرقع ہے۔ سِلے کپڑوں کے بجائے ایک کفن نما
لباس پہن لینا، ننگے سر رہنا، حجامت نہ بنوانا، ناخن نہ ترشوانا، بالوں میں کنگھانا کرنا،
تیل نہ لگانا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا، میل کچیل سے جسم کی صفائی نہ کرنا، چیخ چیخ کر
لبیک لبیک پکارنا، بیت اللہ کے گرد چکر لگانا، اس کے ایک گوشہ میں لگے ہوئے سیاہ
پتھر (حجر اسود) کو چومنا، اس کے درود یوار سے لپٹنا اور آہ و زاری کرنا، پھر صفا مروہ
کے پھیرے کرنا، پھر مکہ شہر سے بھی نکل جانا اور کبھی منی، کبھی عرفات اور کبھی مزدلفہ
کے صحراؤں میں جا پڑنا، پھر جمرات پے بار بار کنکریاں مارنا، یہ سارے اعمال وہی
ہیں جو محبت کے دیوانوں سے سرزد ہوا کرتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام گویا
اس رسم عاشقی کے بانی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادائیں اتنی پسند آئیں کہ اپنے دربار کی خاص الخاص
حاضری، حج و عمرہ کے ارکان و مناسک ان کو قرار دے دیا۔ انہی سب مجموعہ کا نام گویا
حج ہے اور یہ اسلام کا آخری اور تکمیلی رکن ہے۔

حج کی فرضیت کا حکم رائج قول کے مطابق ۹ھ میں آیا ہے اور اس کے
اگلے سال ۱۰ھ میں اپنی وفات سے صرف تین مہینے پہلے رسول اللہ ﷺ نے
صحابہ کرامؓ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ حج فرمایا، جو ”حجۃ الوداع“ کے نام سے

مشہور ہے۔ اسی حجتہ الوداع میں عرفات کے میدان میں آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا. (سورہ مائدہ، آیت ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام دین پر اپنی رضا کا اعلان کر دیا۔ اس میں اس بات کی طرف ایک لطیف اشارہ بھی ہے کہ حج اسلام کا تکمیلی رکن ہے۔

اگر کسی بندہ کو صحیح اور مخلصانہ حج نصیب ہو جائے جس کو دین و شریعت کی زبان میں ”حج مبرور“ کہا جاتا ہے اور ابراہیمی و محمدی نسبت کا کوئی ذرہ عطا ہو جائے تو گویا اس کو سعادت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا۔ اور وہ نعمت عظمیٰ اسکے ہاتھ آگئی جس سے بڑی کسی نعمت کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

ایسی عظیم ترین نعمت کی فضیلت زبان نبوت سے کچھ اس طرح بیان ہوئی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ

جَزَاءُ إِلَّا الْجَنَّةَ. (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ ہو جاتا ہے ان کے درمیان کے گناہوں کا۔۔۔ اور ”حج مبرور“ (پاک اور مخلصانہ حج) کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. (رواه الترمذی والنسائی)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، پے در پے کیا کرو حج اور عمرہ کیونکہ حج اور عمرہ دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ اور ”حج مبرور“ کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْحَاجُّ وَالْعُمَارُ وَفَدَّ اللَّهُ، إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ وَإِنْ اسْتَغْفَرُوهُ عَفَّرَ لَهُمْ. (رواه ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، حج اور عمرہ کر نیوالے اللہ تعالیٰ کے مہان ہیں، اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول فرمائے، اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگے تو وہ ان کی مغفرت

فرمائے۔ (سنن ابن ماجہ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ غَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِي طَرِيقِهِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرَ الْغَازِيِّ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ .

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ کا جو بندہ حج یا عمرہ کی نیت سے یا راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلا، پھر راستہ ہی میں اس کو موت آگئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے واسطے وہی اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے جو حج و عمرہ کرنے والوں کے لئے اور راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے لئے مقرر ہے۔ (شعب الایمان البیہقی)

عَنْ ابْنِ عُمرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمَرَّةً أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ . (رواہ احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس کے اپنے گھر میں پہنچنے سے پہلے اس کو سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کے لئے کہو، کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے (اس لئے اس کی دعا قبول ہونے کی خاص توقع کی جاسکتی ہے۔) (مسند احمد)

عَنْ ابْنِ عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ حَجَّ فَرَّارَ قَبْرِى بَعْدَ مَوْتِى كَانَ كَمَنْ زَارَنِى فِي حَيَاتِى .

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان و الطبرانی فی الکبیر و الاوسط)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو وہ ”زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں“ انہیں لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (شعب الایمان للبیہقی - مخم کبیر و الاوسط للطبرانی)

حج بیت اللہ جیسی عظیم عبادت کو ادا کرنے اور اسکے دنیوی و اخروی فوائد سے مستفید ہونیکا صحیح اور قابل قبول طریقہ وہ ہی ہو سکتا ہے جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں امت کے سامنے واضح کر دیا گیا ہے۔ قرآن وحدیث کے بیان کردہ اصول و ضوابط سے ایک قدم بھی پس و پیش ہونا آدمی کو حج وزیارت کے انوار است و برکات سے دور بلکہ محروم کر دیتا ہے۔ یہی نہیں شریعت مطہرہ کے ہر حکم پر عمل کرنے سے پہلے ان احکامات کو مالد و ماعلیہ کے ساتھ اچھی طرح سمجھ لینا نہایت ضروری ہے، مثلاً ازدواجی زندگی میں قدم رکھنے سے پہلے نکاح، طلاق، مہر، نفقہ، عورتوں کے حقوق اور اسلام کے عائلی نظام کو سمجھنا، تجارت شروع کرنے سے پہلے خرید و فروخت، ادائیگی، وصولی، سودا، اوصار، نقد اور اسلام کے نظام تجارت و معیشت کو سمجھنا، بالغ عاقل اور مکلف ہونے سے پہلے نماز، روزہ کے مسائل سے واقف ہونا بے انتہا ضروری ہے، الغرض ہر ہر ذمہ کے عائد ہونے سے پہلے اور کسی بھی عمل کو شروع کرنے سے پہلے اسکے متعلق شریعت کے متعین کردہ احکامات مسائل، اوامر، نواہی اور حدود کو جان لینا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، اگر ایسا نہ کیا گیا اور بے علمی اور جہالت کے ساتھ ادا شدہ عبادت اور عمل میں شریعت مطہرہ کے ایک بھی حکم کی مخالفت ہوئی تو یاد رکھو وہ عمل بجائے ثواب کے عذاب کا اور بجائے رضا

خداوندی کے ناراضگی رب کا ذریعہ بن جائیگا، اسی لئے تو ضروری مسائل کا علم حاصل کرنا یعنی زندگی میں تمہیں جن جن اوامر شریعت سے سابقہ ہوا اسکا علم حاصل کرنا اچھا ہے۔

حج بیت اللہ کے لئے جانے والے احباب جو اپنی جان، مال اور وقت جیسی قیمتی متاع لگا کر عازمین حرمین ہوتے ہیں، انکی عبادت صحیح طریقہ پر ادا ہو جائے، انکا حج مقبول و مبرور ثابت ہو، زندگی میں ہاتھ آیا ہوا یہ سنہری موقع ضائع نہ جائے اور انکی بیت اللہ کی زیارت اور روضہ رسول ﷺ کی حاضری گزشتہ زندگی کا کفارہ اور بقیہ زندگی میں صلاح، تقویٰ اور دینداری پیدا ہونیکا ذریعہ بن سکے اس غرض سے علماء کرام نے اپنے اپنے زمانے میں وقت کے تقاضے اور لوگوں کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے مسائل حج و عمرہ پر مشتمل کتابیں تالیف فرمائیں، جن سے امت مسلمہ نے فائدہ اٹھایا اور اسکی روشنی میں حج و عمرہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے، تاہم بعض امور میں ماضی کی نسبت حال میں بین فرق نظر آتا ہے، اور جدید ترقیاتی حالات نے جدید رہبری کی ضرورت قائم کر دی ہے، ذیل میں دئے ہوئے نقشہ کے ذریعہ ماضی اور حال کے فرق کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

ماضی میں	حال میں
بادبانی کشتیوں، بحری جہازوں اور اسٹیروں کا کئی کئی دنوں کا سفر ہوتا تھا۔	بذریعہ ہوائی جہاز چند ہی گھنٹوں میں آدمی دنیا کے کسی بھی کونے سے جدہ پہنچ جاتا ہے۔

<p>احمد آباد یا بمبئی یا جسکا جس ایڑپورٹ سے سفر شروع ہوتا ہے تقریباً وہیں سے احرام باندھا جاتا ہے۔</p>	<p>سمندر ہی میں میقات سے احرام باندھا جاتا تھا</p>
<p>جدھر بھی ہاتھ بڑھاؤ، قرآن مجید اور ٹھنڈا سادہ آب زم زم باسانی ہاتھ میں آجاتا ہے، جس سے عازمین حج و عمرہ کی ظاہری و باطنی پیاس بجھتی رہتی ہے۔</p>	<p>آب زمزم وہاں کے مقیم حضرات اجرت لیکر پلاتے تھے، برتن بجاتے تھے، جس سے پانی پیچنے اور مسجد کی بے ادبی وغیرہ جیسے مسائل کھڑے ہوتے تھے۔</p>
<p>مکہ مکرمہ میں جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کر کے تیز رفتار سوار یوں کے ذریعہ مدینہ طیبہ پہنچ کر باسانی باجماعت نماز فجر ادا کی جاسکتی ہے۔</p>	<p>مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر بذریعہ اونٹ طے کرنا پڑتا تھا جو انتہائی لمبا اور تکلیف دہ سفر ہوتا تھا۔</p>
<p>میقات پر شاندار مساجد، غسل خانے اور ضروری اشیاء خریدنے کے بازار ہوتے ہیں۔</p>	<p>میقات پر غسل کے پانی وغیرہ کا انتظام از خود کرنا پڑتا تھا۔</p>
<p>تقریباً چالیس (۴۰) دنوں میں سفر مکمل ہو جاتا ہے</p>	<p>مہینوں تک حرمین میں قیام کرنے کا اور حسب مرضی اطمینان سے عبادت کا موقع ملتا تھا۔</p>

مسافروں اور گاڑیوں کا جھوم اس بالکل نہیں تھا جسکی وجہ سے ہر عمل اپنے وقت پر آسانی کیا جاسکتا تھا	مسافروں اور گاڑیوں کا جھوم اس قدر رہتا ہے کہ اگر چوکی نہ برتی جائے تو قوف مزدلفہ اور طواف زیارت جیسے اعمال چھوٹ جائیگا اندیشہ رہتا ہے
ری جمرات یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے میں آسانی رہتی تھی	بے انتہا بھیڑ کا وقت، کمزور، بیمار، بوڑھے اور عورتوں کے لئے خوب احتیاط برتنے کی جگہ۔
دس ذی الحجہ کے اعمال کو ترتیب وار ادا کرنا نہایت آسان تھا۔	دس ذی الحجہ کے اعمال میں بے ترتیبی ہونیکا قوی احتمال۔
معلم کی مکمل نگرانی اور رہبری میں حج ادا ہوتا تھا۔	معلم کی زیارت بھی نہیں ہوتی، ہر آدمی خود اپنا معلم۔

مذکورہ بالا بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر حجاج کرام کو جدید رہبری کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ ماضی میں لکھی گئی کتابیں چونکہ اس وقت کے حالات، تقاضے اور ضروریات کے پیش نظر لکھی گئی تھیں، ان میں سے اکثر مسائل سے اب یا تو سابقہ ہی نہیں پڑتا یا دیگر جدید مسائل نے انکی جگہ لے لی ہے، دوسری جانب ان کتابوں میں ہر عنوان اور عمل کے ماتحت اتنے طویل اور غیر ضروری مسائل کا ذکر ہو گیا ہے کہ معمولی دینی علم رکھنے والا ان طویل مسائل میں ایسا الجھتا ہے کہ حج

بیت اللہ کی سیدھی سادی ترتیب سیکھنا اسکے لئے مشکل ہو جاتا ہے پھر آجکل کی مصروف زندگی اور سہولت پسندی ان طویل طویل مسائل پر مشتمل کتابیں پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دیتی۔

احقر نے اللہ تعالیٰ کی خصوصی نوازشوں اور عنایتوں کے صدقے سال رواں حج بیت اللہ کے لئے فارم بھرا تو وطن عزیز خانپورہ ضلع بھروچ صوبہ گجرات کے میرے گروپ کے ساتھیوں نے ایک عالم دین اور گروپ کے ساتھی ہونیکے ناٹے حج بیت اللہ کی ترکیب لکھنے اور سمجھانے کا مطالبہ کیا، اور بار بار اسکا تذکرہ کرتے رہے، انکا یہ مطالبہ جب اصرار کی حد کو پہنچا تو احقر نے تبلیغ علم کی ذمہ داری ادا کرنے کی نیت سے انتہائی مختصر انداز میں حج کی ترتیب اور ضروری مسائل جمع کرنے کا ارادہ کیا۔ اس مختصر کتابچہ کی تالیف کے لئے جب میں نے حج بیت اللہ کے عنوان پر لکھی گئیں کتابوں کا مطالعہ کیا تو دوران مطالعہ مذکورہ بالا امور کا احساس ہوا اور اسی احساس نے احقر کو حج و عمرہ کے موضوع پر ایک ایسی کتاب تالیف کرنے پر ابھارا جس میں ایک حاجی اور معتمر کے لئے گھر سے نکلنے کے بعد گھر واپس آنے تک کی سیدھی سادی ترتیب مع اہم ضروری مسائل کے لکھ دی جائے اور جس میں اس بات کی خاص رعایت کی جائے کہ گویا ایک معلم یا عالم حاجی کو ہاتھ تھام کر حج بیت اللہ کے لئے لے جاتا ہو، ہر جگہ ٹھہر کر ضروری ہدایات کرتا ہو، لاعلمی کو دور کرتا ہو، خطرات سے واقف کرتا ہو، نقصانات سے آگاہ کرتا ہو، وقت، جگہ اور عمل کی فضیلت، اہمیت اور نزاکت کو سمجھاتا ہو اور اس بات کی خاص نگرانی کرتا ہو کہ کسی بھی صورت میں اسکا سفر حج میں لگا ہوا مال اور وقت ضائع نہ ہو اور وہ حج کے انوارات و

برکات کے حصول میں ذرہ برابر کوتاہی نہ کرے۔ ان تمام امور کی رعایت کرتے ہوئے یہ کتاب تالیف کی گئی اور چونکہ اسمیں ایک حاجی کی مکمل رہبری و رہنمائی کا بنیادی خیال مد نظر رہا اس لئے اس کتاب کا نام بھی ”حج و عمرہ فلاحی کے ہمراہ“ طے پایا۔ تالیف کتاب کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ کے بندے اس اہم فریضہ، اسلامی رکن اور بناء اسلام کے ایک ستون کی کما حقہ اہمیت سمجھیں اور حج بیت اللہ کی ایسی ادائیگی کریں کہ انکا حج دربار خداوندی میں مقبول و مبرور حج ثابت ہو۔

حجاج کرام کی ضرورت کے پیش نظر کتاب میں عربی زبان کے ضروری الفاظ، مختصر بات چیت اور اشیاء کے نام بڑھادئے گئے ہیں تاکہ ملک عرب میں عربی زبان سے ناواقفیت کی بنیاد پر بعض اوقات پڑنے والی مشکلات کو اسکی مدد سے حل کیا جاسکے۔ نیز مدینہ منورہ پہونچکر جناب رسول اللہ ﷺ کے عظیم احسانات و حقوق کی ادائیگی کے لئے کتاب کے اخیر میں چہل درود شریف کا اضافہ کیا گیا تاکہ مدینہ منورہ کی حاضری کے وقت اسکا ورد کیا جاسکے اور چہل درود کے ساتھ ساتھ چہل احادیث کو حفظ کرنیکی فضیلت بھی حاصل کی جاسکے۔ ناٹل صفحہ نمبر ۲، اور ۳، پر اسماء الحسنی ”اللہ تعالیٰ کے مبارک نام“ بھی لکھ دیے گئے ہیں، جسکا ورد بے انتہا مبارک ہے اور جودعا کو مقبولیت سے قریب کر دیتے ہیں، تالیف کتاب کا واحد مقصد یہی ہے کہ عامۃ المسلمین حج بیت اللہ کی آسان ترتیب اور حج سے متعلق ضروری معلومات حاصل کر کے حج بیت اللہ کی صحیح ادائیگی کر سکیں۔ ممکن ہے یہ کتاب کسی ایک آدمی کے مقبول و مبرور حج کا ذریعہ بن جائے اور اسکے ذریعہ احقر، مترجم اور دونوں کے

مردوین و متعلقین کے لئے آخرت کی نجات اور مغفرت کا فیصلہ ہو جائے۔ و ما
ذلک علی اللہ بعزیز۔

کتاب ہذا سے مکمل فائدہ اٹھانیکا طریقہ

احقر کی اس کتاب سے اطمینان بخش فائدہ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ حج
کے دو تین ماہ قبل اس کتاب کی تعلیم شروع کر دی جائے، ایک گروپ یا ایک محلہ کے
لوگ روزانہ وقت مقررہ پر جمع ہو کر اسکی تعلیم کریں اور دوران تعلیم مذاکرہ بھی کرتے
رہیں، خوب اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد ہر آدمی یہ کتاب فردا فردا اپنے مطالعہ میں
رکھے اور روزانہ وقت معین پر حج کی ترتیب اور مسائل کو پڑھتا رہے، پھر سفر حج میں
اس کتاب کو لے جانا ہر گز نہ بھولیں اور روزانہ رات کو آئندہ کل کئے جانے والے
کاموں کا مطالعہ و مذاکرہ کر لے۔ اگر اس طرح کیا گیا تو انشاء اللہ آپکو صحیح و مسنون
طریقہ پر سفر حج ادا ہو زیکا اطمینان ہوگا اور انشاء اللہ آپکا حج مقبول و مبرور ثابت ہوگا۔
اگر آپ اس کتاب کے ساتھ حج کرینگے تو آپکو پورے سفر میں اس بات کا ضرور
احساس ہوگا کہ کوئی معلم آپکی انگلی پکڑ کر آپکو حج و عمرہ کے ارکان ادا کروا رہا ہے،
جیسے جیسے آپکا سفر آگے بڑھیں گے اس کتاب کا مضمون بھی آگے بڑھتا جائیگا اور آئندہ کل
آپکو کیا کرنا ہے وہ اس کتاب کی مدد سے آپ پہلے ہی یاد کر سکیں گے۔ یہاں تک کہ
آپ اپنے گھر اس طرح واپس لوٹیں گے کہ اس کتاب کی رہبری میں کیے گئے حج کی وجہ
سے یہ کتاب آپکا اپنا سفر نامہ یا حج نامہ ثابت ہوگی۔ حق تعالیٰ ہر حاجی و مسافر کو اسی
طرح پیشگی حج و عمرہ کی تیاری کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں اور صحیح حج و عمرہ ادا کروا
کر شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

عربی گفتگو کا حصہ پاکستان سے شائع شدہ کتابچہ بنام ”ہدایات و معلومات برائے عازمین حج“ سے لیا گیا ہے، جسمیں حضرت مولانا اسماعیل سارودی صاحب دامت برکاتہم (استاذ حدیث جامعہ جمبوسر) نے رائج عربی زبان کا اضافہ کر کے مزید مفید بنا دیا ہے۔ میں مولانا کا تہ دل سے مشکور و ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر عطا فرمائیں۔ آمین

میں دل کی گہرائیوں سے ممنون و مشکور ہوں میرے عزیز دوست حضرت مولانا رشید ابراہیم خانپوری ندوی دامت برکاتہم (استاذ حدیث جامعہ جمبوسر) کا جنہوں نے جامعہ کے انتہائی مشغول وقت میں یعنی جمادی الاخری، رجب کے مہینوں میں احقر کے لئے وقت نکال کر جمع و ترتیب کے کام میں اپنا قیمتی تعاون پیش فرمایا، اللہ تعالیٰ موصوف کو دارین میں اپنی شایان شان بدلہ عنایت فرمائیں۔ آمین

قارئین کرام سے بالخصوص علماء کرام سے غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرنیکی درخواست کرتا ہوں، نیز اس کتاب سے مستفید ہونے والے حجاج کرام سے بھی مؤلف و مترجم دونوں کے لئے قبولیت دعا کے ہر وقت و مقام پر خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

فقط والسلام

محمد اقبال فلاحی خانپوری

ناظم اعلیٰ: جامعہ علوم القرآن،

جمبوسر، بھروچ، گجرات، الہند

فرضیت حج اور اقسام حج

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾ (سورۃ آل عمران، ۹۷)

ترجمہ:- اور اللہ کو (خوش کرنیکے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا (فرض) ہے، (مگر سب کے ذمہ نہیں بلکہ خاص خاص کے) یعنی اس شخص کے جو طاقت رکھے وہاں تک (پہنچنے) کی سبیل کی اور جو شخص (احکام خداوندی کا) منکر ہو (خدا تعالیٰ کا کیا ضرر؟ کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے غنی ہیں۔

﴿اِذْنٌ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾ (سورۃ حج، ۲۷)

ترجمہ:- سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ لوگوں میں حج (کی فرضیت) کا اعلان کر دو لوگ تمہارے پاس (یعنی تمہاری اس عمارت مقدسہ کے پاس حج کے لئے) چلے آئیں گے، پیادہ بھی اور (جو اونٹنیاں سفر کے مارے) ڈبلی (ہو گئی ہوگی ان) اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور و دراز راستوں سے پہنچیں ہوں گی۔ حضور اقدس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اِبْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْاِسْلَامِ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ، وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ، وَ اِيتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَ الْحَجِّ، وَ صَوْمِ رَمَضَانَ.

(متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے (۱) ایک اس حقیقت کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے (کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں ہے) اور حضرت محمد ﷺ اسکے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (۲) دوسرا، نماز قائم کرنا (۳) تیسرا زکوٰۃ ادا کرنا (۴) چوتھا حج بیت اللہ کرنا (۵) پانچواں رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ)

حج کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ قدیم زمانے سے حج ہوتا چلا آیا ہے۔ سب سے پہلے جب حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے سفر کر کے حج بیت اللہ کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا، فرشتے اس گھر کا طواف سات ہزار سال سے کر رہے ہیں۔

تمام عالم میں ہندوستان ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ پہلا حج ہندوستان سے کیا گیا، نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چالیس حج ادا فرمائے۔

حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان بھی ہیں اور انسانوں میں سب سے پہلے حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہونے والے حاجی بھی ہیں۔ (کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۷۱۶)

تفسیر و حدیث کی کتابوں اور انکی شروحات سے یہ بات ثابت و محقق ہوتی ہے کہ خانہ کعبہ کی سب سے پہلی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ مکہ مکرمہ جا کر ایک گھر تعمیر کرو اور جس طرح فرشتوں کو طواف کرتے دیکھو اسی طرح طواف کرو۔

تاریخ طبری میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا گیا کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر جب کہ وہ ہندوستان میں تھے وحی نازل فرمائی کہ خانہ کعبہ کا حج کرو، چنانچہ انہوں نے ہندوستان سے سفر کر کے بیت اللہ کا حج فرمایا۔

آپ نے ذرا غور کیا؟ کہ خانہ کعبہ کی جو مرکزی عمارت ہے، حجر اسود اس کے مشرقی حصہ میں ہے، ملتزم (حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے بیچ کی جگہ) بھی مشرق میں ہے، بیت اللہ کا دروازہ بھی مشرق ہی کی جانب ہے، زم زم بھی مشرق میں ہے، مقام ابراہیم بھی مشرق کی جانب ہے، امام صاحب کا مصلیٰ بھی مشرقی جانب میں بچھتا ہے اور صفا مردہ بھی مشرق ہی کی جانب پڑتے ہیں۔

ذرا مکہ سے باہر نکل کر دیکھئے تو منی بھی مشرق میں ہے، مزدلفہ بھی مشرق میں ہے، عرفات بھی مشرق میں ہے، پھر ایک اور نظر ڈالئے تو ہندوستان بھی مشرق میں ہے، ہم ہندوستانیوں کی خوش نصیبی ہے کہ عرفات، مزدلفہ اور منی کا قبلہ جس جانب ہے اسی جانب اہل ہند کا قبلہ بھی ہے۔

حج بیت اللہ، جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کا اور اطاعت شعار بندگان خدا کا شعار، عادت اور روایت رہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد ﷺ تک کوئی نبی اور رسول ایسے نہیں ہوئے جنہوں نے حج بیت اللہ نہ کیا ہو۔

حج بیت اللہ فرض عین ہے، جسکو مذکورہ ذیل شرائط کے جمع ہو جانے پر زندگی میں ایک بار ادا کرنا فرض ہوتا ہے۔۔۔

☆ جس مرد و عورت کو اللہ تعالیٰ نے اتنی وسعت دی ہو کہ اسکے ذریعہ اپنے گھر سے مکہ مکرمہ آمد و رفت پر قادر ہو۔

☆ بیوی بچے اور جن حضرات کے نفقہ کی ذمہ داری شرعاً اسکے ذمہ عائد ہوتی ہو تمام کوچ بیت اللہ سے واپسی تک کا نفقہ دینے پر قادر ہو۔

☆ بذات خود تندرست ہو اور سفر کے قابل ہو۔

☆ راستہ پر امن ہو۔

☆ عورت ہو تو اسکے ساتھ اس کا شوہر یا اور کوئی محرم موجود ہو۔

تنبیہ : حج فرض ہو جانے کے بعد بلا تاخیر حج کرنا ضروری ہے، دوسرے سال پر اٹھا رکھنا گناہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. (رواه ابو داود فی کتاب المناسک)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو آدمی (فرضیت حج کے شرائط جمع ہو جانے کی وجہ سے) حج کا ارادہ رکھتا ہو اسکو چاہئے کہ حج کی ادائیگی میں جلدی کرے۔ (مبادہ کوئی مرض، غفلت، حاجت یا اور کوئی سبب اس عظیم فریضہ کی ادائیگی اور سعادت کے حصول سے مانع بن جائے)

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُلَبِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا. (رواه الترمذی - ابواب الحج)

ترجمہ:- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو ایسی سواری بھی

میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے، پھر بھی حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے کہ :- ”اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اُس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔“ (جامع ترمذی)

تشریح :- اس حدیث میں اُن لوگوں کے لئے بڑی وعید ہے جو حج کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کریں۔ فرمایا گیا کہ ان کا حج کئے بغیر مرنا اور یہودی یا نصرانی ہو کر مرنا گویا برابر ہے۔ (معاذ اللہ) یہ اسی طرح کی وعید ہے جس طرح ترک نماز کو کفر و شرک کے قریب کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ (الروم، ع ۵) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک صلوٰۃ مشرکوں والا عمل ہے۔

حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو مشرکین کے بجائے یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دینے کا راز یہ ہے کہ حج نہ کرنا یہود و نصاریٰ کی خصوصیت تھی کیونکہ مشرکین عرب حج کیا کرتے تھے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتے تھے اسلئے ترک نماز کو مشرکوں والا عمل بتلایا گیا۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ سُوءِ الْخَاتِمَةِ وَ وَفَّقْنَا لِادَاءِ فَرَائِضِكَ
کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی۔ آمین۔

اے اللہ سوء خاتمہ سے ہماری حفاظت کیجئے۔ اور اے اللہ آپ کے فرامین و احکامات پر مقبول و پسندیدہ طریقے پر عمل کر نیکی تو فیق ارزانی کیجئے۔ آمین
صحیح بات یہ ہے کہ حج فرض ہو جانے کے بعد جہاں تک ممکن ہو بہت جلد

ادا کیا جائے اور قطعاً تاخیر نہ کی جائے۔

☆ جس سال حج فرض ہو جائے اسی سال حج کرنا واجب ہے اگر بلا عذر تاخیر کی تو گناہ ہوگا۔ لیکن اگر مرنے سے پہلے حج کر لیا تو حج ادا ہو جائیگا اور تاخیر کرنے کا گناہ بھی جاتا رہیگا۔ اور اگر حج ادا کرنے سے پہلے موت آگئی تو (حج ادا نہ کرنے کا) گناہ ذمہ میں باقی رہے گا۔

☆ جس مرد و عورت پر حج فرض ہو گیا ہو اور ادا نہ کر سکے ہوں تو ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

☆ اگر شوہر پر حج فرض ہو گیا ہو تو بیوی کو حج میں ساتھ لے جانے کے لئے اس کے حج کا خرچ جمع کرنے تک اپنا فرض حج مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ مال حرام سے حج کرنا حرام ہے، حج اور عمرہ کے لئے مال کا حلال اور طیب ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ حق تعالیٰ حلال و طیب مال سے ادا کردہ عبادت ہی قبول فرماتے ہیں۔ بناء بریں حرام یا مشتبہ مال سے حج یا عمرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا ایسے مال سے حج و عمرہ کی ادائیگی سے پرہیز کیا جائے۔

(ایضاح المناسک صفحہ ۵۰، فتاویٰ رحیمیہ جلد ۳، صفحہ ۱۱۶)

☆ والدین اگر زندہ ہوں اور خدمت کے محتاج ہوں تو بلا انکی اجازت کے حج میں جانا مکروہ ہے، اور اگر ان کو خدمت کی ضرورت نہیں تو بلا اجازت جانا مکروہ نہیں ہے، مگر پھر بھی اجازت لینا بہتر اور اولیٰ ہے۔

☆ اگر کسی کا ایسا قرضہ ہے جسے فی الحال ادا کرنا ضروری ہے تو بلا قرضخواہ کی اجازت کے حج میں جانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کو ضامن بنا دیا ہے یا

قرض خواہ خود اجازت دیتا ہے یا فی الحال قرضہ کی ادائیگی ضروری نہیں ہے بلکہ ادائیگی کی مدت مقرر ہے اور وہ اس مقررہ مدت سے پیشتر واپس آجائے گا تو بلا اجازت جانے میں مضائقہ نہیں ہے۔

☆ عورت پر حج میں جانے کے لئے لازم ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی ایسا آدمی ہو جس سے اس کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو جیسے باپ، چچا، بھائی، بیٹا، دودھ شریک بھائی یا سرور وغیرہ، ایسے محرم کے بغیر عورت کے لئے سفر حج کرنا جائز نہیں ہے، اگر کرے گی تو گنہگار ہوگی۔ پھر محرم کے ساتھ جانے کی صورت میں بھی اس کا عاقل بالغ ہونا ضروری ہے۔ اگر ایسا محرم نہ مل سکے تو شریعت کے حکم کے مطابق محرم ملنے تک انتظار کرنا چاہیے۔ جب بھی ایسا محرم میسر آجائے تو بذات خود حج کرے ورنہ دوسرے سے حج کرائے یا وصیت کر جائے۔

☆ یہ مسئلہ بھی یاد رکھو کہ جدہ یا مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے یا طلاق بائن ہو جائے تو عورت اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کر سکتی ہیں۔

☆ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مناسک نووی میں رقمطراز ہیں کہ حج بیت اللہ کے عازمین پر حج بیت اللہ کے طریقہ سے مکمل واقف ہونا فرض ہے، اس لئے کہ جو آدمی عبادت کی ادائیگی کے طریقہ سے ناواقف ہوتا ہے وہ عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتا، بہتر یہی ہے کہ ایسی معتبر و مستند کتاب اپنے ساتھ رکھے جس میں طریقہ حج، احکام حج، مسائل حج اور مقاصد و اسرار حج کو بہتر و دل نشیں انداز میں جمع کیا گیا ہو اور پورے سفر میں اس کتاب کا مراراً و تکراراً

مطالعہ کرتا رہے، تاکہ طریقہ حج سے خوب واقف ہو جائے اور مسائل حج ذہن و دماغ میں راسخ ہو جائے، اگر یہ اہتمام نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ آدمی مقبول و مبرور حج کے بغیر ہی واپس آجائے، حج کے انوارات و برکات سے محروم رہے یا حج کے کسی رکن یا شرط میں خلل کر کے قضائے حج کا یا وجوب دم کے بھاری جرم کا مرتکب ہو جائے۔ (مناسک نووی صفحہ ۳۶۰) ☆ کوئی رفیق صالح ایسا تلاش کرو جو تم کو ضرورت کے وقت کام آ سکے، پریشانی کے وقت اعانت کرے اور مشکل مراحل میں دھارس بندھائے۔ اگر عالم باعمل مل جائے تو بہت ہی اچھا ہے کہ ان سے تمہیں ہر قسم کے مسائل میں بالخصوص احکام حج سے واقف ہونے میں مدد ملتی رہے گی۔

جو حضرات حج فرض ہو جائیکے باوجود حج بیت اللہ نہیں کرتے وہ تو قابل گرفت ہیں ہی، مگر جو حضرات آداب و مسائل حج سیکھے بغیر چلے جاتے ہیں وہ بھی قابل تنبیہ ہیں۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ آدمی کثیر رقم خرچ کر کے وطن عزیز، اہل و عیال اور کاروبار چھوڑ کر جائے اور مسائل حج سے بے بہرہ رہے۔

سب جانتے ہیں کہ سیکھے بغیر کوئی چیز نہیں آتی۔ مگر یہ کتنی نادانی ہے کہ جو فرض عبادت زندگی میں تقریباً ایک ہی مرتبہ نصیب ہوتی ہے اور ایک ہی مرتبہ فرض ہے اسکو سیکھنے کا کوئی اہتمام نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو دل میں بسانے اور عشق و وارفتگی کے جذبات بیدار کرنے کا ذرہ برابر بھی خیال نہ ہو۔

بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ حج بیت اللہ کی ظاہری (دنیوی) تیاریاں تو مہینوں پہلے شروع کر دی جاتی ہیں مگر اس مقدس سفر کی اصلی و روحانی تیاری بالکل نہیں کی

جاتی۔ حج بیت اللہ کا ارادہ کرنے والے ہر مرد و عورت پر ایام حج شروع ہونے سے پہلے مسائل حج سے واقف ہونا واجب ہے۔ فی زمانہ عازمین حج کو اولاً حکومت میں درخواست دینی پڑتی ہے اسلئے حج کا فارم بھرنا بھی حج کی تیاری میں شامل ہوگا، فارم منظور ہوتے ہی حج بیت اللہ کی مابقیہ تیاری یعنی مسائل، ترکیب آداب حج کو کتابوں کے ذریعہ یا علماء کرام سے رجوع کر کے یاد کرنا نہایت ضروری ہے۔

☆ حج کا ارادہ کرنے والے پر سب سے پہلے اس بات کا پورا دھیان لازم و ضروری ہے کہ حج ایک عظیم الشان عبادت ہے اور کوئی بھی عبادت بغیر اخلاص کے قبول نہیں ہوتی۔ لہذا صرف حق تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے حکم کی بجا آوری کی نیت سے حج کا ارادہ کرنا چاہیے۔

☆ یہ کبھی نہ سوچنا چاہیے کہ سیر و تفریح ہو جائیگی، نئے نئے مقامات دیکھنے میں آئینگے، اچھے اچھے سامان خریدیں گے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی یہ قصد بھی نہ ہونا چاہیے کہ حاجی کہلا کر آئینگے اور عزت بڑھ جائیگی۔

☆ سب سے پہلے اپنے جملہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے توبہ کرو۔ توبہ کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے غسل کرے، غسل کی ہمت نہ ہو تو وضوء کر لے، اس کے بعد دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھے، نماز کے بعد درود شریف پڑھے پھر توبہ و استغفار کرے۔ جس قدر عاجزی، رونا، گڑگڑانا ممکن ہو کی نہ کرے اور اپنے گناہوں اور قصوروں سے توبہ کرے اور بار بار یہ دعا مانگے کہ اے اللہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ پھر کبھی گناہ نہیں کرونگا۔ مجھ کو آپ کی رحمت پر اپنے عمل کی بہ نسبت زیادہ اعتماد ہے اور آپ کی رحمت میرے گناہ سے بدرجہا وسیع ہے۔

توبہ کی تین شرطیں ہیں :

(۱) ماضی میں کئے ہوئے گناہوں پر ندامت اور جن اعمال کی قضاء یا بدلہ ممکن ہوا ہے اعمال کی قضا اور حقوق کی ادائیگی،

(۲) حال میں ان گناہوں کو مکمل چھوڑ دینا،

(۳) مستقبل میں کبھی نہ کرنے کا عزم مصمم اور پختہ ارادہ کرنا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ

نے ارشاد فرمایا، بخدا اللہ تعالیٰ مؤمن بندہ کی توبہ پر اس مسافر سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو کسی ایسے ویرانے میں پہنچ جائے جہاں زندگی کے آثار منقطع ہوں اور قدم قدم پر موت کا سامان نظر آتا ہو، اسکے پاس سواری کے لئے اونٹنی ہو اور اسپر کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو، وہ مسافر سستانے کے ارادہ سے تھوڑی دیر نیچے اترے اور اس کی آنکھ لگ جائے، پھر جب آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اونٹنی مع سامان سفر کے غائب ہے۔ پھر وہ اونٹنی تلاش کرنے کے ارادہ سے ادھر ادھر مارا مارا پھرتا رہے یہاں تک کہ بھوک اور پیاس سے اسکی حالت اتر ہو جائے، جان نکلنے کے قریب ہو جائے اس وقت وہ آدمی یہ سوچے کہ میں دوبارہ وہیں چلا جاؤں جہاں سویا تھا تا کہ موت آوے تو وہیں آوے، یہ سوچ کر اس جگہ لوٹ کر اپنی کبوتر پر سر رکھ کر موت کے انتظار میں سو جائے، پھر جب اسکی آنکھ کھلے تو اپنی اونٹنی مع ساز و سامان کے اپنے قریب موجود پائے، بتاؤ اس مسافر کو اپنی اونٹنی واپس مل جانے پر کتنی خوشی ہو سکتی ہے؟ اللہ کی قسم مؤمن بندہ کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری - صحیح مسلم)

پھر بلوغ کے بعد جتنی نمازیں قضا ہوئی ہوں ان نمازوں کا اندازہ کر کے قضا کر دو۔

اگر غفلت کی وجہ سے ایک وقت کی نماز بھی خدا نخواستہ فوت ہوگئی تو یاد رکھو، بیت اللہ کی سواٹل نمازوں سے بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

☆ قضاء نمازوں کا کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ جب بھی فرصت ملے وضو کر کے ایک دن کی فرض اور وتر ملا کر کل ۲۰ رکعت پڑھ لو، اس طرح اپنی کل قضا نمازوں کا اندازہ کر کے قضا کر لو۔

☆ مال کی زکوٰۃ ادا کرنا باقی ہو تو حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کر دو۔

☆ اللہ کے جن بندوں کے حقوق آپ کے ذمہ ہوں، جن کی کبھی آپ نے حق تلفی کی ہو، جن کو ستایا ہو، جن کا کبھی دل دکھایا ہو، ان سب سے معاملہ صاف کر لو، معاف کروالو یا بدلہ چکا دو۔

☆ کسی کا قرض یا حق باقی رہ گیا ہو تو ادا کر دو، کسی کو ہاتھ سے تکلیف دی ہو، غیبت کی ہو تو معافی مانگ لے، کسی کا مالی حق ہو اور اس کا انتقال ہو گیا تو ہوا سکے شرعی وارثوں تک وہ حق پہنچا دو یا ان سے شرعی طریقہ سے معاف کروالو۔

☆ اگر امانت یا کسی کی مانگی ہوئی چیز اپنے پاس ہو تو اس کو واپس کر دو، حقوق و ضروریات سے متعلق ایک وصیت نامہ لکھ دو، اگر قرض وغیرہ ہو تو مفصل طریق سے لکھ کر کسی دیندار عادل شخص کو وصی "قائم مقام" بنا دو۔

☆ گھر سے روانگی سے پہلے درج ذیل سامان سفر اپنے ساتھ ضرور لے لو تاکہ کوئی پریشانی نہ ہو اور آسانی سفر مکمل ہو سکے۔

ضروریات سفر

جس قدر ممکن ہو بقدر ضرورت ہی سامان اپنے ساتھ لو۔ سفر میں زیادہ سامان بہت پریشان کرتا ہے۔ مختصر سامان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) احرام کی دو چادریں "چار ہوں تو زیادہ بہتر ہے" (۲) ضرورت کے مطابق پہننے کے دو چار جوڑے کپڑے (۳) ایک عدد سلیمپہ یا جوڑے (۴) منسلے (۵)

بھری (۶) چاقو (۷) سوئی تاگا (۸) مسواک (۹) احرام باندھنے کا پتہ (۱۰) شیشہ
 ”آئینہ“ (۱۱) کنگلی (۱۲) احکام و ترتیب حج کی کتاب (۱۳) کھانے کے لئے چھوٹی
 بڑی ایک ایک پلیٹ اور چمچ (۱۴) بستر بند (۱۵) ناخن تراش (۱۶) لونا (۱۷) ضروری
 ٹیلفون نمبرات (۱۸) کھانسی، قبض، زکام وغیرہ کی دوائیاں (۱۹) اپنے سامان کی
 شناختی کے لئے کوئی رنگین رہن وغیرہ (۱۹) صابون (۲۰) رومال (۲۱) رنگین چشمہ
 (۲۲) ایک عدد چادر (۲۳) ہوائی تکیہ (۲۴) بالٹی (ڈول)

الحمد للہ اب تیاری ہوگئی ہے اور آپ گھر سے سفر کے لئے نکل رہے ہیں۔
 گھر سے چلتے وقت ہنسی خوشی نکلے، گھر بار و اہل و عیال کی جدائی کے خیال سے
 سست اور اداس ہو کر نہ نکلے کیونکہ یہ سفر خوشی خوشی نکلنے کا سفر ہے۔ گھر سے نکلنے سے
 پیشتر اور بعد میں کچھ صدقہ کرنا چاہیے، گھر میں دو رکعت نفل پڑھے، اسی طرح محلہ کی مسجد
 میں بھی دو رکعت نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ
 پڑھے، اور سلام کے بعد اللہ تعالیٰ سے سفر کی آسانی کے لئے دعا کرے۔

گھر سے روانہ ہوتے وقت عزیز واقارب، دوست و احباب، آس پاس کے
 پڑوسیوں سے اپنی غلطی کی معافی چاہے، دعا کی درخواست کرے اور مصافحہ کرے۔

جاتے وقت حاجی کو لوگوں سے خود مل کر جانا چاہئے اور حج سے واپسی پر لوگوں کو

حاجی سے ملنے آنا چاہئے۔

سفر حج سفر آخرت کا نمونہ ہے، جس وقت حاجی گھر سے چلتا ہے اور احباب و
 اقارب سے رخصت ہوتا ہے تو جنازے کا سماں ہوتا ہے کہ ایک روز اس عالم سے عزیز و
 اقارب کو چھوڑ کر اسی طرح سفر آخرت کرنا ہوگا۔ جب احرام کا لباس پہنتا ہے تو کفن یاد
 آتا ہے اور میقات حج گویا میقات قیامت کی نظیر ہے اور عرفات کے میدان میں

ہزاروں آدمیوں کا اجتماع اور حرارت کی تمنازات روز محشر کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ اسی طرح مابقیہ تمام افعال میں بھی اگر غور کرو گے تو سفر آخرت کا نمونہ نظر آئے گا۔
گھر سے نکلنے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ، اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ :- میں اللہ کا مبارک نام لے کر اس بات کا اقرار اور تصدیق کرتا ہوں کہ میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسی پر پورا بھروسہ ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہلتا، میں اللہ تعالیٰ ہی کے سہارے سفر شروع کرتا ہوں۔

اگر مذکورہ بالا دعایا نہ ہو تو صرف ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھ لے۔

رشتہ دار اور دوست و احباب سے جدائی کے وقت

حاجی جب رشتہ دار اور دوست و احباب سے رخصت ہو تو انہیں حاجی کو یہ دعا دیکر رخصت کرنا چاہئے

اَسْتَودِعُ اللّٰهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ،
زَوَّدَكَ اللّٰهَ التَّقْوٰی، وَیَسَّرَ لَكَ الْخَیْرَ حَيْثُ كُنْتَ.

ترجمہ :- اچھا جاؤ تم اور تمہارا دین اور تمہاری دین و دنیا کی امانت اور تمہارے کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو تقویٰ کی دولت سے نوازے اور تمہارے لئے نیکیاں آسان کرے جہاں کہیں بھی رہو۔

جب سواری پر سوار ہونے لگو تو پہلے داہنا پیر رکھ کر داہنی طرف پھٹک کر یہ دعا پڑھو:

① ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ

رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک ہے جس نے یہ سواری ہمارے مسخر ”تابع“ کر دی ورنہ ہمارے پاس اسکو مسخر کرنیکی طاقت نہیں تھی اور ہم ایک دن ہمارے پروردگار کی جانب یقیناً واپس لوٹنے والے ہیں۔

☆ اب نہایت ہوشیاری سے سفر شروع کرو، روپیہ پیسہ نہایت حفاظت سے رکھو، ساری رقم ایک جگہ نہ رکھو، الگ الگ جگہ رکھو۔ چور اور جیب کاٹنے والوں سے ہوشیار رہو۔ بہت سے لوگ حج کرنے نہیں جاتے بلکہ چوری کرنے اور لوگوں کی جیب کاٹنے جاتے ہیں، جو درحقیقت حاجی نہیں بلکہ بشلل حاجی چور اور ڈکیت ہوتے ہیں، کسی کے چہرے پر لکھا ہوا نہیں ہوتا کہ کون حاجی ہے اور کون چور!

☆ سفر میں اپنی چیز کسی اجنبی کو مت کھلاؤ اور نہ کسی اجنبی کی کوئی چیز کھاؤ۔ آج کل نشہ آور چیزیں کھلا پلا کر لوٹنے کے واقعات کثرت سے ہوتے ہیں۔

☆ قافلہ میں جو شخص ہوشیار، صاحب رای دیندار، تجربہ کار اور بردبار ہو اس کو امیر بنالینا چاہیے اور سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔

☆ دوسرے حجاج بالخصوص یوزہوں اور کمزوروں کی خدمت کی سعادت ضرور حاصل کیجئے، اور یہ سمجھ کر خدمت کیجئے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مہمان ہیں اور میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں، اس نسبت سے مجھ پر ان کی

خدمت کرنا ضروری ہے۔

بعض اہل معرفت کا ارشاد ہے کہ :

”طاعت و عبادت سے جنت ملتی ہے اور بندوں کی خدمت سے خود مولا ملتا

ہے۔“

حضور ﷺ کا ارشاد ہے :

سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ (مقلوۃ شریف، باب آداب السفر)
یعنی سفر میں قوم کا سردار قوم کی خدمت کرنے والا ہے۔

احرام اور حج کی قسمیں

اگر جدہ سے مکہ مکرمہ جانے کے بجائے سیدھے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہے تو پھر بمبئی، احمد آباد یا دیگر مقامی ایئر پورٹ سے عمرہ کا احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ حدود حرم سے باہر باہری مدینہ منورہ جانا ہوگا اور میقات سے بغیر احرام گذرنے کی جنایت لازم نہ ہوگی۔

مستحب یہ ہے کہ احرام باندھنے کا غسل کرنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں اور پیروں کے ناخن کاٹ لو، دونوں بغلوں کے بال اور زیر ناف بال صاف کر لو اور صابن وغیرہ سے نہالو تاکہ اچھی طرح صفائی حاصل ہو جائے، مشاہدہ ہے کہ بعض لوگ احرام کی حالت میں ہوتے ہیں اور ان کے بغل کے بال اتنے بڑے دکھائی دیتے ہیں جیسے کئی ماہ سے صاف نہ کئے ہوں۔ اگر زیر ناف بالوں کا بھی یہی حال ہے تو بہت ہی برا ہے۔ عام حالات میں ان بالوں کو ہر ہفتہ صاف کر لینا مستحب ہے، اگر نہیں تو کم از کم پندرہ دن میں صاف کر لینا چاہئے، چالیس دن سے زیادہ مدت تک بغل اور زیر ناف بالوں کا صاف نہ

کرنا مکروہ تحریمی ہے جو حرام کے زمرہ میں آتا ہے۔ احرام باندھنے سے پہلے اس کا خاص خیال رکھیں۔

بیوی اگر ساتھ ہو تو صحبت کرنا بھی مستحب ہے، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرو اور صابون وغیرہ استعمال کر کے خوب صفائی ہو جائے ایسا غسل کرو۔
سلے ہوئے کپڑے بدن سے نکال دو اور ایک چادر لٹکی کی طرح باندھ لو اور ایک چادر اوڑھ لو، یہ دونوں چادریں سفید ہوں تو بہتر ہے۔

خوشبو لگا لو لیکن کپڑوں میں ایسی خوشبو نہ لگاؤ جس کا جسم (یعنی اثر) احرام کے بعد بھی باقی رہے، اس منع کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اگر کسی وقت احرام باندھنے کے بعد کپڑا اتار دیا اور پھر اوڑھ لیا تو جنایت لازم ہوگی جیسا کہ احرام میں خوشبو لگانے سے لازم آتی ہے۔
(غیۃ الناسک)

احرام کے لغوی معنی ہیں حرام کرنا۔ حاجی جس وقت حج کی پختہ نیت کر کے تلبیہ یعنی لبیک پڑھ لیتا ہے تو اس پر چند حلال اور مباح چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں اس وجہ سے اس کو احرام کہا جاتا ہے اور مجازاً ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی حالت احرام میں استعمال کرتا ہے۔

ماشاء اللہ آپ غسل سے فارغ ہو گئے اور احرام بھی باندھ لیا مگر یاد رکھو آپ ابھی تک احرام میں داخل نہیں ہوئے ہیں کیونکہ احرام کی نیت باقی ہے اور نیت کے بعد ہی آدمی احرام میں داخل ہوتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ خواتین کا احرام انکے سلے ہوئے کپڑے ہی ہیں، ہاں مگر عورتیں سر مکمل دھانے رکھیں اور چہرہ ہمیشہ کھلا رکھیں، چاہے برقع پہنا ہوا ہو۔

ہوائی جہاز سے سفر کرنے والے احباب احمد آباد، بمبئی یا اپنے مقامی ایئر پورٹ

سے احرام باندھ لیں، احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھیں تاہم اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔ یہ دو رکعت نماز مردوں کو بھی سرودھانپ کر ہی پڑھنا ہے چاہے ٹوپی پہن لیں چاہے احرام کی چادر سے سر کو دھانپ لیں۔

پہلی رکعت میں پوری ”قل یا ایہا الکافرون“ اور دوسری رکعت میں پوری ”قل هو اللہ“ پڑھیں۔ پھر سلام پھیر کر قبلہ رو بیٹھ کر سر کھول کر اسی جگہ نیت کرو۔

نیت کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ حج کی تین قسمیں ہیں:

(۱) حج افراو:- جسمیں میقات سے صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے۔

(۲) حج قران:- جسمیں میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا جاتا ہے یعنی کہ دونوں کو ایک ہی احرام میں ادا کرنے کی نیت کی جاتی ہے۔

(۳) حج تمتع:- تمتع کے لغوی معنی نفع اٹھانے کے ہیں۔ حج کی اس قسم کو تمتع اس لئے کہتے ہیں کہ تمتع کرنے والا احرام عمرہ اور احرام حج کے درمیان ان چیزوں سے جو احرام کی وجہ سے منع ہے فائدہ اٹھا سکتا ہے، برخلاف قارن کے کہ وہ عمرہ سے فارغ ہو کر بھی محرم رہتا ہے اور ممنوع چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

تمتع قران سے افضل نہیں لیکن افراو سے افضل ہے۔

حج تمتع میں میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اور مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کر کے احرام ختم کر دیا جاتا ہے اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھا جاتا ہے۔ اکثر لوگوں کے لئے یہی تیسری صورت آسان اور بہتر رہتی ہے اس لئے مشورہ یہی دیا جاتا ہے کہ احرام میں اس تیسری قسم ہی کی نیت کی جائے، کیونکہ پہلی دونوں صورتوں میں احرام کی ساری پابندیاں حج سے فارغ ہونے تک قائم رہتی ہیں جن

کانہانا اکثر لوگوں کے لئے مشکل ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جن کی احرام کی حالت میں ممانعت ہوتی ہے، اس لئے آج کل عوام کو ان دونوں صورتوں کا مشورہ نہیں دیا جاتا۔ اور اسی لئے اس کتاب میں حج تمتع کا طریقہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی باہمت آدمی حج افراد یا حج قرآن کی نیت کرنا چاہے تو حج کی ان دونوں قسموں کے مسائل بھی اس کتاب میں آگے ذکر کر دئے گئے ہیں۔

احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد سر کھول دیں اور درج ذیل طریقہ پر نیت کریں:

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِیْ وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّیْ

ترجمہ:- اے اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں/کرتی ہوں پس اس کو میرے لئے آسان فرما اور میری جانب سے قبول فرمالے۔

اگر عربی کے یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو اردو، گجراتی، انگلش یا کسی بھی زبان میں اس کا ترجمہ ادا کر لیں۔

نیت کے بعد مرد بلند آواز سے اور عورت پست آواز سے نیچے کا تلبیہ پڑھے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ

لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ

اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكُ،

لَا شَرِيْكَ لَكَ

میں حاضر ہوں میرے مولیٰ آپ کے حضور میں حاضر ہوں،

میں حاضر ہوں آپکا کوئی شریک نہیں، میں آپکے حضور حاضر ہوں، ساری حمد و ستائش آپ ہی کو سزاوار ہیں، اور ساری نعمتیں آپ ہی کی ہیں اور ساری کائنات میں فرما روائی بھی آپ ہی کی ہے، آپکا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

اس کو تلبیہ کہتے ہیں، یہ حج اور عمرہ کا خاص ذکر ہے، اسکے الفاظ میں کمی کرنا مکروہ ہے، اس تلبیہ کے کہنے کے ساتھ ہی آپ کا احرام شروع ہو گیا، جس طرح تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ کر نماز شروع ہو جاتی ہے۔

تلبیہ کے وہ الفاظ جو اوپر نقل کئے گئے ہیں خاص ان الفاظ کا کہنا سنت ہے، شرط نہیں ہے، کوئی اور ذکر بھی جس سے حق تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہو تلبیہ کے قائم مقام ہو سکتا ہے، جیسے ”لا الہ الا اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر“ وغیرہ۔

اسی طرح تلبیہ اردو، فارسی، ترکی جیسی دوسری زبانوں میں پڑھنا بھی جائز ہے مگر عربی میں پڑھنا افضل ہے۔

عورت کے لئے حیض اور نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس لئے وہ غسل یا وضو کر کے احرام کے سلسلے ہوئے کپڑے پہن کر قبلہ رو بیٹھ کر نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، ایسا کرنے سے وہ احرام میں داخل ہو جائیگی۔

عورت کو اگر خطرہ ہو کہ طواف زیارت یا طوافِ عمرہ کے زمانہ میں حیض آجائیگا اور ایام حیض گزر جانے تک انتظار کرنا بھی مشکل ہوگا تو ایسی صورت میں مانع حیض دوائی استعمال کر کے طواف زیارت یا طوافِ عمرہ کر لینے تک حیض روک لینا صحیح ہے اور اس پر کوئی جرم مانہ بھی عائد نہ ہوگا، مگر شدید ضرورت کے بغیر مانع حیض دوائی استعمال

کرنا مناسب نہیں اس لئے کہ اس سے عورت کی صحت پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔

(ایضاح المناسک، ۱۰۹)

اگر دوران حیض دوائی کے ذریعہ حیض روک لیا اور طواف زیارت یا طواف عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد عادت کے ایام میں دوبارہ حیض آگیا تو سمجھا جائیگا کہ اس نے حالت حیض میں ہی طواف کیا، کیونکہ یہ طہر مطلق کے حکم میں ہے۔ لہذا اگر ماہ میں اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہو جائیگی۔ البتہ اگر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کر لے گی تو جرمانہ ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر دوائی کے ذریعہ حیض اس طرح رک گیا کہ طواف کے بعد عادت کا زمانہ ختم ہونے کے تک دوبارہ حیض آیا ہی نہیں تو طواف بلا کراہت صحیح ہو جائیگا اور کوئی جرمانہ بھی لازم نہیں ہوگا۔ (ایضاح المناسک، ۱۰۹)

یہ تبلیہ حاجی کا خاص ترانہ ہے اور اصل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار کا جواب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ کے بندوں کو پکارا تھا کہ آؤ اللہ کے درپہ حاضری دو۔ پس جو بندے حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر اللہ کے گھر کی حاضری کے ارادہ سے روانہ ہوتے ہیں وہ تبلیہ پڑھتے ہوئے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس پکار کا جواب دیتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے اپنے مقبول بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دعا کرو کہ ہمیں بلوایا تھا ہم حاضر ہیں، تیرے حضور ہم حاضر ہیں۔

تبلیہ پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر یقین کرتے ہوئے براہ راست اسی سے خطاب کریں، اور شوق و ذوق اور خشیت و خوف کے ساتھ بار بار کہیں۔

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنُّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ،
لَا شَرِيكَ لَكَ۔

میں حاضر ہوں میرے مولیٰ آپ کے حضور میں حاضر ہوں،
میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں، میں آپ کے حضور حاضر ہوں،
ساری حمد و ستائش آپ ہی کو سزاوار ہیں، اور ساری نعمتیں آپ ہی کی ہیں اور ساری
کائنات میں فرما روائی بھی آپ ہی کی ہے،
آپ کا کوئی شریک و سہم نہیں۔

تلبیہ پڑھ کر خوب خشوع خضوع کے ساتھ اللہ سے دعا کریں۔ اس موقع پر
یہ دعا کرنا بطور خاص مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ رِضَاکَ وَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ
غَضَبِکَ وَ النَّارِ۔

ترجمہ:- اے اللہ! میں آپ سے آپ کی رضامندی اور جنت مانگتا ہوں اور آپ کی
ناراضگی، اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔

اسکے بعد تلبیہ کی کثرت رکھیں، اب تلبیہ ہی آپ کے لئے افضل ذکر
ہے، کیونکہ تلبیہ کا حج میں وہ درجہ ہے جو تکبیر کا نماز میں ہے لیکن چیخا، چلا نا نہیں
چاہیے۔ خود سن سکیں اتنی اونچی آواز سے پڑھنا چاہیے۔

ہر نئے حالات پیش آنے پر تلبیہ کہنا مستحب ہے، مثلاً جب سوار ہو، سواری سے
اترے، سواری کا رخ موڑے، اونچی جگہ پر چڑھے، وہاں سے اترے، نشیب میں آئے،

فجر طلوع ہو، سو کر اٹھے، سوتے ہوئے آنکھ کھلے، فرض اور نفل نمازوں کے بعد، کسی سے ملاقات کے وقت، ایسے تمام مواقع پر تلبیہ کہنا چاہئے، تلبیہ جتنا زیادہ کہے افضل ہے، تلبیہ کے درمیان کلام نہ کیا جائے اسکے بعد دعا کر لی جائے۔

اذن جس کو ملا تیرے دربار سے وجد میں خوشی کے وہ پھر گیت گانے لگے
”حاضر ہوں مولیٰ تیرے درپے حاضر“ بس یہی ایک رٹ سب لگانے لگے

اب آپ محرم ہو گئے اس لئے حسب ذیل پابندیاں آپ پر عائد ہو گئیں۔

(۱) اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنا یا بوسہ دینا۔

محرم نے اپنی بیوی کا شہوت سے بوسہ لیا، یا لپٹا، یا ہاتھ لگایا یا اس سے صحبت کر لی تو دم دینا ہوگا۔ یعنی چھوٹا جانور ذبح کرنا پڑیگا۔

نوٹ:- یاد رکھیے صرف دو جنابتیں ایسی ہیں جس میں حاجی پر پوری گائے یا پورا اونٹ واجب ہوتا ہے۔ ایک تو جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں طواف زیارت کرنا، دوسرے وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے عورت سے ہمبستر ہونا۔

(۲) مرد کا سلے ہوئے کپڑے پہننا۔

کسی مرد نے ضرورت کے پیش نظر سلے ہوئے کپڑوں ہی میں احرام کی نیت کر لی یا حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہن لئے تو اگر وہ ایک دن یا ایک رات یعنی بارہ گھنٹے پہنے رکھیگا تو دم واجب ہوگا اور اگر بارہ گھنٹے سے کم پہنے تو صدقہ یعنی پونے دو کیلو گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا، عورتیں احرام میں سلے ہوئے کپڑے ہی پہن سکتی ہیں۔

(۳) سر اور چہرہ دھانپنا ”عورتیں سر دھانپ سکتی ہیں، بلکہ انکو سر دھانپنے رکھنا چاہئے“

اگر مرد نے چہرہ یا سر اور عورت نے چہرہ پوری رات یا پورا دن دھانپے رکھا تو دم واجب ہوگا اور اگر اس سے کم دھانپا تو صدقہ واجب ہوگا۔ واضح رہیکہ سر اور چہرے کا چوتھائی حصہ بھی پورے سر اور چہرے کے حکم میں ہے۔

احرام کی حالت میں کپڑے وغیرہ سے منہ پونچھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ چہرے کو کپڑا لگتا ہے، دستی رومال کے عادی حضرات سے یہ غلطی ہو نیکاقوی احتمال ہے۔ ایسی صورت میں اگر گھنٹہ بھر سے کم دقت کپڑا چہرے پر لگا رہا تو ایک مٹھی گیبوں یا اس کی قیمت خیرات کرنا واجب ہے۔ ہاتھ سے چہرہ پونچھنا جائز ہے اور مرد کا سر اور چہرہ کے علاوہ اور عورت کا چہرہ کے علاوہ باقی جسم کو کپڑے سے پونچھنا جائز ہے۔

احرام کی حالت میں کبیل، لحاف، رضائی وغیرہ اوڑھنا جائز ہے لیکن خیال رہے کہ سر اور منہ نہ ڈھانکا جائے، باقی تمام بدن اور پیروں کو بھی ڈھانکنا جائز ہے۔

(۴) ایسے جوتے پہننا جس سے پیر کی بیج کی ہڈی چھپ جائے:

موزے یا ایسے جوتے پہن لئے جس سے پیر کی بیج کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ گئی اور بارہ گھنٹہ یا اس سے زیادہ دیر تک پہنے رکھا تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم ”دو چار گھنٹہ“ پہنے رکھا تو صدقہ واجب ہوگا۔ (عورتیں ہاتھ اور پیر دونوں کے موزے پہن سکتی ہیں، اگرچہ بہتر یہی ہے کہ موزے نہ پہنیں، عورت ایسے جوتے بھی پہن سکتی ہے جس سے پیر کے بیج ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے)

(۵) بال کٹوانا:

بال مونڈوانے، کٹوانے، اکھیڑنے، چونا یا بال صفا پاؤڈر یا کوئی اور چیز سے صاف کرنے اور جلانے سب کا حکم ایک جیسا ہی ہے، اگر محرم نے سر یا داڑھی کے چوتھائی بال مونڈوائے یا بدن کے کسی بھی حصہ کے بال کسی بھی طرح نکلوائے تو دم واجب ہوگا۔

کھجلا کر یا کھینچ کر ایک یا دو بال اکھیڑے تو ہر بال کے بدلے میں ایک مٹھی بھر غلہ صدقہ کرے اور اگر تین یا اس سے زیادہ بال نکالے تو پورا صدقہ واجب ہے۔

حالت احرام میں آدمی کے کسی ایسے عمل سے بال نکل آئے جسکو کرنا شرعاً ضروری ہے مثلاً وضو یا غسل کرتے ہوئے تین یا تین سے زیادہ بال نکل آئے تو مٹھی بھر غلہ صدقہ کرنا کافی ہے۔

محرم نے حالت احرام میں دوسرے محرم کا چوتھائی سر یا اس سے زیادہ موندا تو مونڈنے والے پر صدقہ اور مونڈ والے والے پر دم واجب ہوگا۔

(۶) ناخن کاٹنا :

محرم نے اگر ایک ہاتھ یا ایک پیر یا دو ہاتھ یا دو پیر کے ناخن ایک مجلس میں کاٹ دئے تو دم واجب ہوگا اور اگر چاروں ہاتھ پیر کے ناخن الگ الگ مجالس میں کاٹے تو چار دم واجب ہونگے۔ پانچ ناخن سے کم کاٹنے یا پانچ الگ الگ کاٹنے مثلاً ایک ہاتھ کے دو اور دوسرے ہاتھ کے تین یا سولہ ناخن الگ الگ کاٹنے مثلاً چاروں ہاتھ پیر میں سے چار چار کاٹنے ان تینوں صورتوں میں ہر ناخن کے بدلے پورا صدقہ (پونے دو کیلو گیموں یا اسکی قیمت) واجب ہوگا۔ ہاں اگر ان مجموعی صدقات کی قیمت ایک بکریا دنب کی قیمت سے بڑھ جاتی ہو تو کچھ کم دیا جائے تاکہ صدقہ دم کی قیمت سے بڑھ نہ جائے۔

یہ بھی یاد رہے کہ تو نے ہوئے ناخن کو توڑنے سے کچھ واجب نہیں ہوتا۔

(۷) خوشبو لگانا :

بدن کے کسی ایک عضو پر یا ایک ہی مجلس میں ایک سے زیادہ اعضاء پر خوشبو لگانا یا ایک بالشت کی لمبائی چوڑائی سے زیادہ احرام کی چادر پر خوشبو لگانا تو دم واجب ہوگا۔

خوشبو لگا ہوا کپڑا پہنا تو دیکھو اگر خوشبو ایک دو بالشت یا اس سے زیادہ مقدار پر

لگی ہوئی ہو اور ایسا کپڑا ایک رات یا ایک دن ”بارہ گھنٹہ“ پہنے رکھا تو دم واجب ہوگا (آدھی رات آدھا دن ملکر ایک دن سمجھا جائیگا) اور اگر بارہ گھنٹہ سے کم ہو یا ایک دو بالشت سے کم مقدار پر ہو تو صدقہ واجب ہوگا۔ (گلے میں پھولوں کا ہار پہننا مکروہ ہے) نوٹ:- بعض ہوائی جہاز والے عازمین حج کو ہاتھ منہ پونچھ کر تروتازہ ہونے کے لئے خوشبودار نشو ”رومال“ دیتے ہیں اور لوگ لاعلمی میں اس سے ہاتھ منہ پونچھ لیتے ہیں۔ خیال رہے کہ احرام کی حالت میں اس طرح کے خوشبودار کپڑے سے پورا منہ یا پورا ہاتھ پونچھا جائے تو دم لازم ہوتا ہے۔

حجاج کرام اس قسم کی پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں اسلئے ہوائی جہاز کے اسٹاف کو ایسی ہدایات کرنا نہایت ضروری ہے، حج کمیٹی اور حج نور ”قافلے“ کے ذمہ دار حضرات کو ایسے مسائل کی طرف توجہ دلانی چاہئے۔ ہوائی جہاز میں پھجر مار ٹیکے لئے جو اسپرے ”خوشبودار دوائی“ چھڑکا جاتا ہے خوشبودار ہونے کی وجہ سے وہ بھی قابل تحقیق ہے۔

(۸) حالت احرام میں جوں مارنا :-

حالت احرام میں جوں مارنا ممنوع ہے، تین سے کم مارنے کی صورت میں اپنی مرضی کے مطابق صدقہ کرے، اور تین سے زیادہ میں ”زیادہ کی مقدار چاہے جتنی ہو صرف ایک صدقہ فطر دینا کافی ہوگا۔ اصول یہ ہے کہ جو کپڑے بدن سے پیدا ہوں ان کو مارنا ممنوع ہے اور جو بدن سے پیدا نہ ہوں اور موڈی ہوں ان کو مارنا جائز ہے۔ (ایضاح المناسک، ۷۵)

(۹) حالت احرام میں کھٹل، مچھر مارنا :-

حالت احرام میں ہر ایسے موڈی جانور اور کیڑوں کو مارنا جائز ہے جو بدن

سے پیدا نہ ہوئے ہوں۔ لہذا کھٹل، مچھر، کبھی کو مارنے میں کوئی جرمانہ عائد نہیں ہوگا۔

(ایضاح المناسک، ۷۵)

حالت احرام میں محرم کے لئے اور حدود حرم میں حلال کے لئے گیارہ قسم کے

جانوروں کو مار دینا جائز ہے :-

(۱) سانپ (۲) بچھو (۳) گرگٹ اور چھپکلی (۴) چوہا (۵) چیل (۶)

گندگی کھانے والے کوئے (۷) کاٹنے والا اور حملہ کرنے والا کتا

(مسلم شریف ج، ۱، ص ۳۸۱ - نسائی - ج، ۲، ص ۲۵)

(۸) مچھر (۹) کاٹنے والی چیونٹی (۱۰) کچھوے (۱۱) ہر حملہ کرنے والے جانور

(ایضاح المناسک، ۸۱)

دم ”قربانی“ مکہ مکرمہ اور حدود حرم ہی میں کرنا ضروری ہے۔ اسکا گوشت غرباء

میں تقسیم کر دیا جائے، خود یا مالدار کے لیے اسمیں سے کھانا جائز نہیں ہے، یہ بھی یاد رہے کہ

جہاں جہاں بھی دم واجب ہوتا ہے وہاں دم دینا یعنی ”قربانی“ کرنا ہی ضروری ہے، دم

کے جانور کی قیمت خیرات کرنا (فقراء میں تقسیم کرنا) جائز نہیں ہے۔

حج اور عمرہ کے سلسلہ کا پہلا عمل یہی احرام ہے اب مکہ معظمہ پہنچنے تک

آپ کو کوئی خاص کام کرنا نہیں ہے۔ بس احرام کی پابندیوں کو نباہیے اور شوق و محبت

اور خوف و انابت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کر کے کثرت سے تلبیہ پڑھتے رہیے۔

اس زمانہ میں جذب و عشق اور خوف و خشیت کی جس قدر کیفیت آپ کے اندر پیدا

ہو جائے بہتر ہے، وہی ابراہیمی میراث ہے اور وہی حج و عمرہ کی روح ہے۔

اور یہ کیفیت پیدا کیوں نہ ہو؟ جبکہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق آپ کو ہر

آن اپنے گھر سے قریب تر کرتا جا رہا ہے۔

حج کے پورے سفر میں جب جب بھی سواری پر سوار ہونے کا موقع آئے تو سفر کی دعائیں پڑھنا نہ بھولیں، بلکہ اسکو زندگی کا معمول بنالیں، سفر چاہے احمد آباد سے جدہ کا ہو، جدہ سے مکہ مکرمہ کا ہو یا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا۔

لواب ہوائی جہاز پر سوار ہونے کا مبارک لمحہ بھی آگیا، ہوائی جہاز روانہ ہونے لگے تو یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرُوْهَا وَ مَرْسٰیہَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ: جہازوں کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ ہی کے نام کی برکت سے ہے، بیشک میرا رب بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اس بات کا خیال رکھنا کہ احمد آباد یا بمبئی یا روانگی کے کسی بھی شہر میں روانگی کے ایک دن قبل آپکو ٹکٹ، پاسپورٹ اور اسٹیل کا ایک حلقہ دیا جائیگا، یہ اسٹیل کا حلقہ آپکا تعارف نامہ ”آئی کارڈ“ ہے جو آپکے لئے انتہائی مفید ہے۔ اس پر آپکا لفاظ نمبر، پاسپورٹ نمبر، ملک اور صوبہ کا نام اور آپکے گروپ میں کتنے آدمی ہیں؟ وغیرہ معلومات کندہ ہوگی مثلاً:

INDIA/19048	G J	انڈین/10/0458
یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ ہندوستانی ہیں اور آپکی پاسپورٹ کا نمبر 19048 ہے۔	یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ صوبہ گجرات کے حاجی ہیں	یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپکا لفاظ نمبر 0458 ہے اور آپکے گروپ میں کل دس افراد ہیں

سعودی حکومت نے حجاج کرام کی جملہ معلومات کمپیوٹرائز کر دی ہے، اسلئے اگر آپکا کوئی رشتہ دار سعودیہ میں مقیم ہو اور وہ آپکو دور ان حج ملنا چاہے تو آپ اسکو صرف اپنا لفاظ نمبر بتادیں (کیونکہ آپکو معلوم کا نام اور بلڈنگ کا پتہ جدہ ہو چکے گی دیا جائیگا۔)

جب آپکارشتہ دار آپکا لفافہ نمبر لیکر حج آفس پہونچے گا تو وہاں کامپیوٹر اس لفافہ نمبر والے حجاج کرام کی جملہ معلومات فراہم کریگا، مثلاً یہ کہ اس لفافہ نمبر والے حجاج کرام کب آئے ہیں؟ کب آئینگے؟ انکا گروپ کتنے افراد پر مشتمل ہے؟ انکے معلم کا نام اور نمبر کیا ہے؟ پھر اس معلم سے رابطہ کرنے پر وہ انہیں بتائیگا کہ یہ حاجی کس علاقہ میں ہے؟ انکا بلڈنگ نمبر کیا ہے؟ جب اس بلڈنگ کے کاؤنٹر پر پہونچے گا تو استقبالیہ کاؤنٹر سے حاجی صاحب کا فلور نمبر اور کمرہ نمبر معلوم ہو جائیگا اور اس طرح صرف آپکے دئے ہوئے لفافہ نمبر سے آپکارشتہ دار باسانی آپ تک پہونچ جائیگا۔

آپ ساتھیوں سے پچھڑ جائیں یا آپکا پاسپورٹ گم ہو جائے تو مذکورہ اسٹیشنل کا حلقہ ہی آپ کے لئے بے انتہا مفید ثابت ہوگا۔ خدا نہ کرے آپ راستہ میں بیہوش ہو گئے یا آپکا ایکسیڈنٹ ہو گیا تو ایسے ہنگامی حالات میں بھی انتظامیہ کے افراد کے لئے آپکو پہچانا اسی حلقہ سے ممکن ہوگا۔ اور وہ باسانی آپکو آپکے ساتھیوں تک پہونچا دیں گے۔ اسلئے یہ اسٹیشنل کا حلقہ اپنے ہاتھ میں ضرور پہنے رکھنا۔ اگر اسٹیشنل کا حلقہ پہننے میں تکلیف ہو تو معلم صاحب کی طرف سے دیا جانے والا پلاسٹک پٹہ کلائی میں پہنے رکھیں۔ اسپر بھی اسٹیشنل کے حلقہ والی معلومات لکھی رہتی ہے۔

انٹرنیٹ کے اس دور میں حج کی ویب سائٹ بھی دیکھنی چاہئے اس سے وقتاً فوقتاً مفید معلومات فراہم ہوتی رہتی ہیں، انڈیا حج کمیٹی کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے

www.hajcommittee.com

الحمد للہ آپ ہوائی جہاز میں سوار ہو کر جدہ کے لئے روانہ ہو گئے ہیں اب آپ چند ہی گھنٹوں میں جدہ ہوائی اڈے پر اتر جائیں گے، جدہ کے ہوائی اڈہ پر اتر کر آپ کو خوشی ہوگی اور خوشی ہونی بھی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حجاز کی اس سرزمین پر آپ کو پہونچا دیا

۔ جس سرزمین کی محبت ہر مومن کے دل میں تمام ملکوں سے زیادہ ہوتی ہے، جدہ مکہ مکرمہ کا دروازہ ہے۔ آپ کی طبیعت چونکہ مکہ معظمہ پہنچنے کے لئے بیتاب ہوگی، اس لئے جدہ کا تھورا سا قیام بھی آپ پر بہت شاق ہوگا۔ بہر حال دیر سویر آپ بذریعہ بس مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے، جدہ سے مکہ معظمہ کا راستہ صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ کا ہے، سڑک بہت اچھی ہے، ڈرائیور بھی عموماً بسیں تیز چلاتے ہیں۔

جدہ ہوائی جہاز سے اترتے وقت آپ کا دستی سامان ہوائی جہاز ہی میں نہ رہ جائے اس کا خیال رکھنا اور اپنا سامان اپنے ساتھ لیکر ہی اترنا۔

ہوائی جہاز کے زینے اتر کر آپکو بس میں بیٹھنا ہے، اپنی خواتین کو اپنے ساتھ رکھیں اور اطمینان سے بس میں سوار ہو جائیں۔ اب آپکو بذریعہ بس جدہ ایرپورٹ پر بنے بڑے ہال میں لے جایا جائیگا، تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے دوسرے ہال میں جانے کو کہا جائیگا، اس دوسرے ہال میں مردوں اور عورتوں کو الگ الگ کر دیا جائیگا اسلئے آپ کی اہلیہ اور خواتین کا پاسپورٹ اور ضروری کاغذات انکے حوالے کر دیں۔

اس ہال میں آپکے پاسپورٹ پر دخول (ENTREE) کی مہر لگائی جائیگی اور امیگریشن بھی ہوگا۔ یہ دونوں کام مکمل ہونیکے بعد آپکو ایک تیسرے ہال میں جانا ہوگا، جہاں ہوائی جہاز میں آیا ہوا آپکا سامان پہنچ گیا ہوگا، اور وہیں آپکی خواتین بھی پہنچ جائیگی، اب آپکو اپنا سامان پہچان کر ایک جگہ جمع کر کے کسٹم کرانے کے لئے کسٹم کے کاؤنٹر پر پہنچنا ہے، یاد رہے کسٹم اور سامان کی تفتیش سخت ہوتی ہے۔ اسلئے غیر قانونی اشیاء لے جانے سے مکمل پرہیز فرمائیں۔

کسٹم سے فراغت کے بعد آپ باہر نکلیں گے وہاں بہت سارے نمیل ہوئے گئے وہاں آپکے پاسپورٹ کے ساتھ آگے کے اسفار کی جملہ تکلیفیں جوڑ دی جائیگی۔

اگر آپ کے پاسپورٹ کے ساتھ ہوائی جہاز کا ٹکٹ رکھا ہوا ہو تو نکال لیں کیونکہ مکہ مکرمہ جانے سے پہلے معلم کا آدمی پاسپورٹ لے لیتا ہے اور حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد جدہ ایرپورٹ پہنچنے پر ہی واپس کرتا ہے، مذکورہ بالا قانونی کارروائی کے بعد آپ کو اس جگہ لے جایا جائیگا جہاں مکہ مکرمہ جانے والی بسیں آپ کا انتظار کر رہی ہوں گی۔

یہاں استنجاء اور نماز وغیرہ کا انتظام ہوتا ہے، اسلئے اولاً اپنی ضروریات سے فارغ ہو جائیں، آپ کے پاس جو ڈرافٹ ہے اسکے ریال بھی یہیں سے لینے ہیں (اگر چہ آجکل بمبئی یا احمد آباد یعنی مقامی ایرپورٹ پر ہی ریال دے دئے جاتے ہیں) یہاں اپنا ڈرافٹ دیکر ریال وصول کر لیں، خواتین کو بھی لائن میں کھڑی کر دیں، یاد رہے اپنے ریال گننے یا کسی اور مقصد کے لئے دوسروں کو دینے سے پرہیز کرنا نہایت ضروری ہے۔ وہاں سے پن مار کر (یا گننے والی مشین سے گن کر) جو ریال دئے جاتے ہیں وہ گنے ہوئے اور مکمل ہی ہوتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ کم بالکل نہیں ہوں گے، اسلئے مطمئن رہیں، ریال حفاظت سے رکھیں، کچھ ریال عورتوں کے پاس بھی رہنے دیں، اور چوروں سے مکمل احتیاط رکھیں، خوب چوکنا رہیں کیونکہ بہت سارے مرد اور عورتیں چوری کرنیکے ارادہ ہی سے وہاں پہنچتے ہیں۔

سارے ریال کی حفاظت اگر مشکل نظر آئے تو جدہ ایرپورٹ پر فقط عورتوں کے ڈرافٹ والے ریال لے لو، وہ خرچ ہو جانے کے بعد باقیہ ڈرافٹ کے ریال مکہ مکرمہ پہنچکر بھی لئے جاسکتے ہیں تاہم وہاں پاسپورٹ کی ضرورت پڑتی ہے اور معلم صاحب سے پاسپورٹ لینے اور بینک کی طویل کارروائی کرنے میں زبان کی نادانیت کی بنیاد پر دشواری پیش آتی ہے، مرد یہ کام آسانی کر لینگے اسلئے مردوں کے ڈرافٹ رہنے دیں، چونکہ جدہ ایرپورٹ پر ڈرافٹ وصولی کی کارروائی دیگر تمام مقامات کی بنسبت آسان ہے

اسلئے عورتوں کو وہاں کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

اپنی گھڑی کی سوئی ڈھائی گھنٹہ پیچھے کر لیں، کیونکہ ہندوستان اور سعودیہ کے وقت میں ڈھائی گھنٹہ کا فرق ہے۔ اور ٹیلی فون کا پچاس ریال والا ایک کارڈ خرید لیں، کیونکہ جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، منی وغیرہ ہر جگہ عام راستے پر بے شمار ٹیلی فون کے کمپن بنے ہوئے ہوتے ہیں، اگر آپ کے پاس کارڈ ہوگا تو آپ باسانی ٹیلی فون کر لینگے، آی۔ ایس۔ ڈی۔ کی دکانیں کم ہوتی ہیں اور تلاش کرنے میں تکلیف ہوگی جبکہ کارڈ سسٹم کے کمپن کثرت سے جگہ جگہ ہوتے ہیں۔

ضروری ہدایات

گرمی اور حفاظت کی ترکیب:

گرمی کے موسم میں حج ادا ہو رہا ہو اس وقت اپنے آپکو گرمی سے بچانا نہایت ضروری ہے، پانی اور شربت کا استعمال کثرت سے کریں، اگر ضعف زیادہ محسوس ہو تو وہاں ملنے والے الیکٹرال جیسے پاؤڈر کا شربت استعمال کریں، اس سے بدن کی نقابت دور ہوگی، دھوپ سے بچیں اور سایہ دار جگہ میں چلنے کے نیچے بیٹھیں، برف کا استعمال بھی کرتے رہیں، سر کا درد، چکر آنا، بے چینی اور بے ہوشی جیسا محسوس ہونا، لو لگ جانیکی علامتیں ہیں ان علامات کے پائے جانے پر بلا تاخیر داکٹر سے رابطہ قائم کریں۔

طبی امداد:

ملک، آب و ہوا، خوراک، سفر اور روزمرہ کے معمولات میں تبدیلی کی وجہ سے بیماری، کمزوری یا اور کوئی تکلیف پیدا ہو جائے یا خدا نخواستہ آپ کوئی حادثہ کا شکار ہو جائیں تو ذرہ برابر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت سعودیہ نے جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، منی، مزدلفہ، عرفات ہر جگہ پر شفا خانے اور طبی امداد کا بے مثال نظم کر رکھا ہے،

یہی نہیں، ۲۴، گھنٹہ گشت کرنے والی ایمبولنس (فوری طبی امداد فراہم کرنے والی گاڑیاں) جن پر عربی زبان میں ”الاسعاف“ اور انگریزی میں ”AMBULANCE“ لکھا ہوگا اور بعض پر عربی میں ”الھلال الاحمر“ اور انگریزی میں ”RED CRESCENT“ لکھا ہوا ہوگا اور آگے کی جانب سرخ چاند کی علامت ہوگی، آپ کو مکمل سلامتی اور سہولت کے ساتھ فوری طور پر قریبی ہسپتال پہنچا دیگی، ایمبولنس کے اسٹاف کو بلا کر بلا جھجک اپنی تکلیف بیان کر دیں وہ انشاء اللہ خدمت کے جذبہ کے ساتھ آپ کو شفا خانہ پہنچا دیں گے، حکومت ہند کے قائم کردہ دواخانے بھی ہر جگہ ہوتے ہیں جہاں ہندوستانی اطباء مریض کی چانچ کر کے دوائی دیتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ ایسی دینٹ یا مہلک مرض کے مریض کو ہسپتال میں بھرتی کر دیتے ہیں اور مریض کے ساتھ کسی کو رہنے کی اور ملاقات کے متعین وقت کے علاوہ ملاقات کی بھی اجازت نہیں دیتے مگر آپ ذرہ برابر فکر نہ کرنا، ہسپتال کا عملہ آپ کے مریض کی آپ سے زیادہ نگرانی کریگا اور مکمل صحت یاب ہونے پر آپ کے حوالے کر دیگا۔ اگر کوئی ایسا حادثہ ہوا ہوگا جس میں عدالتی کارروائی کی ضرورت ہوگی تو عدالتی کارروائی بھی وہ ہی کریں گے۔

چوروں اور دھوکے بازوں سے ہوشیار:

حجاج کرام کے لئے جدہ و مدینہ ایر پورٹ، مدینہ الحجاج، حرم شریف اور دیگر بھیڑ بھاڑ والے مقامات میں چوروں اور دھوکہ بازوں سے چوکنا رہنا بے حد ضروری ہے، بعض چوروں نے اپنی چوری کا جال حرمین شریفین تک پھیلا رکھا ہے اور اسی مقصد کے لئے وہاں پہنچتے ہیں، اسلئے اپنی رقومات، ڈرافٹ، پاسپورٹ اور قیمتی اشیاء کی پورے احتیاط کے ساتھ حفاظت کریں۔ نقد اور قیمتی اشیاء ہر کس و نا کس کے سامنے ظاہر

نہ کریں اور اپنا سامان کسی بھی حالت میں کسی کے حوالے نہ کریں۔ بقدر ضرورت رقم اپنے پاس رکھیں اور زائد رقم اپنے متعلق کے پاس یا معلم کے دفتر میں جمع کروا کر رسید حاصل کر لیں اور حسب ضرورت وہیں سے لیتے رہیں، کچھ ریال خواتین کے پاس بھی رکھیں تاکہ پچھڑ جانے کی صورت میں وہ پریشان نہ ہوں، حج کے وہ پانچ دن جسمیں آپکو مکہ مکرمہ سے باہر رہنا ہے، کمرہ اچھی طرح بند کر کے تالا بند کرنا نہ بھولیں، تاکہ کمرہ میں رکھا ہوا آپکا سامان محفوظ رہے۔ ان پانچ دنوں میں زیادہ رقم کمرہ میں چھوڑ کر جانا مناسب نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ زائد رقم معلم کے دفتر میں جمع کر کے رسید حاصل کر لیں۔

ٹریفک اور ہائی وے کے مسائل اور احتیاط:

سعودیہ کے کشادہ راستے ”ہائی وے“ اور گاڑیوں ”ٹریفک“ کی کثرت کی وجہ سے ٹریفک کے اصولوں کی پابندی نہایت ضروری ہے، کوئی بھی راستہ اسی وقت پار ”کراس“ کرنا چاہیے جب پبلک لائن جاری ہو، پبلک لائن جاری ہونے تک انتظار میں کھڑا رہنا ہی عقلمندی ہے، بصورت دیگر ایکسی ڈنٹ کے قوی امکانات ہیں، لہذا جلدی میں راستہ پار کرنے کی غلطی ہرگز نہ کریں۔

ہجوم اور احتیاط :-

نئی جگہ اور ہجوم کے باعث گروپ سے پچھڑ جانے کا قوی امکان رہتا ہے، اس لئے مکہ مکرمہ پہنچنے، کمرہ یا طرح مدینہ منورہ پہنچ کر شروع کے دو تین دن حرمین شریفین ایک ساتھ ہی جائیں، اسکے بعد باسانی مل جائے ایسی کوئی جگہ متعین فرمائیں کہ جو بھی ساتھی قافلے سے پچھڑ جائے وہ یہاں آ کر کھڑا ہو جائے، قافلہ والے اسکو وہیں جا کر تلاش کریں گے۔ اپنے پچھڑے ہوئے آدمی کو باسانی ڈھونڈھنے کی یہی بہترین ترکیب ہے۔

حرم شریف میں آپ جس دروازہ سے داخل ہوئے ہوں اسکا نام اور نمبر یاد رکھ

لیں تاکہ اپنے مقام تک پہنچنے میں سہولت رہے۔

حرمین شریفین میں قرآن مجید رکھنے کی جو الماریاں بنی ہوئی ہیں انہیں اعراب والے، سادہ اور دیگر انداز کے چھپے قرآن مجید ہوتے ہیں، آپ جس طرز کا قرآن مجید باسانی پڑھ سکتے ہوں وہ ہی لیں، نیچے کے خانہ میں تقریباً پاکستانی طرز کے چھپے قرآن ہوتے ہیں، جس کا پڑھنا ہمارے لئے آسان ہوتا ہے۔

اسی طرح حرمین شریفین میں جوتے، چپل رکھنے کے لئے الماریاں بنی ہوئی ہوتی ہیں اور اسپر نمبر بھی پڑے رہتے ہیں، آپ اپنے جوتے، چپل جس الماری میں رکھ رہے ہیں اسکا نمبر یاد رکھیں، اگر نمبر یاد ہوگا تو آپ باسانی اپنا جوتا پا لینگے ورنہ جھوم میں بہت زیادہ پریشانی ہوگی اور وقت ضائع ہوگا۔

جدہ ایئر پورٹ سے روانہ ہو کر واپس جدہ ایئر پورٹ آنے تک جب جب بھی بس کے سفر کا موقع آئے گروپ کے ساتھیوں کو ایک ہی بس سے سفر کر نیکا اہتمام کرنا چاہئے بصورت دیگر پتھر جائیکا اندیشہ رہتا ہے، حرمت کی رمی (شیطان کو نکلنے کی مارنے) کے وقت گروپ کے آدمی اور دیگر دوست و احباب کا ملکر جانا زیادہ مناسب ہے تاکہ ضرورت کے وقت زنجیر ”حلقہ“ بنا کر اپنے آدمی کی حفاظت کی جاسکے۔ بیمار اور عورتوں کو بھیڑ کر ہونے کے بعد اور معذورین کو دیر سے لے جانا بھی زیادہ مناسب ہے۔ ایسے پر ہجوم مقامات پر بیجا بہادری دکھانا اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا شریعت کے مزاج کے خلاف اور عاقبت نااندیشی ہے۔

کشم اور ممنوع اشیاء:-

سفر حج ایک مقدس اور مبارک سفر ہے، اسلئے حجاج کرام پر لازم ہے کہ وہ حکومت سعودیہ کے وضع کردہ جملہ قوانین و ہدایات کی پابندی کریں، اگر ایسا نہیں کیا گیا

توسفر میں پریشانی اٹھانی پڑیگی اور دین و دنیا کا نقصان بھی۔

ذیل میں ان چیزوں کی فہرست دی جاتی ہے جسکو لے جانا قانوناً ممنوع ہے:

ہتھیار، کسی بھی قسم کا لڑائی کا سامان، جن پر ہتھیار کا شبہ ہو ایسے کھلونے، جملہ دھماکہ خیز اور جلنے والے مادے، کھانے پینے اور دوائی کی قبیل کی جملہ نشہ آور اشیاء، زہریلا مواد، غیر اسلامی اور غیر اخلاقی کتب و رسائل۔

حکومت سعودیہ نے نشلی اشیاء کی تجارت، استعمال اور فروغ پر مکمل روک لگانے کی غرض سے انتہائی سخت قوانین لاگو کئے ہیں، جسکی مخالفت کرنے والے کو طویل قید اور سزائے موت تک ہو سکتی ہے، اس لئے نشہ آور اشیاء لے جانے سے خوب پرہیز کرنا چاہیے، اس بات کا جان لینا بھی نہایت ضروری ہے کہ منشیات کے سخت قانون کے ماتحت سعودی حکومت نے افیوم اور خشخاش جیسی اشیاء پر بھی پابندی لگا رکھی ہے، یہ اشیاء چاہے مقدار میں کم ہو سزائیں کوئی فرق نہیں ہے، اسلئے حجاج کرام کو خاص ہدایت دی جاتی ہے کہ خشخاش یا دیگر نشہ آور اشیاء ساتھ لے جانے سے مکمل پرہیز فرمائیں، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ غیر متعارف یا کم متعارف آدمی کا سامان اپنے ساتھ نہ لے جائیں، اور نہ ہی راستے میں حفاظت یا مدد کی غرض سے اٹھائیں، خدا نخواستہ اگر وہ کوئی ممنوع چیز اپنے ساتھ لے جاتا ہو اور آپکے ہاتھوں پکڑی گئی تو کرے کوئی اور بھرے کوئی والا معاملہ ہوگا اور دوسرے کے جرم کی سزا کے آپ مستحق ہو جائیئے، اسلئے سفر میں ایسے حضرات سے چوکتا رہنا بھی نہایت ضروری ہے۔

جدہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں غیر ملکی اشیاء بکثرت بکتی ہیں ان اشیاء کا تنوع، خوبصورتی اور کشش حجاج کرام کا دل لہجاتی ہیں، بعض حجاج کرام شروع ہی سے بازار کی سیر اور غیر ملکی اشیاء کی خریداری میں ایسے لگ جاتے ہیں کہ دین و دنیا کا نقصان کر بیٹھتے

ہیں، دین کا نقصان تو اس طرح کرتے ہیں کہ ان اشیاء کی خریداری اور بیکنگ میں الجھ کر اپنا قیمتی وقت جو حرمین شریفین کی زیارت اور عبادت میں لگانا چاہیے تھا سیر و تفریح کی نذر کر دیتے ہیں اور دنیا کا نقصان اس طرح کرتے ہیں کہ چیزوں کی محبت میں اپنی حیثیت سے زیادہ خریداری کر بیٹھتے ہیں اور پیسے ختم ہونے کے بعد یا تو قرض لینا پڑتا ہے یا وہ ہی اشیاء کم قیمت میں فروخت کر کے مالی نقصان میں مبتلا ہوتے ہیں، اسلئے ابتدائی ایام میں نفس پر قابو کر کے سفر کے مقصد اصلی یعنی حرمین شریفین کے حقوق کی ادائیگی اور عبادت خداوندی کی طرف متوجہ رہنا اور بعد میں سعودیہ میں مقیم تجربہ کار آدمی کی رہبری میں ضروری اشیاء کی خریداری کرنا زیادہ مفید ہوگا، بعض اوقات بازار اٹھتے وقت اچھا مال کم قیمت پر مل جاتا ہے، ایسا کرنے میں آپکے وقت کی بھی حفاظت ہوگی اور مال کی بھی، اور شروع ہی سے خریداری کر کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مزدور کی طرح مال اٹھا اٹھا کر گھومتے رہنے سے نجات بھی مل جائیگی۔

سامان کی خریداری میں وزن کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے، اتنے وزن تک خریداری کرنا مناسب ہے جتنا وزن بلا ڈیوٹی ”کرایا“ بھرے ہوائی جہاز میں لے جانے کی اجازت ہو، گنجائش سے زیادہ خریداری کرنے میں اولاً تو فی کیلو ۵۰ روپے کرایا ادا کرنا پڑیگا اور ثانیاً اگر وہ چیز کسٹم کے قابل ہوگی تو آپکے ملک میں اسکا کسٹم بھی ادا کرنا ہوگا، نتیجہ وہ چیز آپکے ملک میں جس قیمت پر دستیاب ہوگی اس سے کئی گنا مہنگی پڑ جائیگی، اسلئے مذکورہ بالا امور کی رعایت کرنا ضروری ہے، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ الیکٹرانک اشیاء لانے میں پریشانی بھی زیادہ ہوتی ہے اور کسٹم بھی، اسلئے ان اشیاء کی خریداری سے پرہیز فرمائیں۔

جدہ ایرپورٹ (ہوائی اڈہ)

جدہ ہوائی اڈہ کا شمار دنیا کے مشہور ترین ہوائی اڈوں میں ہوتا ہے، جس کا نام ”کنگ عبدالعزیز انٹرنیشنل ایر پورٹ“ ہے، اس ہوائی اڈہ پر بے شمار ٹرمینل بنے ہوئے ہیں، جسمیں ایک ٹرمینل حکومت سعودیہ نے صرف حجاج کرام ہی کے لیے بنایا ہے جس کا نام حج ٹرمینل ہے۔

حج ٹرمینل بہت ہی کشادہ ہے، خیمہ نما اس کا چھت ہے، اسکو مدینہ الحجاج بھی کہتے ہیں چونکہ مدینہ الحجاج بے انتہاء وسیع و عریض ہونیکے باوجود ہر جگہ ایک جیسا ہی نظر آتا ہے اسلئے آدمی کے گم ہو جانیکے امکانات زیادہ رہتے ہیں، حکومت سعودیہ نے حجاج کرام کسی قسم کی پریشانی میں مبتلا نہ ہوں اس غرض سے آسمیں واقع ستونوں پر اس طرح سے نمبر لگا رکھے ہیں:

A/1	A/2	A/3	A/4	A/5	A/6	A/7
B/1	B/2	B/3	B/4	B/5	B/6	B/7
C/1	C/2	C/3	C/4	C/5	C/6	C/7
D/1	D/2	D/3	D/4	D/5	D/6	D/7
E/1	E/2	E/3	E/4	E/5	E/6	E/7

ایسی کئی لائنیں ہوتی ہیں، آپ کا قیام جہاں ہوا اسکے قریب کے ستون کا نمبر دیکھ لو، لکھ لو یا یاد کر لو، بالفرض اگر آپ کا قریبی ستون **H/40** نمبر کا ہے، اب آپ کسی حاجت کے لئے لٹکے اور فراغت کے بعد اپنی قیام گاہ پہنچنا چاہیں تو آپ پہلے **H** حرف کے ستونوں والی لائن تلاش کریں پھر اس لائن میں چلتے ہوئے **40** نمبر کے ستون کے پاس پہنچیں اس طرح باسانی ساتھیوں سے جا ملینگے۔

حجاج کرام کو لانے لے جانے والے جملہ ہوائی جہاز اسی ٹرمینل سے آمد و رفت کرتے ہیں، وہاں حجاج کرام کی سہولت کے لئے بڑے بڑے ہال، غسل خانے، استنجا

خانے، بازار، ٹھنڈاپانی، گرم پانی، مسجد، شفا خانے، ٹیلی فون اور ضروریات زندگی کی جملہ اشیاء کا بہترین نظم کیا گیا ہے۔ وہاں ڈرافٹ کی رقم حاصل کرنے کے کاؤنٹر بھی بنے ہوئے ہیں، جہاں ڈرافٹ دیکر ریال وصول کئے جاسکتے ہیں۔ یاد رہے کہ مختلف ملکوں کے بینک کاؤنٹر آسانی پہچان لئے جائیں اسلئے ان پر ہر ملک کا پرچم یا مخصوص نشان لگا ہوا ہوتا ہے، آپ ہندوستانی پرچم والے کاؤنٹر پر جا کر اپنا ڈرافٹ دینگے تو وہ فوراً آپکے ریال آپکے حوالہ کر دیں گے۔

پہلے بتایا گیا ہے کہ بوڑھے، کمزور اور عورتوں کے ڈرافٹ یہاں دے دینا زیادہ مناسب ہے، ڈرافٹ کی کارروائی اور حوائج اصلیہ سے فراغت کے بعد اگر نماز کا وقت ہو تو نماز ادا فرمالیں، پھر وقت ضائع کئے بغیر مدینہ الحجاز کے اس کونے پر چلے جائیں جہاں معلم کی بسیں آپکا انتظار کرتی ہوں گی، جمال آپکا سامان بس پر لادیں گے، یاد رکھیے جس بس پر آپکا سامان لادایا گیا ہے آپکو اسی بس میں سوار ہونا ہے، عموماً ایک بس میں ایک ہی معلم کے آدمی ہوتے ہیں، ہاں اگر دوسرے معلم کے آدمی بھی ہوں تو راستہ میں جب دوسرے معلم کے آدمی اتر رہے ہوں، اس وقت آپکا سامان نہ اتر جائے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے خدا نخواستہ اگر ایسا ہوا تو بعد میں تلاش کرنا دشوار ہوگا۔

جدہ پہنچنے کے بعد جب مذکورہ بالا کارروائی ہو رہی ہو اس وقت بھی آپ مکمل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں اور تلبیہ پڑھتے رہیں۔

حدود حرم

مکہ مکرمہ کی چاروں طرف کچھ حدود متعین ہیں، ان حدود کے اندر شکار کرنا، پکڑنا، بھگانا، درخت یا گھاس کا شکار ہے اس لئے اس کو حرم کہتے ہیں۔ یہ وہ نشانات ہیں جو حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

دکھائے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان مقامات پر نشان لگائے تھے پھر ان نشانات کو حضور ﷺ نے از سر نو بنوائے تھے تھا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضہ اللہ عنہ نے بھی اپنے اپنے زمانے میں ان کی تجدید کرائی تھی۔

اب آپ کی بس مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو چکی ہے جو ہر آن آپ کو جدہ سے دور اور مکہ مکرمہ سے قریب کر رہی ہے، آپ کی بس مکہ مکرمہ سے تقریباً دس کیلومیٹر کی دوری پر ہوگی وہاں وہ جگہ آئیگی جہاں سے حرم کی حد شروع ہوتی ہے، سڑک کے کنارے بڑے حروف میں ”ہذا حد الحرم“ یہاں سے حرم کی حد شروع ہوتی ہے، لکھا ہوگا۔

اس کے قریب میں مقام حدیبیہ ہے جہاں کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو عمرہ کے لئے مکہ معظمہ جانے سے روک دیا تھا۔ جدہ سے مکہ مکرمہ کے راستے پر جہاں سے حرم کی حد شروع ہوتی ہے، وہاں دو طرفہ سڑک کے اوپر بہت بڑا ریل نمائیٹ ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر اتنا ہی بڑا قرآن رکھا ہوا ہے وہاں سے حد حرم کی ابتداء ہوتی ہے۔

حدود حرم میں محرم (جس نے احرام باندھا ہو) اور غیر محرم (جس نے احرام نہ باندھا ہو) دونوں کے لئے شکار کرنا، شکار کو پکڑنا، شکار کو بھگانا، شکار کو تکلیف دینا، گھاس کاٹنا، درخت کاٹنا وغیرہ حرام ہے۔

حرم کے کبوتروں کو دانہ دینا :

عوام کا عقیدہ ہے کہ حرم شریف کے کبوتروں کو دانہ اور چارہ دینا کارِ ثواب ہے اور اس کے لئے حج کو جانے والے حجاج کے ہاتھ پیسہ بھیج دیتے ہیں، حالانکہ ان دانوں اور کبوتروں کی بیٹ کی وجہ سے مسجد حرام میں گندگی پھیلتی ہے جس سے حجاج اور

عبادت گزار لوگوں کو سخت ایذا پہنچتی ہے۔ اور حکومت کی طرف سے بھی سخت ممانعت ہے، اسلئے اس سے بجائے ثواب کے گناہ ہوگا، نیز وہ دانہ کبوتروں کو ملتا بھی نہیں، کیونکہ دانہ بکھیرتے ہی صفائی کرنیوالے صاف کر دیتے ہیں۔ (ایضاح المناسک، ۶۸)

غیر مسلمین کے لئے حدود حرم میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ اسی لئے حد حرم شروع ہونے کے دو تین کیلومیٹر قبل پوری سڑک پر محیط بہت بڑے سائن بورڈ پر یہ ہدایت لکھی ہوئی ہے ”للمسلمین فقط“ ”صرف مسلمانوں کے لئے“، یعنی اس راستہ پر آگے صرف مسلمان ہی جاسکتے ہیں اور غیر مسلمین کے لئے علیحدہ سڑک بنائی گئی ہے جو حدود حرم سے باہر باہر مکہ مکرمہ پار کر کے آگے کی سڑک سے جالیتی ہے۔

اسلام میں حج ۹ھ میں فرض ہوا، اسی سال نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ امیر الحج مقرر کر کے مکہ معظمہ روانہ کیا تھا، تاکہ سب کو حج کرائیں، اس دوران سورہ توبہ (اس سورت کو برأت بھی کہتے ہیں) کی ابتدائی ۴۰ آیات نازل ہوئیں۔

ان ہی چالیس آیتوں میں سے سورہ توبہ کی ۲۸ ویں آیت یہ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا ۖ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ.

ترجمہ: ”اے ایمان لانے والو! مشرکین ناپاک ہیں، لہذا اس سال کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں، اور اگر تمہیں تنگ دستی کا خوف ہے تو بعید نہیں کہ اللہ چاہے تو تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے، اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔“

یعنی آئندہ کے لئے ان کا حج اور ان کی زیارت ہی بند نہیں، بلکہ مسجد حرام

کی خُدد میں اُن کا داخلہ بھی بند ہے، تاکہ شرک و جاہلیت کے اعادہ کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔

ناپاک ہونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ ظاہری طور پر ناپاک ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اعتقادات، ان کے اخلاق، ان کے اعمال اور ان کے جاہلانہ طریق زندگی ناپاک ہیں، اور اسی نجاست کی بنا پر خُدد حرم میں ان کا داخلہ بند کیا گیا ہے۔

احناف کے مسلک کے مطابق اگر مصلحت کے خلاف نہ ہو تو غیر مسلم زائر حکومت سعودیہ سے ویزا ”اجازت“ لیکر وقتی طور پر حرم میں داخل ہو سکتا ہے، ہاں حج یا عمرہ کے لئے کافر کو اجازت نہیں دی جاسکتی۔

آپ ﷺ نے آیات نازل ہوتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کر کے مکہ معظمہ روانہ کیا کہ سورہ برأت کا اعلان کرے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سورہ برأت کی پہلی چالیس آیتوں کے احکام حاجیوں کے مجمع عام میں پڑھ کر سنائے :

﴿اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہیں ہوگا اور کوئی شخص برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کریگا﴾۔

حدود حرم میں پہنچ کر آپ یوں سمجھیں کہ ہم احکم الحاکمین اور شہنشاہی دربار کے محکم میں قدم رکھ رہے ہیں۔

یہ سعادت نیک بختوں ہی کو میسر ہوتی ہے، اسلئے عاشقانہ انداز، عاجزانہ رفتار، پراگندہ حال، پراگندہ بال، خشوع و خضوع، گناہوں پر ندامت، توبہ و استغفار، شوق، ڈر، محبت، خود سپردگی اور ادب کی تصویر بن کر حدود حرم میں داخل ہونا اور یہ دعا کرنا کہ یا اللہ یہ

آپکا اور آپکے رسول ﷺ کا حرم ہے، انہیں جانوروں کو بھی امن ہے، ایسے محترم مقام کی برکت سے آپ میرے گوشت، پوست اور بدن کو جھنم کی آگ سے نجات و امن عنایت کر دیجئے۔ ہو سکے تو یہ دعا یاد فرمائیں :

اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا حَرَمُكَ وَحَرَمَ رَسُولِكَ فَحَرِّمْ لِحِمِّي وَدَمِي وَعَظْمِي وَبَشَرِي عَلَى النَّارِ. اللَّهُمَّ أَمْنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِي مِنْ أَوْلِيائِكَ وَأَهْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ.

ترجمہ: اے اللہ! یہ تیرا اور تیرے رسول پاک ﷺ کا حرم ہے، بس میرے گوشت، خون اور ہڈیوں کو آگ پر حرام کر دے، اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا، جس روز تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کریگا اور مجھے اپنے ولیوں اور اطاعت گزاروں میں شامل فرما دے۔ اور میری طرف توجہ فرما۔ بے شک تو توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام جس وقت حرم میں داخل ہوتے تھے تو ننگے پاؤں پیدل چلتے تھے اور طواف اور دیگر مناسک اسی طرح ادا کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ اگر انسان سر کے بل بھی اس مقدس سرزمین پر چلے تو بھی حق ادب ادا کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے اگر تمام راستہ پیدل نہیں تو تھوڑی دور تک ننگے پیر چلنا چاہئے لیکن اگر موٹر والا راضی نہ ہو تو اس سے جھگڑنا نہیں چاہئے۔

اب آپ مکہ معظمہ کی طرف بڑھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا گھر قریب آ رہا ہے، اس دوران تلبیہ پڑھیں، منزل جنتی قریب آتی ہے، شوق اتنا ہی بڑھتا جاتا

ہے، اسی لئے جوں جوں مکہ معظمہ قریب آتا جائے، خوب تلبیہ پڑھئے، زور زور سے تلبیہ پڑھئے اور دل میں بھی حرم کی حاضری کا خیال کیجیے۔

جب شہر مکہ پر پہلی نظر پڑے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ بِهَا قَرَارًا وَّ ارْزُقْنِيْ فِيْهَا حَلَالًا. اَللّٰهُمَّ
بَارِكْ لَنَا فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنّٰهَا وَّ حَبْنًا اِلٰى اَهْلِهَا وَّ حَبَّ
صَالِحِيْ اَهْلِهَا اَللّٰهُمَّ.

ترجمہ: یا اللہ میرے لئے مکہ شہر میں ٹھکانا فرما دے اور حلال روزی دے، یا اللہ ہم کو مکہ
مکرمہ میں برکت عنایت فرما، خدا یا اس شہر کے میوے ہمیں نصیب فرما، یا اللہ ہم کو اہل مکہ
کی نظروں میں اور اہل مکہ کو ہماری نظروں میں محبوب بنا دے۔

مکہ مکرمہ جسے قرآن کریم نے ”البلد الامین“ ”ام القری“ اور ”وادی غیر ذی زرع“
جیسے با عظمت ناموں سے یاد کیا ہے، جسے اللہ کے رسول ﷺ نے ”احب ابلاذ“ بتایا
ہے، جس سے والہانہ محبت و تعلق کی بنیاد پر فرمایا تھا کہ ”اگر مشرکین مجھے مکہ سے نہ نکالے
تو میں کبھی مکہ کو خیر باد نہ کہتا۔“

اب آپ کی بس اس مقدس شہر مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہی ہے اسلئے پورے
احتضار ”دھیان“ کے ساتھ یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ، جَنَّتْ لَا وُدُّنِيْ فَرَضَكَ وَّ
اَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَّ اَتَمَسُّ رِضَاكَ مُتَبِعًا لِّامْرِكَ رَاضِيًا
بِقَآئِكَ.

یا اللہ آپ میرے رب ہیں اور میں آپ کا بندہ/بندی ہوں، آپ کا فرض ”حج بیت

اللہ ادا کرنے کے لئے آیا/آئی ہوں، اور آپ کی رحمت کی طلب میں آیا/آئی ہوں، آپ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور میں آپ کی ہمیشہ رہنے والی ذات کے پاس آپ کے حکم کی اتباع کرتے ہوئے آپ کی رضامندی تلاش کرنے آیا/آئی ہوں، آپ مجھ سے راضی ہو کر میرے لئے اپنی رضا کا اعلان کر دیجئے۔

بہتر یہ ہے کہ دعائیں عربی زبان میں یاد کر لی جائیں، اگر ادعیہ ماثورہ یاد نہ ہوں تو اسکے معانی و مطالب کو اپنی مادری زبان میں ادا کرتے ہوئے دعائیں کریں۔

جن وانس کی تخلیق کا مقصد خالق کائنات کی عبادت و پرستش ہے، اس عظیم مقصد کی ادائیگی کے لئے سب سے پہلے جس گھر کی تعمیر ہوئی وہ کعبہ شریف ہے اور اس مقدس ترین مکان کی تعمیر زمین کے جس حصہ پر ہوئی وہ حصہ ساری دنیا کی سرزمینوں کا مبدا ہے، یہیں سے زمین کی بنیاد پڑی، سرور کونین محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

دُحِيتِ الْأَرْضِ مِنْ مَكَّةَ، مَدَى اللَّهِ تَعَالَى تَحْتَهَا فَسُمِّيَتْ

أُمُّ الْقُرَى (بخاری شریف)

ترجمہ: زمین مکہ سے نمودار ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے نیچے نیچے پھیلا دیا، اسی وجہ سے مکہ کا نام ”ام القریٰ“ رکھا گیا۔ (جس کے معنی ہیں آبادیوں کی اصل) (بخاری شریف)

علماء لکھتے ہیں کہ پہلے ساری دنیا جل تھل تھی، ہر طرف پانی ہی پانی تھا، اللہ تعالیٰ نے جب خشکی کا مفید ترین حصہ پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو مکہ مکرمہ کی سرزمین کو پانی کے بلبلہ کی شکل میں نمودار فرمایا، پھر اسی ننھے سے بلبلے کو پھیلا کر خشکی کا یہ عظیم حصہ بنایا، جو مختلف براعظموں اور جزیروں میں بٹا ہوا ہے۔ آج انسان ترقی کی جس بلندی پر نازاں ہے اور قیامت تک ترقیات کی جتنی منزلیں طے کرتا رہے گا سب اسی خشکی والے حصہ کی بدولت ہے، جس کی شروعات مکہ مکرمہ سے ہوئی تھی۔

مکہ مکرمہ میں رات دن اللہ کی رحمت برتی رہتی ہے اور جنت کے سارے دروازے مکہ مکرمہ کی طرف کھلے رہتے ہیں اور قیامت تک کھلے رہیں گے۔
حدیث پاک میں آتا ہے :

مَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ بِلَدَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ كُلُّهَا مَفْتُوحَةٌ إِلَيْهَا إِلَّا مَكَّةٌ.

ترجمہ: روئے زمین پر مکہ کے سوا کوئی ایسا شہر نہیں ہے جس کی طرف جنت کے سارے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ (موطا ومنہ امام احمد بن حنبل)

جب آپ معلم کی بس سے مکہ مکرمہ اپنی قیام گاہ پہنچیں گے تو بس سے اترنے سے قبل آپ کو پہلے رنگ کا ایک پٹا دیا جائیگا اس کو ہاتھ میں ڈال لیجیے، اس میں معلم کا پتہ وغیرہ ہوگا۔ اگر آپ اپنا ٹھکانہ بھول جائیں یا گم ہو جائیں تو اس پتہ کی مدد سے آپ کو آپکی بلڈنگ پر پہنچا دیا جائیگا۔ اور مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد ۲۴ گھنٹہ کے اندر اندر معلم کی طرف سے آپ کو پلاسٹک چڑھا ہوا ایک تعارفی کارڈ بھی ملے گا، اس کو بھی ہمہ وقت اپنے پاس رکھیے۔ اس میں آپ کا پورا پتہ، آپکے معلم کا نام، نمبر اور آپکی قیام گاہ کا عنوان وغیرہ تحریر کیا ہوا ہوگا۔ نیز یہ کارڈ آپکے قیام گاہ کا کام بھی دیگا اور اسی سے آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاسکتے ہیں البتہ جدہ جانے کے لئے ایک الگ کارڈ بنوانا ہوتا ہے۔

مسجد حرام میں داخلہ

بیت اللہ کی چاروں طرف جو عظیم الشان عمارت بنی ہوئی ہے اس کو مسجد حرام کہتے ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ بیت اللہ شریف کی مسجد کا نام مسجد حرام ہے اور بیت اللہ مسجد حرام کے بالکل بیچ میں ہے۔

جو دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ ہے۔ کعبہ نام ہے خدا کے اس گھر کا جس کی طرف ہم نماز میں سجدہ کرتے ہیں۔ کعبہ کے اصلی معنی بلند زمین کے ہیں، کیونکہ کعبہ زمین سے بلندی پر ہے، یا از روئے مرتبہ بلند ہے، اس لئے اسکا یہ نام رکھا گیا ہے۔

موطا امام مالک رحمۃ اللہ کی عربی شرح میں کعبہ کی تعمیر کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ مشہور قول کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل سب سے پہلے فرشتوں نے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی، لیکن بعض حضرات کے قول کے مطابق یہ دوسری تعمیر ہے۔ پہلی تعمیر حق تعالیٰ شانہ نے اپنے ”امر گن“ سے فرمائی تھی۔ جس میں فرشتوں کا بھی دخل نہیں تھا۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی مسجد حرام میں حاضر ہونا مستحب ہے اگر فوراً ممکن نہ ہو تو اسباب وغیرہ کا بندوبست کر کے سب سے پہلے مسجد حرام میں حاضر ہونا چاہیے۔ تبلیہ پڑھتے ہوئے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دربار الہی کی عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوں۔ مسجد میں باب السلام سے داخل ہونا مستحب ہے اور اگر عمرہ کا احرام ہو تو باب العمرہ سے داخل ہونا مستحب ہے، اگر بھیڑ زیادہ ہو تو کسی بھی دروازے سے داخل ہو سکتے ہیں۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں :

بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوۃِ وَ السَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

ترجمہ : اللہ کا نام لیکر داخل ہوتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہوں، اور دہنایاؤں مسجد حرام میں داخل کرتے ہوئے پڑھیں :

رَبِّیْ اغْفِرْ لِّیْ وَ افْتَحْ لِّیْ، اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے میرے رب میرے گناہ بخش دیجیے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجیے۔

اب نظریں جھکائے ہوئے آگے بڑھے کیونکہ آپکو کعبۃ اللہ تک جانا ہے، یہاں آپکو تحیمۃ المسجد نہیں پڑھنا ہے کیونکہ مسجد حرام کی تحیمۃ المسجد کعبۃ اللہ کا طواف ہی ہے۔

ایک اندازہ کے مطابق تقریباً دو سو قدم چلنے کے بعد آپ برآمدوں سے گزر کر حرم شریف کے محن میں آجائیں گے۔ اور جب نظر اٹھائیں گے تو آپکی نظر سیدھی کعبۃ اللہ پر پڑے گی، کعبۃ اللہ پر پڑنے والی یہ آپکی پہلی نظر ہوگی جو دعا کی قبولیت کی گھڑی ہے لہذا اپنی نظریں وہیں جم دیجئے۔

اور کھڑے ہو کر پہلے تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

دعا کے بجائے تکبیر تشریق بھی پڑھی جاسکتی ہے جو حسب ذیل ہے :

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

ترجمہ : اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفات کی مستحق ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

اس کے بعد تلبیہ پڑھو، درود پڑھو اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھو :

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ، تَشْرِيفًا، وَ تَعْظِيْمًا، وَ تَكْرِيمًا، وَ مَهَابَةً، وَ زِدْ مَنْ شَرَّفَهُ مِنْ حَجَّهٖ، وَ اَعْتَمَرَهُ تَشْرِيفًا، وَ تَكْرِيمًا، وَ تَعْظِيْمًا وَ بَرًّا. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ.

ترجمہ : اے اللہ اس گھر کی شرافت و عظمت اور بزرگی و ہیبت کو بڑھا اور جو شخص اس گھر کی عزت اور احترام کرنے والا ہو، ان لوگوں میں سے جو اس کا حج و عمرہ کرنے والے ہیں، ان کی بھی شرافت اور عظمت اور بزرگی اور بھلائی کو بڑھا، اے اللہ تو سلام ہے، تیرے ہی دربار سے سلامتی ملتی ہے، اے ہمارے رب ہمیں بھی سلامتی عنایت کیجئے۔

جہاں دعاؤں کا ذکر ہے وہاں اگر دعائیں یاد ہوں تو پڑھیں ورنہ اپنی مادری زبان میں اس کا مفہوم ادا کر کے من کی مراویں مانگیں۔

اور پھر جی بھر کر بصد آداب و شکر اپنی خوش قسمتی پر نازاں، نہایت عجز و نیاز سے دین و دنیا کی ساری جائز اور نیک خواہشات کی دعا کیجئے، دعا قبول کرنے والے کا گھر آپ کی نظروں کے سامنے ہے، اختیار تو اسی کو ہے لیکن یہ ساعت مقبولیت دعا کی ساعت مانی جاتی ہے، اس وقت جو بھی مانگنا ہو مانگ لیجئے، اللہ رب العزت اس

وقت مانگی ہوئی دعا رد نہیں فرماتا۔

اس وقت اور اس جگہ دعا قبول ہوتی ہے، حدیث میں آتا ہے کہ بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے وقت جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

مانگنے میں کوئی کمی نہ کیجیے، دنیا و آخرت کی سب ضرورتیں مانگیے! اللہ و رسول اللہ ﷺ کے بعد اس دنیا میں آپ کے ماں باپ آپ کے سب سے بڑے محسن ہیں، ان کے لئے بھی خوب دعائیں کیجیے۔ ان کے علاوہ اپنے محسنین، محبین، مخلصین اور اعزہ و متعلقین کے لیے مانگیے، سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے بھی مانگیے۔

مانگنے میں بخل سے کام نہ لو، اپنے لئے، اپنے رشتہ داروں کے لئے، دوست و احباب کے لئے، محسنین کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے خوب دعائیں کیجیے۔

اطمینان سے دعا کی جاسکے اسلئے بزرگوں نے لکھا ہے کہ حرم شریف میں نظریں جھکائے چلتے رہو اور جب اطمینان کے ساتھ مانگ سکیں ایسی سکون والی جگہ مل جائے تو وہاں کھڑے رہ کر دیر تک مانگتے رہیے۔

اس لئے آپ کو پہلے ہی سے تیاری کر لینی چاہئے کہ میری پہلی نظر کعبۃ اللہ پر پڑے گی تو مجھے میرے رب سے کیا مانگنا ہے؟ جب تک آپ کی نظر بند نہ ہوگی یعنی پہلی نظر کا سلسلہ قائم رہیگا اس وقت تک مانگی ہوئی دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ پہلی دفعہ انسان کعبۃ اللہ کو دیکھتا ہے تو ایک عجیب بیبت طاری ہو جاتی ہے اور آنکھ جلد ہی جھپک جاتی ہے۔

سب سے اہم دعایہ کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بغیر حساب و کتاب جنت میں

داخلہ عنایت فرمائیں۔

یہ دعا بھی مستحب ہے:

أَعُوذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ، مِنَ الدَّيْنِ، وَالْفَقْرِ، وَمِنْ ضَيْقِ
الْصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ: میں پناہ لیتا ہوں اس گھر کے رب کی قرض، محتاجی، تنگدلی اور عذاب قبر سے۔
الحمد للہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں، ساری عمر کی دعاؤں کا مرکز، عمر بھر کی
تمناؤں کا محور، تمام عمر کی عبادتوں کا حاصل، روئے زمین پر اللہ رب العزت کا پہلا
گھر، اب نظروں کے سامنے ہے۔

اب تک اسے خیالوں میں چوما تھا، اب تک اسے خوابوں میں دیکھا تھا،
اب تک اسے تصویروں میں دیکھا تھا، اوجا جیو ! تمہاری کیا خوش قسمتی ہے کہ اب
وہ تمہاری نظروں کے سامنے ہے۔

اس دنیا میں ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جاسکتا، اس کے گھر کو
دیکھ لیا یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

اس گھر کے ٹھیک اوپر ساتویں آسمان میں "بیت المعمور" ہے جہاں فرشتے
طواف کرتے ہیں اور یہاں دنیا میں مومن بندے کعبہ شریف کا طواف کرتے ہیں،
کعبہ شریف البیت المعمور کے ٹھیک نیچے ہے، وہاں کے رہنے والے وہاں طواف
میں مشغول ہیں اور زمین پر بسنے والے بندے یہاں طواف میں لگے ہوئے ہیں۔

اب نظر اٹھا کر اپنی چاروں طرف دیکھیے، ان میں مشرق والے بھی ہیں،
مغرب والے بھی، شمال والے بھی ہیں، جنوب والے بھی ہیں، سب ایک آقا کے
حضور دست بستہ کھڑے ہیں، سب کی جبینیں ایک ہی آستانہ پر سجدہ ریز ہیں، سب

کے رخ ایک ہی گھر کی جانب ہیں، امن کے اس شہر میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا سمندر موجزن ہے۔ مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف ملکوں کی موجیں تیر رہی ہیں۔

جس شہر کا نام تسبیح کی طرح بچپن سے ہر مسلمان کی زبان پر جاری رہتا ہے، جس کا اشتیاق جنت کی طرح ہر مومن کے دل میں رہتا ہے، جو ہر مسلمان کا ایمانی اور دینی وطن ہے، جس کی کشش ہر زمانے میں ہزاروں میل کی مسافت، پہاڑوں کی چوٹیوں اور وادیوں کی گہرائیوں سے مشتاقانِ زیارت کو پھینچتی رہی ہے، لیجیے آپ اس مسجد حرام میں پہنچ گئے۔

یہ وہی بیت اللہ ہے جس کی طرف تم ہزاروں میل کے فاصلہ سے نمازیں پڑھتے رہے ہو، جس کی طرف نماز میں منہ کرنا فرض تھا، آج وہ نگاہوں کے سامنے ہے، آپکے اور اس کے درمیان چند گز سے زیادہ کا فاصلہ نہیں، آپ اپنے گنہگار ہاتھوں سے اس کے غلاف کو چھو سکتے ہیں، اس کو آنکھوں سے لگا سکتے ہیں، اس کی دیواروں سے چمٹ سکتے ہیں، عمر میں بڑی بڑی حسین و جمیل عمارتیں اور فنِ تعمیر کے بڑے بڑے نمونے دیکھے، لیکن اس سادہ سے چوکور گھر میں خدا جانے کیا حسن و جمال اور کیا دلکشی و محبوبیت ہے کہ آنکھوں میں بستا جا رہا ہے، دل میں سلایا جا رہا ہے، اور کسی طرح نظر ہی نہیں بھرتی۔

اس کا دیکھتے رہنا دل کا سرور، آنکھوں کا نور، روح کی غذا اور نظر کی عبادت ہے، دل کی کلفت اس سے کا نور، دماغ کی تکان اس سے دور ہو جاتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے عجیب و غریب نعمت عطا فرمائی ہے، سارے عالم کی دلکشی اور دل آویزی اس میں سمٹ کر آگئی ہے۔

آپ یہ سب خواب نہ سمجھنا اور زندگی کے قیمتی اوقات غفلت میں نہ گزار دینا، مانگو، خوب مانگو، دینے والے نے خود دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔

دعا سے فراغت کے بعد چونکہ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اس لئے آپ کو طواف کرنا ہے، لہذا جتنا ممکن ہو کعبہ اللہ کی جانب آگے بڑھنے کی کوشش کیجئے، ہاں مگر بھیڑ ہو تو لوگوں کو دھکے دیکر آگے بڑھنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے، جہاں سے ممکن ہو وہیں سے اپنا طواف شروع کر دیں۔

مطاف میں بھیڑ ہونے کے باعث دوران طواف ساتھیوں سے پچھ جائیکا قوی امکان ہوتا ہے اسلئے طواف شروع کرنے سے پہلے مشورہ کر لیں کہ پچھرنے والا ساتھی ایک مخصوص جگہ پر مثلاً زمزم کے کنویں کے پاس پہنچ جائے، ساتھی اسکو تلاش کرنے کے لئے وہیں آئیگئے اسلئے چاہے جتنی دیر ہو جائے وہ وہاں سے نہ ہٹے۔

طواف

طواف کے معنی کسی چیز کے چاروں طرف چکر لگانے کے ہیں اور حج کے بیان میں اس سے مراد بیت اللہ کے چاروں طرف ایک خاص طریقے سے سات چکر یعنی سات مرتبہ گھومنا ہے۔

باہر سے آنے والے حاجی کے لئے پہلے مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام طواف کرنا ہے۔

طواف میں پیدل چلنا :

طواف میں پیدل چلنے پر قدرت ہو تو پیدل چلنا واجب ہے، اگر کوئی قدرت کے باوجود سواری پر طواف کریگا تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔ (ایضاح المناسک، ۵۷)

بذات خود طواف کرنا لازم ہے، چاہے کسی انسان یا غیر انسان پر سوار ہو کر ہی کرنا پڑے دوسرے کی طرف سے بطور نیابت طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

طواف میں نیابت تامہ جائز نہیں ہے، نیابت تامہ کا مطلب یہ ہے کہ جس کے ذمہ طواف ہے اس کے مطاف میں جائے بغیر اس کی طرف سے دوسرا آدمی طواف کر دے تو اس طرح کی نیابت طواف میں جائز نہیں ہے۔ (ایضاح المناسک، ۱۱۲) البتہ ایسا کیا جاسکتا ہے کہ کوئی شخص طواف کر کے اس کا ثواب دوسرے کو پہنچا دے۔ جو شخص معذور ہے خود چلنے پر قادر نہیں ہے تو اس کے لئے سواری پر طواف کرنا جائز ہے، چاہے کوئی انسان اٹھا کر طواف کرائے یا گاڑی وغیرہ پر سوار ہو کر طواف کرے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (ایضاح المناسک، ۱۱۲)

جو لوگ دوسروں کو گاڑی پر بیٹھا کر طواف کراتے ہیں یا اپنے کندھے پر اٹھا کر طواف کراتے ہیں یا چارپائی یا کرسی پر اٹھا کر طواف کراتے ہیں وہ لوگ اگر اپنے طواف کی نیت کریں گے تو ساتھ ساتھ ان کا طواف بھی ہو جائیگا۔ (ایضاح المناسک، ۱۱۳)

۸۔ فتح مکہ کے بعد سے آج تک (فرض نماز کے وقتوں کے علاوہ) ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا کہ مطاف (کعبۃ اللہ کے گرد طواف کرنے کی جگہ) خالی رہا ہو۔

آپ دیکھیں گے کہ حجاج کا ہجوم ہے، بیت اللہ کے گرد طواف کرنے والوں کا چکر چل رہا ہے، سیاہ غلاف کے چاروں طرف سفید احرام میں ملبوس انسانوں کی گردش، ایسا معلوم ہوتا ہے سیاہ کعبہ کے گرد دودھ کی ایک نہر بہہ رہی ہے، آپ کو بھی انسانوں کے اس بہتے سمندر میں داخل ہونا ہے۔

لیکن جی چاہے وہاں سے نہیں، اسکا ایک خاص طریقہ ہے اور ایک جگہ بھی متعین ہے جہاں سے طواف شروع کرنا ہے۔

طواف کی ابتداء حجر اسود کے استلام کے ساتھ ہوتی ہے اور حجر اسود پر ہی طواف ختم ہوتا ہے اس لئے کعبۃ اللہ کے جس کو نہ میں حجر اسود لگا ہوا ہے اس طرف پہنچنے کی کوشش کریں۔

حکومت سعودیہ نے حجاج کرام کے لئے جو سہولیات فراہم کی ہیں (حق تعالیٰ انکی خدمات کو قبول فرمائیں اور جملہ حجاج کرام کی طرف سے اپنی شایان شان بدلہ عنایت فرمائیں) من جملہ ان میں کی ایک سہولت یہ بھی ہے کہ بیت اللہ کی جس جانب حجر اسود نصب ہے اس جانب کالے پتھر کی ایک لمبی لکیر بنادی ہے، طواف کرنے والا/ والی حجر اسود سے چائے جتنا/ جتنی دور ہو سیاہ لکیر اس بات کی علامت ہے کہ وہ حجر اسود کے سامنے آگیا/ آگئی ہے، طواف کرنے والا/ والی اس لکیر پر آ کر حجر اسود کا استلام کرے اور اگلا طواف شروع کرے۔

آپ بھی اس سیاہ لکیر تک پہنچنا شروع کریں، جب لکیر کے قریب پہنچ جائیں تو لکیر سے آدھانٹ قبل بائیں طرف بیت اللہ کی جانب منھ کر کے کھڑے ہو جائیں، آپ جب ایسا کریں گے اس وقت حجر اسود آپ کے داہنے کندھے کی جانب کندھے سے باہر ہوگا اور آپ اس سیاہ لکیر کی بائیں جانب لکیر سے باہر ہو گئے۔

اب طواف شروع کرنا ہے اسلئے اسکی تیاری کریں، سب سے پہلے آخری مرتبہ تلبیہ پڑھ لیں، وہ تلبیہ جو احرام باندھنے کے وقت سے اب تک آپ مسلسل پڑھتے چلے آئے ہیں، طواف شروع ہوتے ہی اسکا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اسلئے آخری مرتبہ تلبیہ پڑھ لیں، اسکے بعد اضطباع کریں یعنی داہنے کندھے کے نیچے سے چادر نکال کر بائیں کندھے پر ڈال دیں، (یہ اضطباع عورتوں کے لئے نہیں ہے)

اس كے بعد طواف كى نيت كرىں؁ اور ٲه بات يادر كھيں كہ طواف ميں نيت فرض هے؁ بغير نيت كے طواف ادا نهيں هوكا۔ افضل يه هے كہ نيت دل اور زبان دونوں سے كرىں؁ زبان سے نہ هوتو دل ميں نيت كرنا فرض هے۔ نيت كے الفاظ يه هيں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ؁ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى؁ فَيَسِّرْهُ لىْ؁ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّىْ.

ترجمہ: اے اللہ! ميں آپ كے اس حرمت والے گھر كا طواف (اس كے گرد سات چكر) آپ كى رضا اور خوشنودى كے لئے لكار ہا ہوں؁ آپ اس كو ميرے لئے آسان فرما ديں اور ميرى جانب سے قبول فرما ليں۔

اب داہنى طرف اتنا هٹوكہ آپكے پاؤں سياہ لكير ٲر آجا ئيں اور حجر اسود ٹھيك آپكے سامنے هوجائے اسكے بعد يه دعا ٲڑھو :

بِسْمِ اللّٰهِ؁ اللّٰهُ اَكْبَرُ؁ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ

(شروع كرتا ہوں) اللہ كے نام سے؁ اللہ سب سے بڑا هے اور سب تعريفيں اللہ ہی كے لئے هيں۔

مذكورہ دعا كے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائيں جس طرح نماز ميں كانوں تك اٹھاتے هيں۔

يادر هے يهى ايك موقع هے جس ميں آپ كو كانوں تك ہاتھ اٹھانے هيں جيسا كہ نماز ميں تكبير تحريره كے وقت كانوں تك ہاتھ اٹھائے جاتے هيں؁ بعد كے كسى بهى چكر ميں آپ كو كانوں تك ہاتھ اٹھانے نهيں هيں؁ آپ ديكھيں گے كہ كچھ حضرات ہر چكر ميں كانوں تك ہاتھ اٹھاتے هيں؁ انهيں ديكھكر آپ انكى نقل نہ كرنا۔

اب اگر آپ حجر اسود کے ٹھیک سامنے ہیں تو ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود کو بوسہ دیں، بوسہ لینے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ حجر اسود پر اس طرح رکھ دیں جس طرح سجدہ کی حالت میں زمین پر رکھے جاتے ہیں اور دونوں ہتھیلیوں کے بیچ سر رکھ کر غایت ادب سے بوسہ لیں، اسی کو اسلام بھی کہتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب، جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد نے اپنی کتاب ”حج و عمرہ کا آسان طریقہ“ میں لکھا ہے کہ حجر اسود چاندی کے حلقہ میں ہے، کسی زمانے میں بلوائیوں نے بم مارا تھا، جس سے حجر اسود ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ چاندی کے اس حلقہ کے اندر چھوٹے چھوٹے گیارہ ٹکڑے ہیں، لہذا صرف حلقہ میں بوسہ دینا کافی نہیں بلکہ حلقہ کے اندر کے ان ٹکڑوں پر بوسہ دینے سے بوسہ صحیح ہو سکتا ہے۔

اور اگر بھیڑ کی وجہ سے حجر اسود تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو کسی بھی جگہ سیاہ لکیر پر پہنچ کر دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی جانب اونچی کر دو اور یہ تصور کرو کہ آپ نے اپنی ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ دی ہیں، پھر دونوں ہتھیلیوں کو بوسہ دو، ایسا کرنا حجر اسود کو بوسہ دینے کے حکم میں ہے۔ (یاد رہے کہ حجر اسود کندھے کی اونچائی پر ہے اس لئے ہاتھ کندھوں تک ہی اونچا کریں، کانوں تک اونچا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔)

حجر اسود پر خوشبو لگائی رہتی ہے اسلئے طواف کرنے والا اگر محرم ہو تو حالت احرام میں خوشبو کا استعمال منع ہو جیسی وجہ سے حجر اسود کا براہ راست بوسہ لینے کے بجائے ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ لینے پر کفایت کرے۔

حجر اسود جنتی یا قوت کا ایک پتھر ہے۔ اس کے نور کو اللہ تعالیٰ شانہ نے ختم کر کے دنیا میں اتارا تھا۔ اگر اس کے نور کو ختم نہ کیا جاتا تو مشرق و مغرب اس کی

روشنی سے منور ہو جاتے۔ (ایضاح)

جس وقت اس کو اتارا گیا تھا دودھ سے زیادہ سفید تھا، مگر بنی آدم کی

خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا (مشکوٰۃ)

حجر اسود کے استلام کی بھی عجیب خوبی ہے کہ وہ قدرتی طور پر استلام کرنے والے کے گناہوں کو جذب کر لیتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کو چھونا غلطیوں کو مٹا دیتا ہے۔ (ترمذی شریف)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حجر اسود اور مقام ابرہیم اٹھانے لگے جائیں گے۔

یہ دونوں پتھر قیامت کے دن اس حالت میں اٹھائے جائیں گے کہ ان کی دوزبانیں، دوا نکھیں، دو ہونٹ ہونگے اور یہ اپنے استلام کرنے والوں کے حق میں گواہی دیں گے اور شفا فرما دیں گے۔ (الترغیب والترہیب ۲/۱۲۳)

ایک حدیث میں ہے کہ حجر اسود کا استلام کرنے والا گویا اللہ رب العزت سے مصافحہ کرنے والا ہے۔ (ابن ماجہ)

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حجر اسود اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے یعنی جو شخص اسے بوسہ دے یا چھوئے گویا اس نے مالک حقیقی جل مجدہ سے مصافحہ کر لیا۔

(الترغیب والترہیب ۲/۱۹۴)

عابس بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا

کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے، میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (تیرے اندر کوئی خدائی صفت نہیں) نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے نہ

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

چومتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات علی الاعلان اور علی رؤس الاشہاد اس لئے کہی کہ کوئی نافریت یافتہ نیا مسلمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے اکابر مسلمین کا حجر اسود کو چومنا دیکھ کر یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس پتھر میں کوئی خدائی کرشمہ یا خدائی صفت اور بناؤ بگاڑ کی طاقت موجود ہے، اس لئے اس کو چوما جا رہا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ایک اصولی بات یہ معلوم ہوئی کہ کسی چیز کی تعظیم و تکریم اس نظریہ سے کی جائے کہ اسکی تعظیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور یہی تعظیم برحق ہے اور اگر کسی مخلوق کو نافع یا ضار اور بناؤ بگاڑ کا مختار مان کر تعظیم کی جائے تو وہ شرک کا ایک شعبہ ہے اور اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے اور کسی مسلمان کو تکلیف پہونچانا حرام ہے، اسلئے دھکے دیکر، کمزوروں کو ستا کر عورتوں کو ہٹا کر بوسہ دینے سے احتیاط کرنا، ورنہ ثواب کے بجائے نامہ اعمال میں گناہ لکھوا کر آؤ گے، ساتھیوں کے سامنے حجر اسود کے بوسہ کو فخریہ بیان کرنے کے لئے مسلمانوں کو ستانا اور مسجد حرام کی بے حرمتی کرنا ”نیکی ضائع اور گناہ سر“ کے مصداق ہے۔ نیز سراسر حماقت اور مزاج شریعت کے خلاف ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خاص تاکید فرمائی تھی کہ دیکھو تم قوی آدمی ہو، حجر اسود کے استلام کے وقت لوگوں سے مزاحمت نہ کرنا، اگر جگہ ہو تو بوسہ دینا ورنہ دور سے استلام کر لینا۔

سورج طلوع ہونیکے بعد اور ظہر سے آدھا گھنٹہ قبل مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ میں بھیڑ کم ہوتی ہے۔ اسی طرح عشاء کی نماز کے چار پانچ گھنٹہ بعد مکہ المکرمہ میں اور

ایکاد گھنٹہ بعد مدینہ منورہ میں بھیڑ کم ہوتی ہے، ان اوقات میں طواف اور صلوٰۃ و سلام میں قدرے سکون رہتا ہے۔

اب تک آپ حجر اسود کی جانب منہ کر کے کھڑے تھے، اب دہنی طرف جس طرف بیت اللہ کا دروازہ ہے گھوم کر طواف شروع کریں، بیت اللہ سے آپ چاہیں جتنے دور ہوں، چاہے زمزم کا کنواں بھی بیچ میں پڑتا ہو آپ کا طواف ہو جائیگا، اسلئے زیادہ قریب آنیکی فکر کئے بغیر سہولت جہاں سے طواف ہو سکے طواف کرتے رہیں۔

بیت اللہ کی شمال میں، بیت اللہ سے متصل کچھ زمین کا حصہ قد آدم دیوار سے گھرا ہوا ہے، اس کو حطیم کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملنے سے ذرا پہلے جب خانہ کعبہ کو قریش نے تعمیر کرنا چاہا تو سب نے اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صرف کیا جائے، لیکن سرمایہ کم تھا اس وجہ سے شمال کی جانب اصل ”قدیم“ بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی گئی۔ اسی چھٹی ہوئی جگہ کو حطیم کہتے ہیں۔ اس حصہ کو بھی طواف میں شامل کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر طواف صحیح نہ ہوگا۔

حطیم میں نماز پڑھنے کا موقع ملے تو ضرور پڑھ لینا چاہیے، حطیم میں نماز پڑھنا بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کے برابر فضیلت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حجاج کرام کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہوتا رہتا ہے، اسلئے حج کے تین چار دن قبل اور حج کے بعد طواف زیارت میں مطاف میں انتہائی بھیڑ رہتی ہے، اس بھیڑ کے مد نظر حکومت سعودیہ نے مسجد حرام کے پورے صحن کو مطاف میں شامل کر لیا ہے۔ اس اضافہ شدہ مطاف میں طواف کرنے کا وہی ثواب ہے جو قدیم مطاف میں طواف کرنے کا ہے۔ ہاں اگر بھیڑ کم ہو تو قدیم

مطاف میں طواف کرنیکی کوشش کرنا چاہیے۔

مطاف نیز اوپر کا پورا منزلہ سفید کیمیاوی پتھروں سے بچھا ہوا ہے، ان پتھروں کی خصوصیت یہ ہے کہ گرمی چاہے کتنی ہی سخت ہو اور سورج آگ برسا رہا ہو یہ پتھر گرمی سے بالکل متاثر نہیں ہوتے یا بہت کم متاثر ہوتے ہیں، ورنہ مکہ مکرمہ میں ایسی گرمی پڑتی ہے کہ دوپہر کے وقت تو پاؤں رکھتے ہی چھالے پڑ جائیں مگر یہ پتھر اللہ اکبر، برائے نام گرم ہوتے ہیں یا ہوتے ہی نہیں، سخت دھوپ میں لوگ اطمینان سے طواف بھی کرتے رہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے رہتے ہیں۔

حق تعالیٰ حکومت سعودیہ کو ایسا لاثانی نظم کرنے پر بہترین بدلہ عنایت فرمائے۔

آمین

مرد پہلے تین چکروں میں رمل کرے اور مابقیہ چار چکر اپنی اصلی رفتار سے پورے کریں۔

رمل یہ ہے کہ جھپٹ کر تیزی کے ساتھ چلے، زور سے قدم اٹھائے۔ قدم نزدیک نزدیک رکھتے ہوئے موندھوں کو پہلوانوں کی طرح خوب ہلاتا ہوا چلے۔

یہ رمل نبی کریم ﷺ کی سنت ہے مگر صرف مردوں کے لئے ہے عورتیں رمل نہ کریں۔

اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکر کے بعد اتنا ہجوم ہو گیا کہ رمل نہیں کر سکتا تو رمل موقوف کر دے اور طواف پورا کرے۔ سارے طواف (یعنی ساتوں چکروں میں) رمل کرنا مکروہ ہے لیکن کرنے سے کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب حج

کے ارادے سے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکوں نے (آپ کے آنے سے پہلے باہم) یہ چرچا کیا کہ اب ہمارے پاس ایک ایسا گروہ آنے والا ہے، جس کو میثرب (مدینہ منورہ) کے بخار ”ملیریا“ نے کمزور کر دیا ہے۔ اس بات کی اطلاع پا کر نبی ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ تین شیطوں ”چکروں“ میں رمل کریں۔ تاکہ مشرکین مکہ کا وہ گمان غلط ثابت ہو اور انہیں عملاً اپنی قوت کا پیغام دیا جاسکے۔

اب آپ کا طواف شروع ہو چکا ہے، آپ کو بیت اللہ کے گرد گھوم کر سات چکر پورے کرنے ہیں، ہر چکر حجر اسود والے کونے سے شروع ہوگا اور وہیں آکر پورا ہوگا، ہر چکر پورا ہونے پر آپ کو:

بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، پڑھ کر اگر قریب ہو تو حجر اسود کو بوسہ دینا ہے، اور اگر حجر اسود دور ہو اور قریب جانا ممکن نہ ہو تو کندھوں تک ہتھیلیاں اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو بوسہ دینا ہے، ہر چکر پورا ہونے پر بوسہ کا مل پورا کر کے اگلے چکر کے لئے داہنی طرف چلنا شروع کر دیں، اس طرح جب سات چکر پورے کر کے ساتویں چکر کے اختتام پر حجر اسود کو بوسہ دیں گے تو یہ اس طواف کا آٹھواں بوسہ ہوگا، ایک بوسہ وہ جو طواف شروع کرتے وقت لیا تھا اور سات بوسے، سات چکروں کے اس طرح مجموعی آٹھ بوسے ہونگے۔

اہم مسئلہ: یوں تو بیت اللہ شریف کو دیکھنا ایک عبادت ہے لیکن طواف میں چلنے کی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرنا محرمات طواف میں سے ہے یعنی عملاً حرام اور منع ہے صرف حجر اسود کے استقبال کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔

اسی طرح دوران طواف بیت اللہ کی طرف پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے جو حرام کے زمرہ میں آتا ہے، دوران طواف کعبہ شریف کے غلاف کو لپٹنے اور مقام ابراہیم کی زیارت کرنے سے طواف میں خلل کے ساتھ ساتھ کعبہ کی طرف سینہ اور پیٹھ ہو جاتی ہے اس سے بچنا چاہئے۔

طواف کے دوران اپنی نگاہ کو چلنے کی جگہ کے علاوہ ادھر ادھر نہ گذاریں جیسا کہ نماز کی حالت میں سجدہ کی جگہ سے آگے نظر نہیں گذارنا چاہئے۔

احتیاط سے کام لینے کے باوجود اگر کعبۃ اللہ کی طرف پیٹھ یا سینہ ہو جائے تو طواف کے اتنے حصہ کا اعادہ (لوٹنا) واجب ہے، بہتر یہ ہے کہ پورا چکر دوبارہ کر لے۔

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ دوران طواف حجر اسود کے علاوہ کعبہ شریف کی کسی بھی دیوار یا کونے کو بوسہ دینا منع ہے۔

طواف کے دوران جب رکن یمانی پر پہنچیں تو اس کو دونوں ہاتھ یا صرف دائیں ہاتھ سے چھو لینا سنت ہے، اس کو بوسہ دینا خلاف سنت ہے، ہاں مگر اس بات کا خیال رکھیں کہ سینہ بیت اللہ کی طرف مڑنے نہ پائے کیونکہ دوران طواف سینہ بیت اللہ کی طرف موزنا منع ہے، اگر رکن یمانی پر ہاتھ لگانے کا موقع نہ ملے تو بغیر ہاتھ لگائے گزر جائیں وہاں ہاتھ لگانے کی غرض سے بھیڑ کرنا ممنوع ہے۔

آپ دیکھینگے کہ بہت سارے حضرات رکن یمانی کو بھی حجر اسود کی طرح چوم رہے ہیں یا وہاں تکبیر کہہ رہے ہیں، آپ انہیں دیکھ کر ایسا ہرگز نہ کریں۔

ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ کتابوں میں طواف کی مخصوص دعائیں لکھی ہوتی ہیں، جن لوگوں کو وہ دعائیں یاد نہ ہوں، یا اب یاد کرنے کا موقع نہ ہو تو

گہرائیکی ضرورت نہیں، کیونکہ دوران طواف کوئی مخصوص دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے، اگر دعائیں یاد نہ ہوں تو صرف :

سُبْحَانَ اللَّهِ ، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کی ذات جملہ عیوب و نقائص سے پاک ہے، ساری تعریفوں کی مستحق ذات ایک اللہ کی ہے، اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، کا ورد استحضار قلب کے ساتھ کرتے رہیں۔

طواف کے ساتوں چکروں میں یہی کلمات پڑھتے رہیں اور ہر چکر میں جب رکن یمانی پر پہنچیں تو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں :

﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا

عَذَابَ النَّارِ ﴾

ترجمہ : اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی، اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اگر یہ مختصر دعا بھی یاد نہ کر سکیں تو اپنی مادری زبان میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگنا چاہیں مانگتے رہیں، اگر کچھ بھی پڑھے بغیر، خاموشی کے ساتھ بیت اللہ کے گرد سات چکر لگاؤ گے تو بھی آپکا طواف ہو جائیگا۔

مگر جن حضرات کے ہاتھ میں حج بیت اللہ جانے سے پہلے یہ کتاب آجائے ان حضرات کو مؤلف کتاب ”فلاحی“ کی جانب سے مخلصانہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کم از کم مذکورہ ذیل دو دعائیں ضرور یاد فرمائیں۔

(۱) سُبْحَانَ اللَّهِ ، وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ، وَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَ اللَّهُ

اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہم میں نیکی کرنے یا گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں ہے۔ بے شک اللہ بہت بلند شان والا اور بڑی عظمت والا ہے۔

(۲) ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی، اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

ساتوں چکروں میں حجر اسود سے رکن یمانی کے درمیان پہلے نمبر کی دعا اور رکن یمانی سے حجر اسود کے درمیان دوسرے نمبر کی دعا پڑھتے رہیں۔ ہر دو دعائیں اگر اسکی جگہ آنے سے پہلے پوری ہو جائیں تو اسی دعا کو مکرر پڑھتا رہے، کوئی اور دعا یاد ہو تو وہ بھی پڑھی جاسکتی ہے اور یاد نہ ہو تو اپنی مادری زبان میں من کی مرادیں مانگیں۔

طواف کی دعائیں

پہلے چکر کی دعا :

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔

اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَ تَصَدِّقًا بِكِتَابِكَ وَ وِفَاءً بِعَهْدِكَ
وَ اِتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ .

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَةَ وَ الْمُعَافَاةَ الذَّاۓِمَةَ
فِی الدِّیْنِ وَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ الْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَ النَّجَاةَ مِنَ النَّارِ .

ترجمہ : اللہ تعالیٰ پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور (گناہوں سے بچنے کی) طاقت اور (عبادت کی طرف راغب ہونے کی) قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بزرگی اور عظمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام نازل ہو اللہ کے رسول ﷺ پر۔ اے اللہ! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیرے احکام کو مانتے ہوئے اور تجھ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے حبیب محمد ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے (میں طواف شروع کرتا ہوں) اے اللہ! میں تجھ سے ہر گناہ کی معافی، ہر بلا سے سلامتی، دنیا و آخرت میں نجات کے ساتھ جنت کی نعمتوں کی طلب اور جہنم کی آگ سے پناہ چاہتا ہوں۔“

ہدایت : یہ دعا رکن یمانی پر پہنچنے سے پہلے پہلے ختم کر دیں، اس لئے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رُبْنَا اِنْسًا فِی الدُّنْیَا الْخَدَّ والی دعا پڑھی جائیگی۔

(۲) دوسرے چکر کی دعا :

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْبَيْتَ بَيْنَتِكَ وَ الْحَرَمَ حَرَمُكَ وَ الْاَمْنَ اَمْنُكَ وَ الْعَبْدَ عَبْدُكَ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ وَ هٰذَا مَقَامُ

الْعَائِدِ بِكَ مِنَ النَّارِ، فَحَرِّمَ لِحُومَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَ الْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّشِيْدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

ترجمہ : اے اللہ! بیشک یہ گھرتیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور ”یہاں کا“ امن و امان تیرا ہی دیا ہوا ہے اور ہر بندہ تیرا ہی بندہ ہے اور میں بھی تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے ہی بندے کا بیٹا ہوں اور یہ دوزخ کی آگ سے تیری پناہ میں آنے والوں کی جگہ ہے، سو تو ہمارے گوشت اور کھال کو دوزخ پر حرام کر دے۔ اے اللہ! ایمان کو ہمارے لئے سب سے محبوب چیز بنادے، اسے ہمارے دلوں کی زینت اور رونق بنادے اور ہمارے دلوں میں کفر، بدکاری اور نافرمانی سے سخت نفرت پیدا کر دے، اور ہمیں ہدایت پانے والوں میں شامل کر لے۔ اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچانا اس دن جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کریگا۔ اے اللہ! مجھے بغیر حساب کے جنت عطا فرمانا۔“

ہدایت : یہ دعا رکن یمانی پر پہنچنے سے پہلے پہلے ختم کر دیں، اس لئے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ”رَبَّنَا اِنَّا فِي الدُّنْيَا الْخَسِرَ“ والی دعا پڑھی جائیگی۔
(۳) تیسرے چکر کی دعا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشُّكِّ وَ الشَّرْكِ وَ الشَّقَاقِ وَ النِّفَاقِ وَ سُوءِ الْاَخْلَاقِ وَ سُوءِ الْمَنْظَرِ وَ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَ الْاَهْلِ وَ الْوَلَدِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ

بِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ
وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ.

ترجمہ : اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے احکام میں شک کرنے سے اور
تیری ذات و صفات میں شرک سے، اور اختلاف و نفاق سے اور بُرے اخلاق سے،
مجھے سامانِ زندگی کی اور بال بچوں کی تباہ حالی اور بربادی سے بچا۔ اے اللہ! میں تجھ
سے تیری رضامندی کی اور جنت کی بھیک مانگتا ہوں، اور تیری پناہ چاہتا ہوں
تیرے غضب سے اور دوزخ کی آگ سے۔ اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں قبر کے
عذاب سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کی ہر مصیبت سے۔“

ہدایت : یہ دعا رکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے پہلے ختم کر دیں، اس لئے کہ رکن
یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان ”رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا الْخَيْرَ“ والی دعا پڑھی جائیگی۔
(۴) چوتھے چکر کی دعا :

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَاجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ سَعِيًّا مَّشْكُوْرًا وَّ عَمَلًا
صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ، يَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ.
اٰخِرُ جَنِّیْ یَا اَللّٰهُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النَّوْرِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ
مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَّ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ
وَّ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَّ الْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَ النَّجَاةَ مِنَ النَّارِ.

رَبِّ قَنَعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَيْتَنِیْ وَ
اٰخُلِفْ عَلَیْ كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ مِنْكَ بِخَيْرٍ.

ترجمہ : اے اللہ! میرے اس حج کو مقبول بنادے، میری کوشش کو کامیاب اور

گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بنا اور میرے نیک اعمال قبول فرما اور بے نقصان تجارت عطا فرما۔ اے دلوں کے حال کو جاننے والے، اے اللہ مجھے گناہ کے اندھیروں سے ایمان و عمل صالح کی روشنی نصیب فرما اور ہر گناہ سے بچنے اور ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے، جنت سے بہرہ ور ہونے اور دوزخ سے نجات پانے کا راستہ دکھا۔ اور اے میرے پروردگار! تو نے مجھے جو کچھ رزق دیا ہے اس پر قناعت کرنے کی توفیق عطا فرما، اور جو نعمتیں مجھے عطا فرمائی ہیں ان میں برکت عنایت فرما۔ ہر نقصان کا اپنے کرم سے مجھے نعم البدل عطا فرما۔“

ہدایت: یہ دعا رکن یمانی پر پڑھو نچنے سے پہلے پہلے ختم کر دیں، اس لئے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ”زَبْنًا اِتْنَا فِي الدُّنْيَا الْخَيْرَ“ والی دعا پڑھی جائیگی۔

(۵) پانچویں چکر کی دعا :

اَللّٰهُمَّ اَظْلِنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ
عَرْشِكَ وَلَا بَاقِيَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِيْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ شَرْبَةً هَنِيئَةً مَّرِيئَةً لَا اَظْمَأْ بَعْدَهَا اَبَدًا.

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ
مُحَمَّدٌ ﷺ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٌ ﷺ.

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَ نَعِيْمَهَا وَ مَا يَقْرُبُنِيْ اِلَيْهَا مِنْ
قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ.

ترجمہ: اے اللہ! جس روز سوائے تیرے عرش کے سایہ کے کہیں سایہ نہ ہوگا اور

تیری ذات پاک کے سوا کوئی باقی نہ رہیگا، مجھے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دینا اور اپنے نبی ﷺ کے حوض کوثر سے مجھے ایسا خوشگوار اور خوش ذائقہ گھونٹ پلانا کہ اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ سب بھلائیاں مانگتا ہوں جنہیں تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ نے تجھ سے طلب کیا اور ان تمام برائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں جن سے تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور اس کی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور ایسے قول یا فعل یا عمل کی توفیق کا جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور میں دوزخ کی آگ سے اور ہر ایسے قول یا فعل یا عمل سے جو مجھے دوزخ سے قریب کر دے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

ہدایت: یہ دعا رکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے پہلے ختم کر دیں، اس لئے کہ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان ”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا الْحَافِ“ والی دعا پڑھی جائیگی۔

(۶) چھٹے چکر کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلٰی حَقُوْقًا كَثِيْرًا فِیْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ وَ
حَقُوْقًا كَثِيْرًا فِیْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَلْقِكَ، اَللّٰهُمَّ مَا كَانَ لَكَ مِنْهَا
فَاَغْفِرْهُ وَمَا كَانَ لِخَلْقِكَ فَتَحْمِلْهُ عَنِّيْ وَ اَغْنِنِيْ بِحِلَالِكَ عَنْ
حَرَامِكَ وَ بِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَ بِفَضْلِكَ عَنْ مَنْ
سِوَاكَ يَا وَّاسِعَ الْمَغْفِرَةِ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّ بَيْنَكَ عَظِيْمٌ وَ وَجْهَكَ كَرِيْمٌ وَ اَنْتَ يَا اَللّٰهُ
حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاَعْفُ عَنِّيْ.

ترجمہ: اے اللہ مجھ پر تیرے بہت سے حقوق ہیں جو صرف میرے اور تیرے ہی

درمیان ہیں اور بہت سے ایسے حقوق ہیں جو میرے اور تیری مخلوق کے درمیان ہیں۔ اے اللہ! ان میں سے جن کا تعلق صرف تیری ذات سے ہو ان کی مجھے معافی دے اور جن حقوق کا تعلق تیری مخلوق سے ہو، ان کی معافی کا تو ذمہ دار بن جا۔ اے اللہ! مجھے حلال رزق عطا فرما کہ حرام سے بچتا رہوں اور فرما برداری کی توفیق دے تاکہ نافرمانی نہ کروں۔ اور اپنے فضل و کرم سے مجھے دوسروں کا محتاج اور دست نگر نہ بنا۔ اے بے انتہا بخشش والے، اے اللہ! بے شک تیرا گھر بڑی عظمت والا ہے اور تیری ذات بڑی عزت والی ہے اور تو اے اللہ! بڑا باوقار ہے، بڑا کرم والا اور بڑی عظمت والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، سو میری خطاؤں کو بھی معاف فرمادے۔“

ہدایت: یہ دعا رکنِ یمانی پر پہونچنے سے پہلے پہلے ختم کر دیں، اس لئے کہ رکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان ”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا الْخَيْرَ“ والی دعا پڑھی جائیگی۔

(۷) ساتویں چکر کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا کَامِلًا وَّ یَقِيْنًا صَادِقًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ قَلْبًا خَاشِعًا وَّ لِسَانًا ذَاکِرًا وَّ رِزْقًا حَلَالًا طَیْبًا وَّ تَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّ تَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَّ رَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَّ مَغْفِرَةً وَّ رَاحَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَّ الْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَّ الْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَّ النَّجَاةَ مِنَ النَّارِ، بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِیْزُ يَا غَفَّارُ، رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے ایمان کامل اور یقین صادق کا طالب ہوں۔ تجھ

سے ڈرنے والا دل، تجھے یاد کرنے والی زبان اور رزق میں کشادگی و پاک کمائی کا طلب گار ہوں۔ سچے دل سے توبہ اور مرنے سے قبل توبہ کی توفیق نصیب فرما۔ موت کے وقت آسانی اور مرنے کے بعد تیری رحمت و مغفرت کا امیدوار ہوں۔ حساب کے وقت معافی اور جنت کی کامیابی اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے بڑی عظمت والے، اے بخشش والے، یہ سب تیری ہی رحمت سے حاصل ہوگا۔ میرے مالک میرے علم میں اضافہ فرما اور مجھے اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما۔
دو گناہ طواف :

طواف کے سات چکر پورے ہونے پر آپکو طواف کی دو رکعت نماز ادا کرنا ہے، مگر اس سے پہلے ایک مسئلہ سمجھ لینا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ اگر طواف کے چکر بجائے سات کے زائد آٹھ یا نو جائیں تو طواف ہو جائیگا، کوئی حرج نہیں ہے مگر بجائے سات کے چھ چکر لگائے تو طواف نہیں ہوا، ادھورا ہے، اسکو پورا کرنا ضروری ہے، اسلئے طواف کے چکر شمار کرنا کوئی انتظام کریں یا خوب اہتمام سے یاد رکھیں۔
حج بیت اللہ کے جملہ ارکان میں توجہ اور اہتمام نہایت ضروری ہے، اگر ہر عمل یکسوئی، اہتمام اور توجہ سے کرتے رہے تو ادائیگی حج میں انشاء اللہ تعالیٰ کوئی پریشانی نہیں ہوگی اور اگر معمولی غفلت، سستی یا بے توجہی کی توجہ کے بہت سارے مسائل کی خلاف ورزی کر کے آپ اپنے اوپر کئی صدقات و جنایات واجب کر لینگے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ جس طرح نماز بے وضو نہیں ہوتی اسی طرح حواف بھی بے وضو نہیں ہوتا، اس لئے طواف شروع کرنے سے پہلے وضو کر لے اور طواف پورا ہونے تک با وضو رہیں اگر طواف کے پہلے چار چکروں میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے نئے

سرے سے طواف شروع کریں، اور اگر چار چکروں کے بعد وضو توڑے تو وضو کے بعد اختیار ہے چاہے نئے سرے سے طواف کرے چاہے جہاں سے چھوڑا تھا وہاں سے پورا کرے۔

پیشاب پاخانہ کا تقاضہ ہو ایسی حالت میں تقاضے کو دبا کر طواف کرنا مکروہ ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ مصلیٰ ”نماز پڑھنے والے“ کے سامنے سے گزرنا بہت بڑا گناہ ہے، جس کی صراحت کتب حدیث وفقہ میں موجود ہے، لیکن نمازی کے سامنے سے گزرنے کی ممانعت کے مسئلہ میں مسجد حرام داخل نہیں ہے، مسجد حرام اور مطاف میں نمازی کے سامنے سے گزرنا بلا کراہت جائز ہے، لہذا نمازی کے سامنے سے طواف کرنے والے کا یا کسی اور آدمی کا گزرنا ممنوع نہ ہوگا۔ (ایضاح المناسک، ۱۲۵)

اگر کوئی طواف کرنے والا کسی نمازی کے سامنے سے طواف کی حالت میں گزرے تو ایسی حالت میں نہ طواف کرنے والے پر گناہ ہوگا اور نہ مطاف میں نماز پڑھنے والے پر۔ لیکن خفی مسلک میں طواف کرنے والوں کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے نمازی کے سامنے سے گزرنے میں دو قول ہیں، ایک قول میں نمازی کے مقامِ سجدہ کے آگے سے گزر سکتے ہیں، دوسرے قول میں دو صف کی دوری سے گزر سکتے ہیں، دو صف کے معنی ہیں ایک نمازی کی صف اور ایک اس سے آگے کی صف۔ مسجد نبوی ﷺ اور دیگر بڑی مساجد کا بھی یہی حکم ہے۔ اب جبکہ زائرین کا ہجوم حد سے زیادہ ہو گیا ہے اور مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ دونوں ہی کا یہ حال ہوتا ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرے بغیر چارہ کار نہیں، اس لئے بحالتِ مجبوری پہلے قول پر عمل کرنا جائز ہے۔

ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور یہ نماز مقامِ ابراہیم کے پیچھے پڑھنا مستحب اور افضل ہے اس کے بعد اس کے قریب، اس کے بعد کعبہ کے اندر،

اس کے بعد حطیم میں، میزابِ رحمت (پرنا لہ بیت اللہ) کے نیچے، اس کے بعد باقی حطیم میں، اس کے بعد بیت اللہ کے قریب مقامِ جبرئیل میں (بیت اللہ کے دروازے کے سامنے ایک جگہ ہے، جہاں جبرئیل علیہ السلام نے اوقاتِ نمازِ پنجگانہ کی تعلیم کے لئے دو دن تک پانچوں نمازوں میں حضور اکرم ﷺ کی امامت کی تھی) اس کے بعد مسجدِ حرام میں، اس کے بعد حرم میں، ان مقامات کے علاوہ پڑھنا اور تاخیر کرنا بُرا اور مکروہ ہے۔ اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں یہ نماز نہ پڑھی تو بھی اس کو ادا کرنا واجب ہے، ذمہ سے ساقط نہ ہوگی، تمام عمر میں کبھی بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی دو گانہ طواف پڑھنا بھول کر دوسرا طواف شروع کر دے تو اگر ایک چکر پورا کرنے سے پہلے یاد آجائے تو طواف چھوڑ کر نماز پڑھ لے اور اگر ایک چکر پورا کرنے کے بعد یاد آیا ہے تو طواف نہ چھوڑے۔ دوسرا طواف پورا کرنے کے بعد دونوں طوافوں کی دو رکعت نماز پڑھ لے۔

طواف سے فارغ ہونے کے بعد طواف کی دو رکعت واجب پڑھنے کے لئے مقامِ ابراہیم پر پہنچیں۔

مقامِ ابراہیم جنتِ کا قیمتی پتھر ہے، جسے خانہ کعبہ کے دروازے کے سامنے بیتل، تانبا، اور شیشہ کی بنی ہوئی ایک قُبہ نما جالی میں محفوظ کر دیا گیا ہے، اس بہشتی پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر فرماتے تھے اور یہ پتھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لے کر حسبِ ضرورت خود بخود اونچا نیچا ہوتا تھا، اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان پڑے ہوئے ہیں جو بالکل عیاں ہیں۔ طواف سے فارغ ہو کر آپ مقامِ ابراہیم کی طرف آئیں اور وہاں پہنچ کر یہ

آیت پڑھیں :

وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی

تم مقام ابراہیم کے پاس اپنا مصلی بناؤ

اگر سہولت سے مقام ابراہیم کے پیچھے اس طرح جگہ مل جائے کہ تمہارے اور بیت اللہ کے بیچ میں مقام ابراہیم ہو تو وہاں، ورنہ آس پاس جہاں بھی جگہ مل جائے وہیں طواف کی دو رکعتیں پڑھیے۔ (مقام ابراہیم کو بوسہ دینا یا چھونا منع ہے اس سے اپنے آپ کو بچائیے۔)

پہلی رکعت میں ”قل یا ایہا الکافرون“ اور دوسری میں سورہ فاتحہ کے بعد ”قل هو اللہ احد“ پڑھیے۔ (یہ دونوں سورتیں اصولی طور پر توحید کا اعلان اور شرک کی تردید کرتی ہیں۔) اگر دوسری سورتیں پڑھی جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ طواف کی دو رکعتوں کا پڑھنا واجب ہے۔

طواف کرتے وقت مردوں نے جو اضطباع کیا تھا وہ ختم کر دیں، یعنی وہنی بغل کے نیچے سے چادر نکال کر داہنے کندھے پر ڈال دے، طواف کی دو گانہ کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کے دوران بھی داہنا کندھا احرام کی چادر سے دھانکے رکھیں، ہاں مگر سر ابھی بھی کھلا رکھیں، نماز سے فارغ ہو کر ردو کر انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعائیں مانگیں۔

نماز اور دعا سے فارغ ہو کر اگر ممکن ہو تو ملترزم پر جائیں (حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان ڈھائی گز کے قریب بیت اللہ کی دیوار کا جو حصہ ہے وہ ملترزم کہلاتا ہے۔ ملترزم کا ترجمہ ہے چمٹنے کے جگہ)۔ یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے اس سے رسول اللہ ﷺ اس طرح لپٹ جاتے تھے جس طرح بچہ ماں کے سینے سے لپٹ جاتا ہے۔ اگر موقع ملے تو اس سے لپٹ جائیے۔

ملترزم سے لپٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سر سے اوپر سیدھے اٹھا کر دیوار

پر بچھا دو، پیٹ اور سینہ بھی دیوار سے چمٹا دو اور کبھی داہنا رخسار اور کبھی بایاں رخسار دیوار سے لگاتے رہو، بالکل اسی طرح جس طرح رونے والے چھوٹے بچے کو اسکی ماں گود میں اٹھاتی ہے تو وہ بچہ باری باری اپنا داہنا، بایاں رخسار ماں کے سینے سے لگاتا ہے، کبھی کبھی کعبۃ اللہ کے غلاف کو پکڑ کر بھی انتہائی الحاح و زاری کے ساتھ دعا کیجئے، کیونکہ یہ جگہیں اور موقعے ایسے ہیں جو زندگی میں بار بار نہیں آتے۔

جو بھی دل میں آئے مانگیئے اور جس زبان میں جی چاہے مانگیئے، اور یہ سمجھ کر مانگیئے کہ رب کریم کے آستانہ پر پہنچ گیا ہوں اور اس کی چوکھٹ سے لگا کھڑا ہوں اور وہ میرے حال کو دیکھ رہا ہے اور میری آہ و زاری سُن رہا ہے۔

اس موقع پر جہنم سے نجات اور بلا حساب و کتاب جنت میں داخلہ کی دعا ضرور کیجئے اپنے ایسے بھی گناہ کئے ہوئے جو صرف آپکے اور آپکے رب کے درمیان مخفی ہوئے، تیسرا کوئی نہیں جانتا ہوگا، اور ایسے بھی گناہ کئے ہوئے جو صرف آپکا پروردگار ہی جانتا ہوگا، ان تمام گناہوں پر ندامت کے ساتھ استغفار کیجئے، اور آپکی ایسی آرزوئیں اور تمنائیں بھی ہوگی جو سالوں سے دل کے کسی کونے میں مخفی ہوگی، وہ مرادیں بھی آج مانگ لیجئے، داتا نے آج دینے کا اعلان کر رکھا ہے، تمہارے مانگنے میں دیر ہوگی وہاں سے ملنے میں دیر نہیں ہوگی۔

اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے، اپنے والدین کے لئے، دوسرے اعزہ و اقارب کے لئے، اپنے دوستوں کے لئے اور یاد رہے تو احقر اقبال خلافتی کے لئے، مترجم کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کی پوری امت کے لئے مانگیئے اور دنیا و آخرت کی ہر ضرورت اور ہر نعمت مانگیئے۔

گر گراتے ہوئے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بھی ضرور دعا کیجئے، اگر

ملتزم سے چمٹنے کا موقع نمل سکے تو حرم میں کہیں سے بھی ملتزم کی جانب منہ کر کے اسپر نظریں جما کر دعا کر لیجئے۔

زمزم کا پانی پینا

ملتزم پر دعا کر کے زم زم شریف پر آئیے اور قبلہ رو ہو کر بسم اللہ پڑھ کے تین سانس میں خوب ڈٹ کر آب زم زم پیجئے
آب زم زم اگر گھر پر یا حرم شریف سے باہر پینے کو ملے تو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دونوں طرح پی سکتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق کرنے والی نشانی یہ ہے کہ منافق لوگ پیٹ بھر کے آب زم زم نہیں پیتے۔
پس اللہ تعالیٰ جس شخص کو عمرہ اور حج کی توفیق عطا فرمائے اس کو چاہئے کہ اس مبارک پانی کو خوب پیٹ بھر کر پئے اور جتنے دن مکہ مکرمہ رہے اس کو کثرت سے پیتا رہے۔

زم زم پی کر چند قدم چلتے ہی آپ محسوس کریں گے کہ زم زم ہضم ہو گیا، یہ زم زم کی خصوصیت ہے۔
زم زم پی کر الحمد للہ کہہ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَ رِزْقًا وَاسِعًا، وَ شِفَاعًا مِنْ کُلِّ دَاۡءٍ۔

ترجمہ:- اے اللہ! مجھے علم نافع نصیب فرما اور وسعت اور فراخی کے ساتھ روزی عطا

فرما، اور ہر بیماری سے شفا دے۔

اس پانی میں تین باتیں ایسی پائی جاتی ہیں جو دُنیا کے کسی بھی پانی میں نہیں پائی جاتی (۱) پیاس بجھاتا ہے (۲) غذا کا کام دیتا ہے (۳) سوائے موت کے ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

خَيْرُ سَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ، مَاءٌ زَمْزَمٌ، فِيهِ طَعَامٌ طَعِمَ وَ شِفَاءٌ سَقِمَ.

ترجمہ: روئے زمین پر بہترین پانی زم زم ہے، جس میں کھانے کی طرح غذائیت ”بھی“ ہے اور مرض کے لئے شفا بھی ہے۔ (طبرانی کبیر)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَاءٌ زَمْزَمٌ لِمَا شُرِبَ لَهُ (ابن ماجہ)

ترجمہ: آب زم زم اس کے لئے ہے جس کے لئے اس کو پیا جائے۔ یعنی پینے والا جس نیت سے بھی پیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی وہ نیت پوری فرماتے ہیں۔

زم زم کا پانی پیتے وقت یہ دعا بھی کریں اے اللہ! میں اس کو اپنی قیامت کے روز کی پیاس بجھانے کے لئے پیتا ہوں۔

اس پانی کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ شبِ معراج میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سواری کے لیے آسمان سے براق لائے اور قلبِ اطہر رکھنے کے لئے جنت سے طشت لائے، لیکن اس کی دھلائی کے لئے جنت سے پانی لانے کے بجائے آب زم زم کا استعمال فرمایا۔

علماء کرام اس سے استشہاد فرماتے ہیں کہ زم زم سے بہتر اور کوئی پانی نہیں،

اگر ہوتا تو آنحضور ﷺ کے قلب اطہر کو دھونے کے لئے اس پانی کو استعمال کیا جاتا۔

زم زم کے کنویں کی تھوری سی تاریخ بھی جان لیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی اور پیغمبر تھے۔ اس لئے ان کو مختلف آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا اس میں سے ایک یہ تھی کہ شیر خوار فرزند حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو فاران کے بیابان میں چھوڑ آنے کا حکم ملا، (حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام میں رہتے تھے) یہ کوئی معمولی امتحان نہیں تھا۔ سخت ترین آزمائش تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑھاپے اور ضعیفی کی تمناؤں کے مرکز، شب و روز کی دُعاؤں کے ثمر اور گھر کے چشم و چراغ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم الہی کی تعمیل میں ایک بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑ آتے ہیں اور پیچھے مُردہ کیٹنا بھی گوارا نہیں فرماتے کہ مبادا شفقتِ پدری جوش میں آجائے اور کوئی لغزش ہو جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور شیر خوار حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر چلے، اور جہاں آج خانہ کعبہ ہے اس جگہ زم زم کے موجودہ مقام سے بالائی حصہ پر چھوڑ گئے۔ وہ جگہ ویران اور غیر آباد تھی دُور دُور تک پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی کھجور بھی ان کے پاس چھوڑ دیں۔ اور پھر منہ پھیر کر روانہ ہو گئے۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ان کے پیچھے یہ کہتی ہوئی چلیں۔ ”آپ ہم کو ایسی وادی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں، جہاں نہ آدم ہے نہ آدم زاد، نہ مونس ہے نہ غم خوار!“ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا برابر یہی دُہرائے جا رہی تھیں، مگر حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش چلے جا رہے تھے۔

آخر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا۔ ”کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟“ تب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ”ہاں! یہ اللہ کے حکم سے ہے۔“

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو کہنے لگیں۔ ”اگر یہ اللہ کا حکم ہے تو بلاشبہ وہ ہم کو ضائع اور برباد نہیں کرے گا۔“

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام چلتے چلتے جب ایک ٹیلے پر ایسی جگہ پہنچے کہ اہل و عیال نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو اُس جانب جہاں آج کعبہ ہے رُخ کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی:

﴿رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْنَدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَاَرْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ﴾

ترجمہ: پروردگار! میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے قریب لاسایا ہے، پروردگار! یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں، لہذا تو لوگوں کو ان کا مشتاق بنا، اور انہیں کھانے کو پھل دے، شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۷)

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا چند روز تک مشکیزہ سے پانی اور تھیلی سے کھجوریں کھاتی اور شیر خوار حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلائی رہیں، لیکن وہ وقت بھی آ گیا کہ نہ پانی رہا نہ کھجوریں۔ اب وہ سخت پریشان ہوئیں، چونکہ وہ خود بھوک پیاسی رہتی تھیں، اس لئے دودھ بھی نہ اُترتا تھا اور بچہ بھی بھوکا پیاسا رہتا تھا۔

جب حالتِ دگرگوں ہونے لگی اور بچہ بے تاب ہونے لگا تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پانی کی تلاش میں نکلیں۔ بچے کو ایک جگہ چھوڑ کر بے تابانہ ایک پہاڑی کی طرف گئیں، یہ مروہ پہاڑی تھی، چونکہ بچہ کو تنہا چھوڑ کر آئی تھیں، اس لئے بار بار مُڑ کر دیکھتیں کہ بچہ محفوظ ہے یا نہیں؟ جب دونوں پہاڑیوں کے درمیان وادی میں اتریں اور بچہ نظر نہیں آیا تو وادی بھاگ کر طے کی۔ مروہ پہاڑی پر بھی پانی کے کوئی آثار نہ تھے۔ وہ پلٹیں اور صفا کی طرف بھاگیں۔ اس طرح انہوں نے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کے ساتھ چکر، پانی کی تلاش میں لگائے اور ہر مرتبہ وادی سے دوڑ کر گزریں۔ اس دوران وہ اللہ سے دُعا بھی کرتی جاتی تھیں کہ پانی مل جائے۔

ساتویں مرتبہ جب وہ مروہ پر پہونچی تو کانوں میں ایک آواز آئی، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا چونکیں، اور دل میں کہنے لگیں کہ کوئی پکار رہا ہے، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے باواز بلند جواب دیا۔ ”اگر تم مدد کر سکتے ہو تو سامنے آؤ۔ تمہاری آواز سُنی گئی ہے۔“

دیکھا تو سامنے جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پیر اس جگہ مارا جہاں آج زم زم ہے۔ اس جگہ سے بیٹھے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو پانی کے چاروں طرف باڑ بنانے لگیں، مگر پانی برابر اُبلتا رہا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے، اگر وہ باڑ نہ بناتی تو وہ پانی ایک بڑی نہر کی شکل اختیار کر لیتا۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے خود پانی پیا اور اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلایا۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا۔ ”یہ مقام بیت اللہ ہے۔ جس کی تعمیر اس بچہ (حضرت اسمعیل علیہ السلام) اور اس کے باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے اور اللہ اس گھر کے متعلقین کو ضائع نہیں کرتا۔“

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اپنے بچے کو لیکر وہیں مقیم تھیں کہ قبیلہ بنی جرہم بھی وہاں آکر آباد ہو گیا پھر اسی قبیلہ میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کی شادی ہو گئی۔

زمزم کا چشمہ آج بھی اہل رہا ہے، اسکے اطراف ایک کنواں بنا ہوا ہے، اس ایک کنویں سے ہزاروں سال سے لاکھوں حجاج کرام پانی پی رہے ہیں مگر اللہ کی قدرت کہ یہ کنواں ہمیشہ پانی سے بھرا ہی رہتا ہے۔

یہ بابرکت چشمہ اب حرم شریف کے صحن میں آگیا ہے۔ ۱۳۹۹ھ میں مطاف کی توسیع کی وجہ سے اوپر سے پاٹ کر مسجد کے چاروں طرف پائپ لائن سے زم زم شریف پہنچا دیا گیا ہے، جس سے حجاج کرام کو بڑا آرام ہو گیا ہے اور مقام ابراہیم کے پیچھے سیڑیاں بنا کر ۱۴۰۲ھ سے زیارت کرنے والوں کے لئے اور پینے والوں کے لئے زم زم کا نیچے کا حصہ کھول دیا گیا ہے جہاں مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ انتظام کر دیا گیا ہے۔

زمزم کے کنویں کو ثواب کی نیت سے دیکھنا عبادت ہے، جس طرح بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

حرمین شریفین میں جگہ جگہ واٹر فلر رکھے ہوئے ہونگے، جسکے دونوں طرف گلاس رکھے ہوئے ہوتے ہیں، دابنے ”سیدھے“ ہاتھ کے خانہ میں جسپر عربی میں کاسات نظیفہ (صاف، غیر مستعمل گلاس) لکھا ہوا ہوگا وہاں سے ایک گلاس اٹھا

کر ضرورت کی بقدر پانی نکالنے اور سنت طریقہ پر اطمینان سے پانی پی کر بائیں ”الے“ ہاتھ کے خانہ میں جسپر عربی زبان میں کاسات مستعملہ (استعمال شدہ گلاس) لکھا ہوا ہوگا، آپکا استعمال کردہ گلاس ڈال دیجئے، حرمین شریفین کے خدام تھوڑی تھوڑی دیر میں استعمال شدہ گلاس لے جاتے ہیں اور اسکی جگہ نئے غیر مستعمل گلاس رکھ جاتے ہیں، ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ ان کلروں میں ٹھنڈا پانی رہتا ہے مگر جو لوگ ٹھنڈا پانی نہیں پیتے یا جن حضرات کو مرض کی وجہ سے ٹھنڈا پانی پینا تکلیف دہ ہو وہ حضرات ان کلروں کی لائن میں اس وائر کلر کے پاس جائیں جسپر عربی زبان میں سفیا زمزم غیر مبرد (زمزم کا سادا پانی) لکھا ہوا ہو، انہیں سادا پانی ہوگا، ٹھنڈا پانی نہ پینے والے ایسے کلروں کا پانی استعمال کریں۔

حکومت سعودیہ کے ایسے بے مثال انتظام پر بار بار مبارک باد، حق تعالیٰ انہیں اپنی شایان شان بدلہ عنایت فرمائیں۔ آمین

کپڑے یا کوئی اور ناپاک چیز زمزم کے پانی سے نہ دھوئی جائے، غسل جنابت بھی زمزم کے پانی سے نہ کیا جائے، اگرچہ درختار اور دلختر سے معلوم ہوتا ہے کہ زمزم سے حدث کو دور کرنا، حدث چاہے اصغر ہو (جسکو دور کرنے کے لئے وضو کیا جاتا ہے) چاہے اکبر ہو (جسکو دور کرنے کے لئے غسل کیا جاتا ہے) جائز ہے۔ البتہ زمزم کے پانی سے ناپاکی دور کرنا مکروہ ہے۔

زمزم کا پانی حرم کا اپنے ملک اور وطن لے جانا اور لوگوں کو پلانا مستحب ہے، بیماروں کو پلانا بھی جائز ہے اور زمزم کے پانی سے کوئی چیز پکانا بھی درست ہے۔

آب زمزم سے کفن دھونا :

اکثر حاج کرام برکت کی نیت سے کفن کے کپڑے آب زم زم سے دھوتے

ہیں اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے، بلکہ باعث خیر و برکت ہے۔ (ایضاح المسئلہ، ۱۲۹)

یہ نہ بھولیے کہ آپ نے احمد آباد، بمبئی یا مقامی ایر پورٹ سے جو احرام باندھا تھا وہ صرف عمرہ کا احرام تھا اور ابھی تک جتنے اعمال کیے وہ عمرہ ہی کے سلسلے کے تھے، عمرہ میں احرام کے بعد تین ہی کام کرنے ہوتے ہیں (۱) طواف (۲) صفا مروہ کے درمیان سعی (۳) سر کے بال منڈوانا یا کتر و اتنا، ان میں سے ایک یعنی طواف کے عمل سے آپ فارغ ہو گئے، اب آپ کو سعی کرنا ہے جو صفا مروہ کے درمیان ہوتی ہے۔

صفا مروہ کے درمیان سعی

صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریقہ پر سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں، حج اور عمرہ کرنے والے پر سعی کرنا واجب ہے۔

آپ کو اگلے صفحات میں بتایا جا چکا ہے کہ صفا - مروہ وہ تاریخی جگہ ہے جہاں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے اور آخری چکر میں زم زم کا مشہور چشمہ نمودار ہوا تھا۔

مسجد حرام کی جدید تعمیر کے بعد وہاں کا جغرافیہ اور نقشہ بالکل بدل گیا ہے۔ صفا، مروہ جو دو پہاڑیاں تھیں اور ان کے درمیان ایک طویل باروتیق بازار تھا، حجاج صفا مروہ کی سعی اُسی بازار کی سڑک پر کیا کرتے تھے، اب وہ سب گویا مسجد حرام میں شامل ہو گیا ہے۔ حکومت سعودیہ نے صفا - مروہ کے بیچ کی طویل و عریض جگہ کو سنگ مرمر بچھا کر ایک کنڈیشنڈ کر دیا ہے، نیز بھیڑ کے زمانے میں حجاج کرام اطمینان سے سعی کر سکیں اس لئے اس کو دو منزلہ بھی کر دیا ہے، اگر بھیڑ زیادہ ہو تو دوسرے منزلہ پر چلے جائیں اور اطمینان سے سعی کریں۔

اوپر جائیکے لئے صفا اور مردہ دونوں پہاڑیوں کی جانب برقی ”الیکٹریکل“ سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں، درمیان میں سادہ سیڑھیاں بھی ہیں۔
سعی شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کے استلام کے بارے میں عام طور سے لوگ غفلت کرتے ہیں، یہ بڑی غلطی ہے، جس طرح طواف حجر اسود کے استلام سے شروع ہوتا ہے اسی طرح سعی بھی حجر اسود کے استلام سے شروع کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے۔

اب آپ کو سعی کرنا ہے اسلئے حجر اسود کا استلام کر لیں یا دور سے اسکی جانب ہتھیلیاں اٹھا کر ہتھیلیوں کو چوم کر باب الصفا کی جانب بڑھیں۔
حجر اسود کی نشانی والی کالی پٹی کی سیدھ میں چلیں، اسی جانب صفا پہاڑی کا مقام ہے اور وہاں عربی وانگلش میں ”النصفا“ کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ وہاں سے ٹھورا آگے بڑھنے کے بعد پہاڑ کی علامت شروع ہو جاتی ہے۔

صفا پہاڑی پر اوپر کی جانب ایک دفتر بنا ہوا ہے جہاں سے بوڑھے، پابج اور معذورین کو کرسی پر بیٹھکر طواف وسعی کرنے کے لئے پہیوں والی کرسیاں ملتی ہیں، ایک پاسپورٹ جمع کرنے پر ایک کرسی دیتے ہیں اور وہ کرسی استعمال کر کے واپس جمع کرنے پر پاسپورٹ واپس دے دیتے ہیں۔ آپکو اگر کرسی کی ضرورت ہو تو اپنا پاسپورٹ جمع کر کے کرسی حاصل کریں اور اپنے معذور کو اطمینان سے طواف اور سعی کروا کر بحفاظت کرسی جمع کر کے اپنا پاسپورٹ واپس لے لیں۔ اگر کرسی کے ساتھ کرسی چلانے والے آدمی کی بھی ضرورت ہو تو وہاں بہت سارے حضرات اپنی اپنی کرسیاں لیکر بیٹھے نظر آئینگے، آپ ان میں سے کسی ایک کو اجرت طے کر کے لے جائیں اور طواف وسعی کے بعد طے کردہ اجرت ادا فرمادیں، واضح رہیکہ چلانے

والے آدمی کے ساتھ کرسی حاصل کرنے میں پاسپورٹ جمع کرنیکی ضرورت نہیں ہوتی۔

سعی کے لئے صفا کے قریب پہنچ کر اوپر چڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ، إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ.

ترجمہ: ابتدا کرتا ہوں میں اس سے جس سے ابتدا کی ہے اللہ تعالیٰ نے، یقیناً صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

نئی تعمیر کے بعد صفا کی بلندی کے اول حصہ پر چڑھنا جہاں سے بیت اللہ نظر آجائے کافی ہے، بعض لوگ بالکل دیوار تک چڑھ جاتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ اگر اول حصہ پر چڑھے بغیر بیت اللہ نظر آئے تب بھی اول حصہ تک تو چڑھنا ہی چاہیے۔

کوہ صفا پر چڑھیں تو دل میں سعی کی نیت کریں اور زبان سے اس طرح

پڑھیں:

اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ

لَوْجِهَكَ الْكَرِيمِ، فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي.

ترجمہ: اے اللہ! میں صفا اور مروہ کے درمیان سات چکروں سے سعی کرنا چاہتا ہوں، محض تیری ذات بزرگ کی رضا کے لئے، پس میرے لئے سعی کرنا آسان کر دے، اور میری جانب سے قبول فرمالے۔“

صفا اور مروہ پر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں جیسے دعا میں اٹھائے جاتے ہیں۔ نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ نہ اٹھائیں، بہت سے ناواقف عوام کانوں تک تین مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور بیت اللہ شریف کی طرف ہاتھ سے

اشارہ بھی کرتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسا نہ کریں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا بیان کریں اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

ترجمہ:- نہیں ہے کوئی معبود، مگر اللہ، وہ ایک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور سب تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور تیسرا کلمہ پڑھیں:

سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

ترجمہ:- پاک ہے اللہ تعالیٰ ساری تعریفوں کی مستحق ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بڑی شان والا اور عظمت والا ہے۔

اسکے بعد اس مبارک اور مقدس جگہ پہنچانے پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری بجا لائیں اور اطمینان سے جو چاہیں دعا مانگیں، یہ بھی دعا قبول ہونے کی جگہ ہے، اسلئے اپنے لئے، اپنے اعزہ و اقارب کے لئے، امت مسلمہ اور بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے دعا مانگیں، تقریباً پچیس آیات پڑھنے کی مقدار کھڑے رہ کر اپنی رفتار سے ذکر کرتے ہوئے، دعا مانگتے ہوئے مروہ پہاڑی کی طرف چلیں۔

حکومت سعودیہ نے صفا مروہ کے بیچ آنے جانے کے راستے الگ الگ کر دئے ہیں اور معذورین کی کرسیاں چلنے کے لئے بھی بیچ میں آمد و رفت کے الگ الگ راستے بنادئے ہیں۔

عذر کی وجہ سے سواری پر سعی کرنا جائز ہے، مگر سعی میں نیابت جائز نہیں ہے۔

(نقیت، ص ۷۰)

بلا عذرا اگر سواری پر سعی کریگا تو گنہگار ہوگا اور جرمانہ میں ایک دم دینا بھی لازم ہوگا۔
(بدائع ج ۲، ص ۱۳۴)

صفا مروہ کے بیچ سعی کرتے ہوئے بھی دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کریں کہ یا اللہ یہ سعی تیرے نیک اور پاکیزہ بندے حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی مقدس یادگار ہے، آپ انہیں مبارک ہستیوں کی طرح مجھے اور میری اولاد کو بھی دین کے خاطر چلنے اور محنت و مشقت اٹھانے کی توفیق عنایت فرمائیے اور یہ دعا پڑھتے رہیں :

رَبِّ اغْفِرْ، وَارْحَمْ، اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

ترجمہ : اے میرے پروردگار! تو مجھے بخش دے اور رحم فرما، تو زبردست بزرگی والا ہے

دوسری دعائیں بھی جو یاد ہوں پڑھتے رہیں، صفا مروہ کے درمیان جب وہ جگہ آنے لگے جہاں دیوار میں سبز رنگ کے ستون لگائے ہوئے ہیں جسکو ”میلین اخضرین“ کہتے ہیں، ان پر ایام حج میں سبز رنگ کی میوے لائٹ بھی ۲۴ گھنٹے جلتی رہتی ہیں۔ وہ جب بقدر چھ ہاتھ کے دوری پر ہو تو درمیانی چال سے دوڑنا شروع کریں اور دوسرے سبز ستونوں کے بعد بھی چھ ہاتھ تک دوڑے، پھر اپنی چال چلنے لگیں۔ خیال رہے کہ بہت تیز دوڑنا مسنون نہیں ہے، بلکہ متوسط طریقہ سے اتنے دوڑیں کہ رمل سے زیادہ اور بہت تیز دوڑنے سے کم رفتار ہو۔ بعض لوگ تمام سعی میں جھپٹ کر چلتے ہیں اور بعض سبز ستونوں کے درمیان بہت تیزی سے دوڑتے

ہیں، یہ دونوں باتیں غلط اور بُری ہیں، لیکن اس سے دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا۔ ان سبزستونوں کے درمیان دوڑنا صرف مردوں کے لئے ہے عورتیں نہ دوڑیں۔

میلین اخضرین کا حصہ دوڑ کر پورا کر لینے کے بعد مرد قدرے آہستہ چلیں تاکہ جو عورتیں آپکے ساتھ سعی میں شامل تھیں اور آپکے میلین اخضرین کے درمیان دوڑنے کی وجہ سے پیچھے رہ گئی ہیں وہ آپ سے مل جائیں، آگے مروہ پہاڑی آئیں، اسپر بھی اتنا اونچا چڑھیں کہ اگر درمیان میں عمارتیں نہ ہوں تو بیت اللہ نظر آجائے، (واضح رہے کہ اب وہاں تعمیرات ہو جائیں گی وجہ سے کعبہ اللہ نظر نہیں آتا)۔ مروہ پر چڑھ کر بھی بیت اللہ کی جانب رخ کر کے کھڑے ہو کر جسطرح صفا پہاڑی پر ذکر و شکر اور دعائیں کی تھیں اسی طرح یہاں بھی کریں، اب آپکا ایک چکر مکمل ہو گیا، اسکے بعد مروہ سے اتر کر صفا کی طرف چلیں اور جب میلین اخضرین پر پہنچیں تو پہلے چکر کی طرح متوسط انداز میں دوسرے سبزستونوں کے آنے تک دوڑیں، اسکے بعد اپنی اصلی رفتار سے صفا پہاڑی پر پہنچ کر پہلے ہی کی طرح ذکر و شکر اور دعائیں کریں۔ یہ آپکا دوسرا چکر ختم ہوا، بس اسی طرح آپکوسات چکر مکمل کرنے ہیں۔ ساتواں چکر مروہ پہاڑی پر ختم ہوگا۔ سعی کی ابتدا صفا پہاڑی سے ہوگی اور انتہا مروہ پہاڑی پر۔

آپ کو اس راستہ پر عالم اسلام کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ کے مسلمان ایک لباس میں ملبوس، ایک ترانہ بلند کرتے ہوئے اور ایک ہی عشق و سرمستی کی کیفیت میں آتے جاتے نظر آئیں گے، سبھی تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے، اللہ کے سامنے کھلا سر جھکائے ہوئے چلے جا رہے ہیں، ان میں امیر بھی ہیں، غریب بھی، سُرخ و

سفید شامی و مغربی بھی ہیں اور سیاہ فام حبشی و تکرونی بھی، مرد بھی ہیں، عورتیں بھی، لیکن کسی کو کسی کے دیکھنے اور کسی کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں، بعض اوقات ایسے مجمع عشاق کو دیکھ کر قلب پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور بے اختیار ان عشاق کے پاؤں پڑنے اور ان کی بلائیں لینے کا جی چاہتا ہے۔ اسلام کی محبت جوش مارتی ہے، وطن و قوم کی حد بندیاں توٹنے لگتی ہیں اور دینی وحدت کا احساس ابھرنے لگتا ہے۔

ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ ممکن ہے آپ سعی کے سات چکر یاد رکھنے میں غلطی کر جائیں اسلئے سات دانوں کی ایک تسبیح اپنے ہاتھ میں رکھ لینا بہتر ہے، ہر چکر پر ایک دانہ ہٹاتے رہیں، اس طرح آسانی گنتی یاد رہے گی اور کوئی پریشانی بھی نہ ہوگی۔

اگر سعی کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے یا نماز جنازہ ہونے لگے تو سعی چھوڑ کر نماز میں شریک ہو جانا چاہئے اور نماز کے بعد باقی پھیرے پورے کر لیں، اسی طرح اگر کوئی اور عذر پیش آجائے تو باقی پھیرے پھر پورے کر سکتے ہیں۔

سعی کے درمیان اگر وضو باقی نہ رہے تو وضو کرنا لازم نہیں ہے، اگر وضو کر کے آئیں تو از سر نو سعی دہرانے کی بھی ضرورت نہیں ہے صرف بقیہ چکر پورے کر لیں خواہ شروع سعی میں وضو ٹوٹا ہو یا بعد میں۔

سعی بین الصفا والمروہ کے بعد دو رکعت شکرانہ کی نماز:-

سعی کے سات پھیرے ہو جانے پر آپ کی سعی مکمل ہوگئی، اب آپ مطاف میں آ کر کسی جگہ دو رکعت نماز پڑھیں، شرط یہ ہے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔ یہ دو رکعت

شکرانہ کی نماز ادا کرنا مستحب ہے، صلوٰۃ طواف کی طرح واجب نہیں ہے، بلکہ صرف مستحب ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی، ج ۲، ص ۴۵۸)

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا اسکے بعد آپ سر کے بال منڈوا دیجئے یا کتر وادجئے۔ (صفایا مروہ پہاڑی پر نفل پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے اس لئے وہاں نفل نہ پڑھیں)

سر کا حلق

آپنے عمرہ کے تمام اعمال ادا کر لئے اب آپ کو مسجد سے باہر نکل کر سر کا حلق یا قصر (منڈوانا یا کتر وانا) کرنا ہے۔

حلق یا قصر حد و حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دم لازم ہوگا۔

یہاں ایک بات یاد رکھ لو، کچھ لوگ مروہ پہاڑی پر فینچی لئے کھڑے رہتے ہیں اور بہت سے لوگ ان سے چند بال کٹوا لیتے ہیں، حنفی مسلک کے مطابق اس طرح کرنے سے آدمی احرام سے حلال نہیں ہوتا، یہ بھی خیال رکھو کہ جب گھر سے خدا کی رضا کے لئے نکل گئے، لباس بدل دیا، ہیئت بدل دی پھر اس عمل میں کونسا حرج لازم آتا ہے؟ آخری وقت میں اپنے آپ کو ایک افضل ترین عمل سے محروم کیوں کرتے ہو؟ عمرہ تو بکثرت کر لیتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دلوں میں شریعت سے زیادہ بالوں کی محبت بسی ہوئی ہے، بہتر تو یہی ہے کہ استرے سے اپنے تمام بال صاف کر لئے جائیں جس کو حلق کہتے ہیں اور اگر حلق نہ کرائیں تو قصر کرائیں لیکن بغیر مجبوری حلق کی فضیلت سے محروم نہ رہیں۔ اگر قصر کرائیں تو تمام بالوں کو یا چوتھائی سر کے تمام بالوں کو لمبائی میں انگلی کے ایک پور کے برابر کاٹ لیں، احتیاطاً ایک پور سے کچھ زیادہ ہی کاٹ لیں۔ جس مرد کے سر کے بال انگلی کے پور سے کم

ہوں اس کے لئے حلق کرانا واجب ہے، اس کے بغیر وہ احرام سے حلال نہیں ہوگا۔
 متعدد بار عمرہ کرنے والوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ پہلی دفعہ حلق کرالیں
 اور دوسری دفعہ جبکہ سر پر بال نہ ہوں صرف استرا پھیر لیں اس طرح ہر بار حلق کا
 ثواب ملتا رہیگا۔

جب کسی محرم مرد یا عورت پر صرف حلق یا قصر کروانا باقی ہو یعنی حلق اور قصر
 سے پہلے جو کام کرنے تھے وہ پورے کر چکے ہوں ایسے محرم مرد و عورت اپنے بال خود
 بھی حلق کر سکتے ہیں اور اپنے جیسے کسی دوسرے محرم مرد و عورت سے بھی حلق یا قصر
 کر سکتے ہیں اور وہ اس دوسرے محرم کا بھی حلق یا قصر کر سکتے ہیں۔ مستحب یہ ہے کہ
 حلق یا قصر کراتے وقت تکبیر کہے اور دعا مانگے۔

عورت کے لئے پورے سر کے بال انگلی کے پور کے برابر کنوا ناست ہے،
 چاہے خود کاٹنے چاہے کسی محرم (جسکے ساتھ نکاح جائز نہیں) یا شوہر سے کنوائے،
 عورتوں کا غیر محرم کے ہاتھوں بال کنوا ناست نہیں ہے۔

الحمد للہ بال منذوانے یا کتر وانے سے آپ کا عمرہ پورا ہو گیا اور آپ کا احرام بھی
 ختم ہو گیا۔ اب احرام کی کوئی پابندی آپ پر نہیں رہی، نہا پیے، دھویے، سلے کپڑے
 پہنے، خوشبو لگائیے، اب آپ کے لئے وہ سب چیزیں جائز ہو گئیں جو احرام کی وجہ سے
 ناجائز ہو گئیں تھیں۔

عمرہ کو حج اصغر بھی کہا جاتا ہے، ہر صاحب استطاعت پر عمر بھر میں ایک مرتبہ عمرہ
 کرنا سنت مؤکدہ ہے، بعض فقہاء نے واجب بھی لکھا ہے۔

ایام حج میں عمرہ :

ایام حج یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک پورے سال میں یہ پانچ

دن ایسے ہیں کہ جن میں عمرہ کرنا ناجائز اور ممنوع ہے۔ ان پانچ دن کو چھوڑ کر پورے سال جب چاہیں عمرہ کر سکتے ہیں، ان پانچ دنوں میں عمرہ کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ ان ایام کو اللہ تعالیٰ نے مناسک حج ادا کرنے کے لئے خاص فرما دیا ہے، لہذا اگر کوئی ان ایام میں عمرہ کرنے میں لگ جائیگا تو مناسک حج صحیح طریقہ پر ادا نہیں کر سکیگا، اس لئے ان ایام میں عمرہ کرنا گناہ ہے۔

متمتع کا شہر حج میں بار بار عمرہ کرنا :

جو شخص متمتع کرتا ہے اس کا حج سے پہلے اشہر حج یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے عشرہ اول میں بار بار عمرہ کرنا کیسا ہے؟ تو رائج اور صحیح قول کے مطابق حج سے قبل مذکورہ ایام میں بار بار عمرہ کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور جن علماء نے یہ کہا ہے کہ متمتع ارکان عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد جب دوسرا عمرہ ادا کریگا تو متمتع باطل ہو جائیگا ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ جب دوسرا عمرہ کریگا تو اس دوسرے عمرہ کے ذریعہ متمتع ہو جائیگا اور جب تیسرا عمرہ ادا کریگا تو اس تیسرے عمرہ کے ذریعہ متمتع ہوگا علیٰ ہذا القیاس جتنے عمرے کریگا ان میں سے آخر والے عمرہ کے ذریعہ متمتع ہو جائیگا۔

اب انشاء اللہ حج کا احرام آپ آٹھویں ذی الحجہ کو باندھیں گے، اس وقت تک آپ مکہ معظمہ میں بغیر احرام کے رہیں گے، اس مدت کے ہر منٹ اور ہر سکنڈ کو نفیست سمجھیں، فضول اور لالی یعنی مشاغل میں وقت کا کوئی حصہ ضائع نہ کریں۔ مکہ معظمہ کے قیام میں جہاں تک ہو سکے مسجد حرام ہی میں زیادہ وقت گزاریں، کیا معلوم پھر عمر بھر یہ سعادت میسر آئے یا نہ آئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے ایک ساعت کے لئے مکہ مکرمہ کی گرمی کو برداشت کیا اس سے جہنم کی آگ سو سال دور ہو جائے گی۔ (الحجر العقیق)

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مکہ مکرمہ میں ایک دن بیمار ہوا تو اس کے لئے مکہ کے علاوہ دوسری جگہ کی ساٹھ سال کی عبادت کے برابر صالح عمل لکھا جائیگا۔

(البحر العمیق)

اس لئے خوب طواف کرو۔ حاجی کی حیثیت سے مکہ معظمہ میں آنے والا ہر شخص خدا کا مہمان ہے، ایسے کریم میزبان کی لازوال نعمتوں اور رحمتوں کی طلب میں ہر مہمان کا فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس کے در اقدس پر حاضری دیتا رہے اور یہ حاضری طواف ہے۔

باہر کے رہنے والوں کے لئے نفل طواف نفل نماز سے افضل ہے اور مکہ مکرمہ والوں کے لئے حج کے زمانہ میں نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے۔

دنیا میں جہاں کہیں بھی آپ ہوں ہر جگہ نماز، روزہ اور تلاوت وغیرہ کر سکتے ہیں لیکن طواف کی سعادت صرف خانہ کعبہ ہی میں میسر آ سکتی ہے چنانچہ اس نعمت کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھئے اور مکہ میں قیام کے دوران زیادہ سے زیادہ طواف کیجئے۔

دھوپ کی شدت اور بارش کی کثرت کے وقت طواف کی فضیلت بڑھ جاتی ہے، جاننے والے حضرات اسی فضیلت کو پانے کے لئے ایسی ساعات کے انتظار میں رہتے ہیں۔

بعض لوگ ہر نماز کے بعد طواف کرتے ہیں اور بعض حضرات مجمع میں طواف کرنے کو پسند فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کس کی برکت سے ہمارا طواف اور ہماری دعائیں بھی قبول ہو جائیں، رحمت الہی کسی ایک کی طرف متوجہ ہو اور ہم کو بھی نہال کر جائے۔

”و للناس فی ما یعشقون مذاہب“

پسند اپنی اپنی، آپ بھی اپنے پسندیدہ اوقات میں طواف کا اہتمام کیجئے، کلام اللہ کی تلاوت کا بھی اہتمام کیجئے، ایام حج آنے سے پہلے پہلے حرم شریف میں بیٹھ کر کم از کم ایک مرتبہ قرآن ختم کیجئے۔

دوسری بات جس کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ یہ کہ تمہاری یہاں کی حاضری آقائے نامدار، سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عظیم احسانات کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کی نیت سے طواف کرو اور اس پورے طواف میں کوئی دعا پڑھنے کے بجائے صرف ردو شریف پڑھو۔ ساتھ ہی ساتھ ہمت سے کام لیکر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ثواب کے لئے بھی کچھ طواف کرلو۔

مروحین کے لئے، محسنین کے لئے، رشتہ داروں کے لئے بھی طواف کرتے رہو اور ایام حج آنے تک فارغ وقت سے خوب فائدہ اٹھاؤ، یہ بات یاد رکھیے ہر طواف کے بعد طواف کی دو گنا ادا کرنا واجب ہے اسلئے ایک طواف مکمل کرنے کے بعد پہلے اس طواف کی دو گنا ادا کریں پھر دوسرا طواف شروع کریں، ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو اپنا طواف جاری رکھیں اور مکروہ وقت نکلنے کے بعد سب کی طرف سے دو دو رکعت نماز ادا فرمالیں۔

(فجر کی نماز کے بعد سے سورج طلوع ہو کر اونچے آنے تک، زوال کے وقت اور عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے) اگر آپ نے عصر کی نماز کے بعد طواف کرنا شروع کیا تو چونکہ عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اسلئے جتنے طواف کرنا چاہیں کرتے رہیں اور مغرب کی نماز

کے بعد ان تمام طوافوں کی طرف سے دو دو رکعت نماز ادا فرمائیں۔

حجاز مقدس میں عصر کی نماز حنفی وقت سے بہت پہلے پڑھی جاتی ہے، اگر حنفی لوگ اپنے وقت کا انتظار کریں گے تو وہاں رک رک کر کبھی بھی عصر کی نماز مسجد میں باجماعت نہیں پڑھ سکیں گے لہذا اگرچہ آپ حنفی ہیں، پھر بھی وہاں کے امام کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ لیا کریں۔ کیونکہ حنفیہ کے بڑے بڑے علماء اس کے جواز کے قائل ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول مشہور یہ ہے کہ دو مثل ہونے سے قبل عصر کی نماز نہ پڑھی جائے، لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول ثانی کے مطابق عصر کی نماز دو مثل سے پہلے پڑھنا جائز ہے۔ اور رأس الفقہاء حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ نے اہل حجاز کی طرح عصر کی نماز دو مثل سے پہلے ایک مثل مکمل ہونے کے بعد پڑھنے کو اہل ہند کے لئے بھی رائج قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹۹) اور علامہ علاؤ الدین حصکفیؒ نے درمختار میں حضرت امام طحاویؒ اور غرالاذکار اور برہان اور فیض کے حوالہ سے ایک مثل کے قول کو رائج، معمول بہ اور مفتی بہ نقل فرمایا ہے۔ نیز حضرت امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبائیؒ، امام زقرؒ، امام طحاویؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ سب کا مسلک عصر کی نماز ایک مثل کے بعد دو مثل سے قبل پڑھنے کا ہے۔ (درمختار کراچی ج ۱، ص ۳۵۹) لہذا حجاز مقدس میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول ثانی اور حضرت گنگوہیؒ کے فتویٰ اور ان تمام ائمہ مجتہدین کے مسلک کے مطابق عصر کی نماز اہل حجاز کے ساتھ باجماعت پڑھ لینا چاہئے اور حریم شریفین کی جماعت کی فضیلت سے اپنے آپکو ہرگز محروم نہیں کرنا چاہئے، نیز فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی جاتی ہے اس میں بھی بلاتامل شرکت کر لینی چاہئے۔ (ایضاح المناسک، ۱۲۸)

حرمین شریفین کے قیام میں ہر نماز حرم شریف میں امام حرم کے پیچھے ہی ادا کریں۔ مسجد حرام کی ایک نماز، ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور رمضان المبارک میں ستر لاکھ نمازوں کے برابر ہو جاتی ہے۔ اور مسجد نبوی کی نماز ایک روایت کے مطابق پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور رمضان المبارک میں پینتیس لاکھ نمازوں کے برابر ہو جاتی ہے اس لئے حرمین کی نمازوں کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

سیر و تفریح میں کہیں مسجد حرام کی نماز چھوٹ نہ جائے، کیونکہ مسجد حرام میں ایک دن کی جماعت سے ادا کی ہوئی پانچ نمازیں ایک کروڑ پینتیس لاکھ نمازوں کے برابر ہے، اسلئے کہ مسجد حرام کی ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور جماعت سے ادا کرنے کی وجہ سے ستائیس گنا بڑھ جاتا ہے اس لحاظ سے جماعت سے ادا کی ہوئی ایک نماز ستائیس لاکھ نمازوں کے برابر اور پانچ نمازیں ایک کروڑ پینتیس لاکھ نمازوں کے برابر ہو جاتی ہیں۔

سال کے اگر تین سو ساٹھ دن بھی مانے جائیں تو سال بھر کی ایک ہزار آٹھ سو اور سو برس کی ایک لاکھ اسی ہزار اور ہزار برس کی اٹھارہ لاکھ نمازیں ہوتی ہیں تو اگر کسی کی عمر حضرت نوح علیہ السلام کے برابر بھی ہو تو مسجد حرام کی صرف ایک نماز اس کی تمام عمر کی نمازوں سے افضل ہوگی۔

مذکورہ ثواب کی زیادتی صرف فرض نمازوں کے ساتھ مخصوص ہے، نوافل کا ثواب اتنا نہیں۔ نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ اسی طرح یہ ثواب صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کو لئے نہیں، ان کے لئے اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ مسجد حرام میں خاص ان مقامات پر نماز پڑھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے

جہاں جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہے۔ وہ مقامات حسب ذیل ہیں:

(۱) خانہ کعبہ کے اندر (۲) مقام ابراہیم کے پیچھے (۳) مطاف میں حجر اسود کے مقابل (۴) رکن عراقی کے قریب جو حطیم اور دروازہ کے درمیان واقع ہے۔ (۵) کعبہ کے دروازے کے پاس بیت اللہ کے سامنے جسکو مقام جبرئیل کہتے ہیں (۶) بیت اللہ کے دروازے کے نزدیک (۷) حطیم میں خصوصاً میزابِ رحمت کے نیچے (۸) رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (۹) رکن غربی کے نزدیک اس طرح کہ باب العمرہ اس کے پیچھے ہو (۱۰) مصلیٰ آدم علیہ السلام رکن یمانی کی جانب۔

عورتوں کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنے کا انشاء اللہ تعالیٰ اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا مردوں کو مسجد حرام میں پڑھنے کا ملتا ہے اور اگر عورتیں بھی مسجد حرام میں نماز ادا کرنا چاہیں تو وہیں نماز پڑھنے کا اہتمام کریں جہاں صرف عورتیں نماز پڑھتی ہوں۔

مسجد حرام میں نمازوں میں عورتوں سے اختلاط کا بہت اندیشہ رہتا ہے، خیال رکھیں کہ آپ کی بغل میں کوئی عورت کھڑی نہ ہو جائے ورنہ آپ کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ایک عورت کی وجہ سے تین آدمیوں کی نماز خراب ہو جاتی ہے (۱) عورت کے دائیں (۲) عورت کے بائیں (۳) عورت کے پیچھے والے، کل تین مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (ایضاح المناسک)

یہ بات بھی یاد رہے کہ جن مردوں کی نماز فاسد ہوتی ہے ان میں اجنبی ہو، عورتوں کا محرم ہو، عورتوں کے شوہر سب داخل ہیں، ان سب کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

حج کے موقع پر خاص طور پر مسجد حرام میں بہت زیادہ بدعنوانیاں ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے بہت سے مردوں کی نمازیں فاسد ہو جاتی ہیں البتہ مسجد نبوی میں

عورتوں کا انتظام الگ ہوتا ہے، نیز پورے سعودی عرب میں ہر مسجد میں عورتوں کے لئے الگ حصہ بنا ہوا ہوتا ہے، جہاں عورتیں امام کی افتدائیں نماز ادا کرتی ہیں، مگر عورتوں کا مردوں سے بالکل اختلاط نہیں ہوتا۔ عورتوں کے آنے جانے کے لئے راستہ بھی بالکل الگ ہوتا ہے۔ مردوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ عورتیں کدھر سے آتی ہیں اور کدھر جاتی ہیں۔ صرف مسجد حرام میں طواف کی ضرورت کی وجہ سے حکومت قابو نہیں کر سکتی ہے۔

نوٹ : بیت اللہ کی مسجد میں کعبۃ اللہ کے چاروں طرف نماز پڑھنی جائز ہے لیکن بیت اللہ کا سامنے ہونا ضروری ہے اگر بیت اللہ سامنے نہ ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ بیت اللہ سے فاصلہ پر بیت اللہ کی سیدھ کافی ہو جاتی ہے مگر قریب ہونے کی صورت میں ذرا سے فرق سے بھی بعض وقت استقبال نہیں رہتا، اگر قریب کھڑے ہونے کی صورت میں عین قبلہ کا استقبال نہ ہوتا ہو تو نماز نہ ہوگی۔ نماز میں صرف حطیم کا استقبال کافی نہیں ہے بلکہ کعبہ کا استقبال ضروری ہے، چاہے حطیم بیچ میں آجائے۔ یعنی نمازی کا رخ کعبہ مشرف کی طرف اس طرح رہے کہ اگر نمازی کے چہرے سے سیدھی لکیر کھینچی جائے تو بیت اللہ کے کسی حصہ سے گذر کر آگے چلی جائے، اسی علامت کیلئے پوری مسجد حرام میں پتھر کی لکیریں ترتیب سے لگائی گئی ہیں۔

اگر عورتوں کی صف آگے اور مردوں کی صف پیچھے ہو تو مردوں کی نماز نہ ہوگی۔

نفل نمازیں خوب پڑھیں، ذکر و تلاوت کے لئے اس سے بہتر کون جگہ ہو سکتی ہے؟ اگر کسی وقت فارغ بیٹھنا بھی ہو تو محبت اور عظمت کے ساتھ بیت اللہ شریف کو بار بار بار دیکھیں، رب العالمین کی یہ وہ تجلّی گاہ ہے جس کی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بیت اللہ پر روزانہ ۲۰ رحمتیں نازل فرماتے ہیں جن میں ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے ہیں چالیس نماز پر ہنے والوں کیلئے ہیں اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں کے لئے۔

حدیث کی رو سے جو آدمی بیت اللہ کا طواف بھی کرتا ہے، پھر مسجد حرام میں نماز بھی ادا کرتا ہے اور پھر بیٹھ کر کعبۃ اللہ کی زیارت بھی کرتا ہے وہ ان تمام یعنی ایک سو بیس رحمتوں کا مستحق ہوگا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے وہ ایک قدم اٹھا کر دوسرا قدم رکھنے نہیں پاتا اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اسکی ایک خطا معاف فرمادیتے ہیں ایک نیکی نامہ اعمال میں لکھ دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بیت اللہ کے پچاس طواف کرے تو وہ ”صغیرہ“ گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو جاتا ہے گویا اس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہو۔ (ترمذی شریف)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ مسلسل پچاس طواف کرنا ضروری نہیں، بلکہ ایک ایک دو دو کر کے پوری زندگی میں بھی پچاس کا عدد پورا کر لینے سے یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

کثرت سے عمرہ کرنا مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے مگر بمقابلہ زیادہ عمرہ کرنے کے کثرت سے طواف کرنا افضل ہے۔

کعبۃ اللہ کی عظمت اور رفعت کا اندازہ بس اسی سے کیجیے کہ خاتم الانبیاء والمرسلین سید الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی اس کا طواف

کرتے تھے اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا آپ کو حکم تھا اور اب قیامت تک کے لئے وہی اور صرف وہی خدا پرستوں کے لیے واحد قبلہ ہے۔

حج بیت اللہ

آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا اور منی کی جانب روانگی :

ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو یوم الترویہ کہتے ہیں۔ ترویہ کے معنی پانی پلانا ہے۔ چونکہ اس دن لوگ اونٹنیوں کو پانی پلایا کرتے تھے اس مناسبت سے اس تاریخ کو یوم الترویہ کہتے ہیں۔ (صحیح بخاری اردو، جلد ۱)

جن مبارک دنوں کی عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلایا تھا آگاہ ہو جاؤ وہ دن آگئے، یاد رکھنا یہی دن آپ کے مقدس سفر کی جان ہیں۔

آٹھ ذی الحجہ سے حج کے ارکان شروع ہو جاتے ہیں، آٹھویں ذی الحجہ کا سورج طلوع ہونیکے بعد احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ سے منی کے لئے روانہ ہونا ہے۔

منی جانے سے پہلے معلم کی بس کا نمبر اور منی میں آپ کا خیمہ نمبر کیا ہے؟ وغیرہ باتیں اچھی طرح معلوم کر لیں اور اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ رکھیں۔

حج کا احرام آپ اگرچہ آٹھویں ذی الحجہ سے پہلے بھی باندھ سکتے ہیں لیکن سہولت اسی میں ہے کہ آٹھویں کی صبح کو ہی باندھیں۔

حرم میں رہنے والے بھی آج ہی احرام باندھیں گے۔

آج کل معلمین حضرات ٹرانسپورٹ کی پریشانی، بھیڑ اور انتظامی سہولت کے پیش نظر عموماً آٹھویں کی رات میں عشاء کے بعد کبھی بھی مکہ مکرمہ سے منی لے جاتے ہیں، اگر اس طرح مجبوری ہو تو رات سے منی چلے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

احمد آباد، بمبئی یا اپنے مقامی ایر پورٹ پر احرام باندھنے سے پہلے آپنے جس طرح غسل کیا تھا اسی طرح غسل کیجیے، کسی وجہ سے غسل نہ ہو سکے تو صرف وضو کر کے احرام کی ایک چادر باندھ لیجئے اور ایک چادر اوڑھ لیجئے، اس معاملہ میں حج اور عمرہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

حج کا احرام حد و حرم میں کسی بھی جگہ سے باندھا جاسکتا ہے، اپنی قیام گاہ پر بھی باندھ سکتے ہیں۔

احرام باندھ کر مسجد حرام جائیں، اور بسمولت ہو سکے تو طواف تہیہ کریں (واضح رہے کہ یہ طواف فرض یا واجب نہیں ہے، اور اس طواف میں رمل اور اضطباع بھی نہیں ہے۔

اگر آپکے ساتھ کمزور، ضعیف، اور عورتیں ہیں اور دسویں ذی الحجہ ”یوم النحر“ میں صفامروہ کی سعی کرنے میں زیادہ ازدحام کے خیال سے پہلے ہی یعنی ۸ ذی الحجہ کو سعی کر لینا چاہتے ہیں تو اس کی بھی اجازت ہے، ایسی صورت میں احرام کے بعد ایک نفل طواف کریں اور اس طواف میں مرد احرام کی چادر دائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال دیں اور شروع کے تین چکروں میں بازو اور کندھے ہلاتے ہوئے تیز تیز چلیں۔ پھر طواف کی دو رکعت نماز پڑھ کر صفامروہ کی سعی کریں مگر سر نہ منڈوائیں، اس کے بعد منی روانہ ہو جائیں، پھر یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) کو صرف طواف زیارت کرنا کافی ہوگا، سعی کی ضرورت نہ رہے گی۔

ہاں مگر جو لوگ مضبوط اور جوان ہیں انہیں طواف زیارت میں کیا جانے والا رمل اور سعی پیشگی نہیں کرنا چاہئے، ایسے حضرات دسویں کے طواف زیارت ہی میں سعی وغیرہ کریں۔

نفل طواف کر کے سر ڈھانک کر دو رکعت واجب الطواف پڑھیں۔ اگر بھیڑ ہو یا کسی عذر کی وجہ سے نفل طواف کر نیکا ارادہ نہ ہو تو مکروہ وقت کی نگرانی کر کے اول دو رکعت تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھیں، اسکے بعد دو رکعت سنت احرام کی نیت سے پڑھیں، اسکے بعد سر کھول کے احرام کی نیت اس طرح کریں۔

اللَّهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ

ترجمہ: یا اللہ میں آپ کی رضا حاصل کرنے کے لئے حج کی نیت کر رہا ہوں آپ میرے لئے حج کی ادائیگی آسان فرما دیجئے اور میری جانب سے قبول فرمائیے۔
نیت کر کے حسب ذیل تلبیہ پڑھیں :

لَبَّیْكَ اللَّهُمَّ لَبَّیْكَ

لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ

اِنَّ الْحَمْدَ وَ النُّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكُ

لَا شَرِیْكَ لَكَ

میں حاضر ہوں میرے مولیٰ آپ کے حضور میں حاضر ہوں،

میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں، میں آپ کے حضور حاضر ہوں،

ساری حمد و ستائش کے آپ ہی سزاوار ہیں، اور ساری نعمتیں آپ ہی کی ہیں اور

ساری کائنات میں فرما روائی بھی آپ ہی کی ہے،

آپ کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

عمرہ اور حج میں جہاں جہاں تلبیہ پڑھنے کا ذکر ہے وہاں وہاں ایک مرتبہ پڑھنا

تو ضروری ہے اور تین مرتبہ پڑھنا سنت ہے۔

تلبیہ پڑھتے وقت دل میں یہ خیال جمائیں کہ ہزاروں سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے غلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اپنے بندوں کو حج کے لئے پکارا تھا، ہم اس پکار کا جواب دے رہے ہیں، ہمارا مالک وہ سن رہا ہے اور ہماری ظاہری حالت اور باطنی کیفیت کو دیکھ رہا ہے۔

تلبیہ کے بعد جو جی چاہے دُعا کیجیے، لیکن اس موقع پر خصوصیت سے آپ کو یہ دعا کرنی ہے:

اے اللہ! میں تیرے حکم کی تعمیل میں اور تیری رضا کے لئے اپنا ملک اور گھر بار چھوڑ کر تیرے در پر حاضر ہوا ہوں، اور حج کا احرام باندھا ہے، تو اپنی خاص مدد و توفیق سے صحیح طریقہ پر میرا حج ادا کرادے، اور اپنے خاص کرم سے اس کو قبول فرما اور حج کی خاص برکتوں سے سرفراز فرما، میں تجھ سے تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں، اور دوزخ سے اور تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ مجھے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور عافیت نصیب فرما اور میری ساری خطائیں معاف فرما۔

بس نیت کر کے اور تلبیہ پڑھ کے آپ محرم ہو گئے اور احرام کی وہ ساری پابندیاں آپ پر عائد ہو گئیں جو عمرہ کے احرام کے وقت تھیں۔ اب آپ دسویں تاریخ کو قربانی کر کے جب سر منڈوائیں گے یا بال ترشوائیں گے آپ کا احرام ختم ہوگا۔ البتہ طواف زیارت نہ کرنے تک عورت سے صحبت کی پابندی باقی رہی۔

اب آپ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، ذوق و شوق اور اللہ کی عظمت اور محبت کے اظہار کے ساتھ کثرت سے تلبیہ پڑھتے رہیں۔

عمرہ کے احرام کے بعد طواف شروع کرنے پر تلبیہ کا سلسلہ ختم ہوا تھا اور حج کے اس احرام کے بعد دسویں تاریخ کو جب آپ جمرہ عقبہ کی رمی کے لئے پہلی

کنکری مارنا شروع کریں گے اس وقت تلبیہ کا سلسلہ ختم ہوگا۔

منی کے لئے روانگی

آٹھویں تاریخ کو آپ نے حج کا احرام باندھ لیا، اب آج ہی آپکو منی جانا ہے، منی مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے تین میل دور ہے، پیدل جانا بھی کچھ مشکل نہیں ہے، ہمت ہو تو چل کر بھی جاسکتے ہیں ورنہ معلم کی بس سے ہی جانا بہتر ہے، مگر یہ یاد رکھیں کہ اب مکہ معظمہ آپکی واپسی بارہویں یا تیرہویں ذی الحجہ کو ہوگی اس لئے چار پانچ دن گزارنے کا ضروری سامان بھی اپنے ساتھ لے لیجئے، منی میں اچھا خاصا بازار ہوتا ہے، کھانے پینے کی وہ سب چیزیں وہاں مل جاتی ہیں جو مکہ معظمہ کے بازاروں میں ملتی ہیں اس لئے ایسی چیزیں باندھ کے لے جانے کی ضرورت نہیں۔

اپنی ساری رقم ساتھ لئے پھرنا کسی طرح مناسب نہیں، رقم کو اپنی رہائش گاہ پر الماری یا بکس میں مقفل اور محفوظ کر کے رکھنا چاہیے، یہ ممکن نہ ہو تو کسی بینک یا معتبر آدمی کے پاس جمع کروا کر حسب ضرورت لیتے رہیں، یا معلم کے دفتر میں جمع کر کے جمع کی رسید حاصل کر لیں۔

اپنی پوری رقم ساتھ میں رکھنا خطرہ سے خالی نہیں، ممکن ہے چوری کے ارادہ سے آنے والے حضرات کا آپ شکار ہو جائیں اور وطن سے دور سفر کی حالت میں تہی دستی سے سابقہ ہو اور مقروض ہو کر وطن واپس لوٹنا پڑے، اس لئے رقم کے معاملے میں ہر جگہ خوب احتیاط سے کام لیں۔

منی روانگی کے وقت معلم کی جانب سے آپکو ایک کارڈ دیا جائیگا، جس میں معلم کا نام، نمبر وغیرہ لکھا ہوا ہوگا اور یہ بات بھی لکھی ہوگی کہ منی میں آپ کو کس نمبر

کے خیمہ میں رہنا ہے، یہ کارڈ آپ کیلئے بہت ہی اہم ہوگا اس لئے اسکی حفاظت کرنا ضروری ہے۔

ایک کارڈ مکتہ :

منی جاتے وقت، اسی طرح منی سے عرفات جاتے وقت، وہاں سے مزدلفہ اور پھر وہاں سے منی روانہ ہوتے وقت آپ یہ خیال کرتے رہیں کہ میرا مولا اب مجھے وہاں حاضری دینے کا حکم دے رہا ہے، ہر روانگی کے وقت یہی خیال جما کر روانہ ہوا کریں، اگر دل کا یہ خیال آپ کو نصیب ہو گیا تو انشاء اللہ اس چلت بھرت اور دوڑ بھاگ میں آپ کو بڑی لذت محسوس ہوگی اور روزانہ کی بھاگ دوڑ میں آپ کو عجیب مزہ آئے گا۔

منی کے لئے سویرے ہی چل دیجئے تاکہ دھوپ میں تیزی آنے سے پہلے آپ وہاں پہنچ جائیں۔

وہاں پہنچ کر آپ کے معلم نے جس خیمہ میں آپکے ٹھہرنے کا انتظام کیا ہے وہاں آرام فرمائیں۔

افراد کی کثرت سے حدود منی تنگ ہو جائے تو قیام کہاں کیا جائے ؟

اگر حج کرنے والے اس قدر بڑھ جائیں کہ حدود منی میں قیام کے لئے جگہ باقی نہ رہے تو کیا ایسی صورت میں حدود منی سے متصل منی سے باہر قیام درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا اس سے معیت منی ”منی میں رات گزارنے“ کی سنت ادا ہو جائیگی یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قیام منی کے لئے حدود منی منصوص ہے، اسلئے اس حدود سے باہر قیام کرنے سے قیام منی کی سنت ادا نہیں ہوگی، اس لئے اگر حدود منی میں جگہ نہ ملے تو قیام منی اور معیت منی ترک کر دینا بلا کراہت جائز ہو جائیگا۔ نہ اس پر کوئی گناہ

ہوگا اور نہ ہی کوئی جرمانہ لازم ہوگا۔ اور ایسی تنگی کی صورت میں کہیں بھی رات گزارنا بلا کراہت جائز ہو جائیگا۔

منی میں اب ہزاروں خیمے فائر پروف ”آگ سے محفوظ“ اور عمدہ قسم کے بنا دئے گئے ہیں، جن میں ایر کولر ”ٹھنڈی ہوا پھینکنے والے پنکھے“ کا بھی انتظام ہوتا ہے، مگر یاد رہے کہ یہ سب خیمے ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں اس لئے حجاج کرام اپنے خیمے اچھی طرح پہچان لیں اور خیمے سے زیادہ دور نہ جائیں ورنہ گم ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے، اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ میں رکھیں۔

اگر آپ کسی ضرورت سے یارمی جمار کے لئے اپنے خیمے سے باہر جا رہے ہیں تو بآسانی اپنے خیمے تک واپس لوٹنے کا طریقہ جان لینا نہایت ضروری ہے، حکومت سعودیہ نے منی میں بے شمار راستے بنا دئے ہیں، اور ہر راستہ کی دونوں جانب بے شمار صدر دروازے بنائے ہیں اور ہر صدر دروازہ کے اوپر اونچے اونچے ستون بنائے ہیں، یہ ستون بہت دور سے نظر آتے ہیں اور ان ستونوں پر نمبرات لگا رکھے ہیں، یہی ستون منی میں آپکے رہبر ہیں اور ان پر لکھے ہوئے نمبرات سے آپ بآسانی اپنے خیمے تک پہنچ سکتے ہیں۔

مثلاً آپکے خیمہ کا نمبر (B-11) بی ۱۱ ہے، اگر صرف اس نمبر سے اپنا خیمہ تلاش کریں گے تو تلاش کرنا انتہائی مشکل ہوگا، کیونکہ بی ۱۱ نمبرات کے بے شمار خیمے ہوں گے، اسلئے آپ آپکے خیمہ کے آگے بنے ہوئے صدر دروازے کا نمبر یاد رکھیں اور پہلے اس نمبر پر پہنچیں، وہاں پہنچ کر اندر داخل ہو جائیں اب آپکے لئے اپنا خیمہ تلاش کرنا نہایت آسان ہوگا۔

مزید تفصیل کے لئے اس طرح سمجھیں کہ آپکے خیمے کے سامنے بنے ہوئے

صدر دروازے پر اگر 41/6 نمبر پڑا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا خیمہ 41 نمبر کے روڈ پر چھ نمبر کے صدر دروازے میں واقع ہے۔ پہلے ستونوں کی مدد سے 41 نمبر کا روڈ تلاش کریں پھر اس روڈ پر بنے ہوئے 6 نمبر کا صدر دروازہ ڈھونڈیں اور آئیں داخل ہو کر آپ کا خیمہ B-11 نمبر تلاش کریں، انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح آپ کو اپنا خیمہ آسانی سے مل جائیگا۔

ذیل کے نقشہ کی مدد سے مزید سمجھیں:

1	41/1	41/2	41/3	41/4	41/5
2	25/1	25/2	25/3	25/4	25/5
3	19/1	19/2	19/3	19/4	19/5
4	7/1	7/2	7/3	7/4	7/5
5	31/1	31/2	31/3	31/4	31/5

ایک نمبر کی لائن کا مطلب یہ ہے کہ یہ روڈ نمبر 41 ہے اور اسکے ساتھ لگے ہوئے نمبرات 1-2-3-4 اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے نمبر ہیں۔

دو نمبر کی لائن کا مطلب یہ ہے کہ یہ روڈ نمبر 25 ہے اور اسکے ساتھ لگے ہوئے نمبرات 1-2-3-4 اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے نمبر ہیں۔

تین نمبر کی لائن کا مطلب یہ ہے کہ یہ روڈ نمبر 19 ہے اور اسکے ساتھ لگے ہوئے نمبرات اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے ہیں۔

چار نمبر کی لائن کا مطلب یہ ہے کہ یہ روڈ نمبر 7 ہے اور اسکے ساتھ لگے ہوئے نمبرات اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے ہیں۔

پانچ نمبر کی لائن کا مطلب یہ ہے کہ یہ روڈ نمبر 31 ہے اور اسکے ساتھ لگے ہوئے

نمبرات اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے ہیں۔

اس نقشہ کو سمجھنے کے بعد آپ آسانی اپنی خیمے تک پہنچ جائیں گے اور منی میں آپ کو ملنے والے احباب کو اپنا مکمل پتہ بھی دے سکیں گے مثلاً آپ اس طرح بتائیں گے کہ ہمارا خیمہ 41/4 میں B-11 نمبر کا ہے، اگر وہ آدمی اس ترتیب سے واقف ہوگا تو بلا پریشانی آپ تک پہنچ جائیگا۔

آٹھویں ذی الحجہ کو منی میں کئے جانے والے اعمال :

آج منی میں کوئی خاص عمل آپ کو نہیں کرنا ہے، بس ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹، ذی الحجہ کی فجر کی نماز منی میں ادا کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے بھی پانچوں نمازیں منی میں ادا فرمائی تھیں اسلئے آج کا دن اور آج کی رات (یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن اور آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات) منی میں گزارنا ہی یہاں کا ایک عمل ہے۔ نمازوں کے وقت میں نمازیں پڑھئے، ذکر و تلاوت کیجئے، دعائیں کیجئے اور دوسروں کو بھی ان اعمال خیر کی ترغیب دیجئے۔ تبلیغ اور دعوت کا کام کرنے والے اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ مل کر اس سعادت عظمیٰ میں بھی ضرور حصہ لیجئے۔ اور اس وقت کو یاد کیجئے جب منی کے اسی میدان میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام اور کلمہ لے کر یہاں جمع ہونے والے لوگوں میں پھرا کرتے تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی طرف کو بلایا کرتے تھے۔ یہ عبادتوں کے دن ہیں، عبادتوں کی راتیں ہیں لوگ اپنے مالک کو یاد کرتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ منی وہ جگہ ہے جہاں صدیوں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام، اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے

اراوے سے منی لائے تھے اور انہیں سر کے بل لٹا دیا تھا۔
یا اللہ، عشق ابراہیمی کا ایکاد ذرہ ہمیں بھی عنایت کیجئے۔ آمین
حج کے دنوں میں منی میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے۔
نویں ذی الحجہ کو عرفات کے لئے روانگی :

نویں ذی الحجہ کی صبح سورج نکلنے کے بعد منی سے عرفات جانا ہے، عرفات منی سے تقریباً چھ میل کی دوری پر واقع ہے، اللہ کے بہت سے بندے یہ راستہ پیدل طے کرتے ہیں، بلکہ اس کا حق تو یہ ہے کہ سر کے بل طے کیا جائے، لیکن اگر آپ کو اپنے متعلق یہ اندیشہ ہو کہ پیدل جانے میں اتنے تھک جائیں گے کہ ذکر و دعا میں جوشناط و خوشدلی رہنی چاہئے نہ رہیں گی تو آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ آپ سواری سے جائیں، سواری سے آپ چند منٹ میں عرفات پہنچ جائیں گے۔
دیکھئے تلبیہ سے کبھی غفلت نہ ہو، راستہ میں تلبیہ پڑھتے چلیں۔

آج مغفرت کا دن ہے، آج یوم عرفہ ہے جو حج کا رکن اعظم ہے، مسئلہ کی رو سے میدان عرفات میں ۹، ذی الحجہ کی دوپہر سے ۱۰، ذی الحجہ کی صبح صاۓ تک کچھ دیر کا قیام حج کا رکن اعظم ہے، جس کے بغیر حج ادا نہیں ہوتا۔

زوال کے بعد وقوف عرفہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے اسلئے زوال کے بعد عرفات میں رہنا ضروری ہے۔ ممکن ہو تو زوال سے پہلے غسل فرمائیں تاکہ نشاۃ آجائے، ہاں مگر یاد رہے کہ غسل میں صابون کا استعمال کرنا اور بدن کا میل اتارنا منع ہے کیونکہ آپ حالت احرام میں ہیں، اگر غسل کے پانی کا انتظام نہ ہو یا عذر کی وجہ سے غسل نہ کر سکتے ہوں تو صرف وضو فرمائیں۔

فجر کی نماز کے بعد سے قافلے عرفات پہنچنا شروع ہو جاتے ہیں، یہاں

انسانوں کا ایک سمندر نظر آئیگا، جس میں آپ بھی شامل ہیں۔ اس سمندر کی موجیں ایک دوسرے کے ساتھ لہرائی آگے چلی جا رہی ہیں، اب نہ قومیت کی پروا، نہ زبان کا خیال، نہ رنگ کی پروا، نہ نسل کا خیال، سب ایک دوسرے سے کندھے ملائے عرفات کی جانب چلے جا رہے ہیں۔ یہ سب اللہ کے بندے ہیں، سب اللہ کے مہمان ہیں، ان سب کو اللہ نے بلا یا ہے، یہ سب اللہ کی پکار پر یہاں آئے ہیں۔

انسانوں کا یہ ٹھانھیں مارتا سمندر ظہر سے پہلے پہلے میدان عرفات پہنچ جائے گا۔ میدان عرفات میں پہنچ کر جبلِ رحمت پر نظر پڑتی ہے، یہی وہ پہاڑ ہے، جس کے قریب سرکارِ دو عالم ﷺ نے آخری حج کے موقع پر ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں سے خطاب فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کو خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع

خطبہ حجۃ الوداع بنی نوع انسان کے لئے ایک لازوال، جامع منشور اور لائحہ عمل ہے۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر یہ عظیم خطبہ اصول اخلاقیات اور ضوابط حسن معاشرت و مملکت کا ایسا فکر انگیز، دلاویز اور جامع دستور العمل ہے کہ جسمیں چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی کسی جہت سے کوئی ترمیم و اضافہ ممکن نہ ہو سکا اور نہ ہی آئندہ اس کا امکان ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبانِ مبارک سے فرمائے ہوئے یہ الفاظ واقعی حرفِ آخر ثابت ہوئے جو مستقل اور دائمی انسانی منشور کی حیثیت سے ہمیشہ مشعلِ راہ رہیں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ نے ایک طویل حدیث میں حجۃ الوداع کی تفصیل

بیان کی ہے، اس میں ۹، ذی الحجہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے قصویٰ ناقہ (قصویٰ نام کی اونٹنی) پر کجاواہ کسنے کا حکم دیا چنانچہ اس پر کجاواہ کس دیا گیا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر وادی عرفات کے درمیان آئے اور اونٹنی کی پشت ہی پر سے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا:

لوگو تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی ناحق کسی کا خون کرنا اور ناجائز طریقے پر کسی کا مال لینا ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔) بالکل اُسی طرح جس طرح آج یوم عرفہ کے اس دن میں ذی الحجہ کے اس مبارک مہینے میں مکہ مکرمہ نامی اس مقدس شہر میں (تم ناحق کسی کا خون کرنا اور کسی کا مال لینا حرام جانتے ہو) خوب ذہن نشین کر لو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی اب زمانہ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لیا جائیگا اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانے کے ایک خون یعنی ربیعہ ابن الحارث بن عبدالمطلب کے خون کے ختم اور معاف کئے جانے کا اعلان کرتا ہوں جو قبیلہ بنی سعد کے ایک گھرانے میں ”رضیع“ دودھ پی رہے تھے ان کو قبیلہ ہذیل نے قتل کر دیا تھا (ہذیل سے اس خون کا بدلہ لینا ابھی باقی تھا لیکن اب میں اپنے خاندان کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اس خون کا بدلہ نہیں لیا جائیگا)

اور زمانہ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات (جو کسی کے کسی کے ذمہ باقی ہیں وہ سب بھی) ختم اور سوخت ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنے سود کا مطالبہ نہیں کریگا) اور اس باب میں بھی، میں سب سے پہلے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت ہونے کا اعلان کرتا ہوں (اب وہ

کسی سے اپنے سود کا مطالبہ نہیں کریں گے) اور سارے سودی مطالبات آج سے ختم کر دئے جاتے ہیں۔

اور اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہنا اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم اور اس کے قانون سے ان کے ساتھ تمہارے لئے منع حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر میں آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس آدمی کو اس کا موقع نہ دیں۔ لیکن اگر وہ ایسی غلطی کر بیٹھیں اور تم (متنبیہ اور آئندہ سذباب کے لئے انہیں کچھ سزا دینا مناسب سمجھو) تو خفیف سی سزا دے سکتے ہو۔ اور ان کا خاص حق تم پر یہ ہے کہ تم اپنے مقدور اور حیثیت کے مطابق ان کے کھانے پہننے کا بہتر بندوبست کرو۔

اور میں تمہارے لئے وہ سامان ہدایت چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس سے وابستہ رہے اور اس کی پیروی کرتے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ ہے ”کتاب اللہ“۔

اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے تم کو اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام پہنچائے یا نہیں) تو بتاؤ کیا جواب دو گے؟۔ حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام ہم تک پہنچا دیئے۔ اور رہنمائی اور تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور نصیحت اور خیر خواہی میں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اس پر آپ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھا کر لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ

یعنی اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچادیئے اور تیرے یہ بندے میری تبلیغ کا اقرار کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم - معارف الحدیث)

عرفات وہ عظیم الشان میدان ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کا جدائی کے بعد ملاپ اور تعارف ہوا تھا۔ یہی تعارف عرفات کی وجہ تسمیہ بتائی جاتی ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے، تو ۹ ذی الحجہ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کو ایک پہاڑی پر لے گئے، ٹھیک اسی وقت ماں حضرت حوا علیہا السلام بھی حضرت آدم علیہ السلام کی تلاش میں وہاں آ پہنچی، وہیں دونوں کی ملاقات اور تعارف ہوا اسی تعارف کی وجہ سے اس کو عرفات اور اطراف کے میدان کو میدان عرفات کہا جاتا ہے۔

۹ ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد تکبیرات تشریق شروع ہو جاتی ہیں، منیٰ اور عرفات دونوں جگہ فرض نمازوں کے بعد ایک بار بلند آواز سے تکبیر تشریق پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ.

اللہ سب سے بڑے ہیں، اللہ سب سے بڑے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (عبادت کے قابل) نہیں، اللہ سب سے بڑے ہیں، اللہ سب سے بڑے ہیں، اور جملہ تعریفات کی مستحق ذات ایک اللہ ہی کی ہے۔
تکبیر تشریق :

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کیا جا رہا تھا اور حضرت جبریل امین علیہ السلام مینڈھا لیکر تشریف لارہے تھے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذبح میں عجلت محسوس کرتے ہوئے فرمایا، اللہ اکبر اللہ اکبر۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمانی قربانی کو دیکھا تو فرمایا، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا، اللہ اکبر واللہ الحمد۔ (شامی کراچی، ج ۲، ص ۱۷۸)

۹، ذی الحجہ کی فجر سے ۱۰، ذی الحجہ تک فرض نماز کے بعد پہلے تکبیر تشریق اور پھر تلبیہ پڑھیں، چونکہ تلبیہ دسویں تاریخ کی رمی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے اس لئے باقی ایام میں (یعنی ۱۳، ذی الحجہ کی عصر تک) صرف تکبیر تشریق پڑھیں۔

ایام تشریق میں نماز کے بعد اگر اول تلبیہ پڑھ لیا تو تکبیر ساقط ہو جائیگی۔

۹، ذی الحجہ کو فجر کی نماز اسفار میں یعنی خوب اجالے میں پڑھیں اور جب سورج نکل آئے تو عرفات کو روانہ ہو جائیں۔

۹، ذی الحجہ کے سورج نکلنے سے پہلے عرفات جانا خلاف سنت ہے۔

میدان عرفات کا آج عجیب و غریب منظر ہے، انسانوں کا ایک جنگل، جنگل میں منگل، لاکھوں انسان دو بے سلی چادروں میں ملبوس، شاہ و گدا ایک لباس میں، جہاں تک نظر کام کرتی ہے خیمے اور شامیانے ہی نظر آتے ہیں، جو بھی نظر آتا ہے دو سفید چادروں میں، معلوم ہوتا ہے آج فرشتوں نے اللہ کی یہ زمین بسا رکھی ہے، سفید براق لباس، نورانی صورتیں، ذکر سے زبانیں تر ہیں اور لبیک لبیک کی صدا میں مسلسل گونجتی ہوئی پہاڑوں سے ٹکراتی ہیں۔

عرفات میں کثرت حجاج کو دیکھ کر محشر کے دن کا تصور کریں اور اپنی دینی حالت درست کرنے کی فکر میں لگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے قوی امید

رکھیں کہ جب اس نے دنیا میں اپنے مکان کی زیارت نصیب فرمائی اور وقوف عرفہ کی سعادت بخشی، تو آخرت میں بھی اپنے دیدار سے محروم نہیں فرما کیگے، ہر مقام پر اس یقین کے ساتھ دعا مانگیں کی اللہ تعالیٰ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

عرفات پہنچ کر اپنے خیمے میں قیام کیجئے، اور زوال سے پہلے کھانا، پینا وغیرہ ضروریات سے فارغ ہو جائیے۔

عرفات کا میدان ایک عظیم الشان لُح و دُح میدان ہے، اس کی حدود پر چاروں طرف نشانات لگوا دئے گئے ہیں، تاکہ وقوف میدان عرفات سے باہر نہ ہو۔ عرفات میں جس طرف سے داخل ہوتے ہیں وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کی ہوئی ایک مسجد ہے، یہی مسجد نمبر کہلاتی ہے۔

یہ میدان عرفات کی وسیع و عریض مسجد ہے، جس میں اتنی نوے ہزار آدمی ایک ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں، یہ مسجد دو منزلہ ہے۔ حجاز مقدس میں تین مسجدیں بہت بڑی ہیں۔ (۱) مسجد حرام (۲) مسجد نبوی ﷺ (۳) مسجد نمبر۔ (ایضاح المناسک، ۴۵)

میدان عرفات میں زوال سے قبل توبہ و استغفار میں مصروف رہیں۔ مسئلے کی رو سے آپ کو ظہر اور عصر کی نماز عرفات میں ادا کرنی ہے۔ زوال کا وقت گزرتے ہی مسجد نمبر کے امام صاحب ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھاتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عرفات میں امام کے پیچھے تو ظہر اور عصر ملانے کے قائل ہیں، البتہ تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں ملانے کے قائل نہیں ہیں۔ جو حضرات مسجد نمبر کے بہت قریب ہوں وہ ہی مسجد نمبر جانے کی کوشش کریں۔ اور جو حضرات دور ہوں وہ مسجد نمبر جانے کی کوشش نہ کریں، کیونکہ عرفات

کا میدان دور تک پھیلا ہوا ہے اور ایک ہی شکل کے لاتعداد خیمے ہونے کے سبب اکثر حضرات اپنے خیمے میں واپس پہنچنے کے بجائے بھٹک جاتے ہیں اور بہت تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اس لئے اپنے خیمے میں جماعت سے نماز پڑھ لینا ہی بہتر ہے، اذان ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے خیموں میں جمع ہو کر اپنے اپنے امام کے پیچھے ظہر کے وقت میں ظہر کی نماز ادا کرتے ہیں اور عصر کے وقت میں عصر کی نماز پڑھتے ہیں۔

فی زمانہ بہتر یہی ہے کہ اپنے خیمے میں روزانہ کی طرح ظہر اور عصر کی نماز اپنے وقت میں پڑھی جائے۔

اگر وقوف عرفہ جمعہ کے دن ہو تو عرفات کے میدان میں شہر نہ ہونے کی وجہ سے جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لئے وہاں ظہر ادا کریں۔

زمین کے تھوڑے سے حصہ میں ۳۰ لاکھ انسانوں کا ایک شہر آباد ہو گیا ہے، ایک ایسا شہر جس کے ہر فرد کا لباس ایک، جس کے ہر فرد کے لب پر نام ایک، اور جس کے ہر فرد کے دل میں آرزو بھی ایک کہ یا اللہ میری توبہ قبول کر لے۔ اور میرے گناہوں کو معاف فرما دے۔ یہ دنیا بھر سے آنے والے انسانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہے جو ہر سال ہوتا ہے اور قیامت تک ہوتا رہیگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

وقوف عرفات کا وقت عرفہ کے دن زوال آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر وقوف میں مصروف ہو جائیں۔

سایہ کے بجائے دھوپ میں وقوف کرنا بہتر ہے، ہاں اگر کسی ضرر یا بیماری کا اندیشہ ہو تو سایہ میں اور خیمہ میں بھی وقوف کیا جاسکتا ہے۔

ہو سکے تو قبلہ رخ کھڑے ہو کر پورا وقت یعنی مغرب تک وقوف کیجیے۔ اگر

پورا وقت کھڑے رہنا مشکل ہو تو جتنی دیر کھڑے رہنے کی طاقت ہو، کھڑے رہیے۔ ضرورت ہو تو وقوف کے وقت بیٹھنا بلکہ لیٹنا بھی جائز ہے۔

عرفات کے یہ چند گھنٹے (ظہر سے غروب آفتاب تک) سارے حج کا پنجوڑ ہیں، خدا کے لئے اس کا ایک لمحہ بھی غفلت میں ضائع نہ کریں، یہاں کا خاص الخاص وظیفہ دعا اور استغفار ہے لیکن ہم جیسے عوام کے لئے دیر تک دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ صرف دعا میں مشغول رہنا اور اس میں توجہ الی اللہ کا قائم رہنا مشکل ہے اس لئے اپنے ذوق کے مطابق ذکر و تسبیح، تکبیر و تہلیل اور تلاوت کا بھی شغل رکھیے اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے تلبیہ بھی کہتے رہیے۔

جب دھوپ ہلکی پڑ جائے تو تلبیہ پڑھتے ہوئے جبل رحمت کی طرف جائیے (جبل رحمت میدان عرفات ہی میں وہ جگہ ہے جہاں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے وقوف فرمایا تھا) یہاں بھی دل کھول کر اپنے رب سے دعائیں کیجئے۔

حج میں جانے والے جن بندے/بندیوں کی نظر سے یہ اوراق گزریں ان سب سے اس عاجز محمد اقبال فلاحی اور مترجم غفر لہما کی عاجزانہ التجا ہے کہ انکے لئے بھی موت تک دین و ایمان پر ثابت قدم رہنے، دین کی جدوجہد سے وابستہ رہنے اور مرنے کے بعد مغفرت و جنت کے حصول کی دعا فرمائیں، آپ کا بڑا احسان ہوگا۔

”وقت پر بھول نہ جانا یہ ذرا یاد رہے“

یہ وقت اور یہ مقام دعاؤں، مناجاتوں اور توبہ و استغفار کی قبولیت کا ہے، ایسا مبارک وقت زندگی میں بار بار نہیں آتا، اور میدان عرفات جیسی مقدس جگہ بھی

کہیں نہیں مل سکتی، پتہ نہیں زندگی میں دوبارہ اس بارگاہِ رحمت میں حاضری کا موقع نصیب ہوتا ہے یا نہیں، اسلئے ہر عادل سے مانگیں اور خوب رو دھو کر مانگیں۔
کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لاکھوں اور کڑوروں انسان اس مقدس فریضہ حج کو ادا کرنے کی تمنا کرتے کرتے دنیا سے رخصت ہو گئے اور اپنی زندگی میں یہاں پہنچ نہ سکے۔

اسی لئے ”گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں“ والی نصیحت یاد رکھ کر ان اوقات کو خوب وصول کیجئے، اور ضائع ہونے سے بچائیے۔

مطاف، مقام ابراہیم، ملتزم، رکن یمانی، حطیم، زم زم شریف، بیت اللہ شریف، صفا، مروہ، مسعی یعنی ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان کی وہ جگہ جہاں سعی کی جاتی ہے، پھر عرفات، مزدلفہ، اور منی میں جمرہ اولیٰ اور جمرہ وسطیٰ کے قریب، یہ سب دعاؤں کی قبولیت کے خاص الخاص مقامات ہیں، جہاں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام، خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد ﷺ اور ان کے علاوہ اللہ ہی جانتا ہے کہ اسکے کتنے پیغمبروں، نبیوں اور ولیوں نے اپنے اپنے ذوق اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق کیسے کیسے الحاج اور اجتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی ہیں اور کیسے تڑپتے ہوئے دل سے اس کو یاد کیا ہے۔

آپ بھی انشاء اللہ ان مقامات پر پہنچیں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں گے، اس لئے ان مقامات کی دعاؤں سے متعلق احقر کا ایک مشورہ قبول کیجئے کہ ان جگہوں پر جہاں آپ اور دعائیں کریں، ایک دعا یہ بھی ضرور کیجئے:

اے اللہ تیرے برگزیدہ اور مقبول بندوں نے اس مقام پر تجھ سے جو جو دعائیں کی ہیں اور جن جن چیزوں کا تجھ سے سوال کیا ہے، اے میرے نہایت رحیم و

کریم پروردگار! میں اپنی نااہلیت، نالائقی اور سیاہ کاری کے اقرار کے ساتھ تیری شانِ کرم کے بھروسہ پر ان سب چیزوں کا اسی جگہ تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور جن چیزوں سے انہوں نے اس مقام پر تجھ سے پناہ مانگی ہے ان سب چیزوں سے اس جگہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اے اللہ اس خاص مقام کے انوارات و برکات سے مجھے محروم نہ فرما، اور یہاں حاضر ہونے والے اپنے اچھے بندوں کو آپ نے جو کچھ عطا فرمایا ہے، یا جو کچھ عطا فرمانے والے ہیں، مجھے بھی اس میں شریک فرما دیجئے اور اس کا کوئی حصہ مجھے بھی نصیب فرما دیجئے، آپکے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے۔

اگر یاد رہے تو احقر محمد اقبال فلاحی اور مترجم غنی عنہما کو بھی اپنی دعاؤں میں ضرور شریک فرمائیں۔

وقوف عرفات کی دعائیں

یہ دعائیں قرآن پاک کی آیتوں اور ماثور و مقبول دعاؤں کا اُردو ترجمہ ہے جو یہاں اس لئے دیا جاتا ہے تاکہ ہر شخص سمجھ کر اور دل لگا کر پڑھے۔ زبانوں کو پیدا کرنے والا پروردگار آپ کی زبان کو بھی جانتا اور سمجھتا ہے، انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ اس کو پڑھیں۔ دل اور آنکھیں بھی دعا میں زبان کا ساتھ دیتی رہیں۔

اے میرے اللہ! تو نے ہمیں دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور ہماری دعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے، تو نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ ”مجھ سے مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔“

اس لئے اے ہمارے اللہ! ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما، ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرما۔ اور اپنے رحم و کرم سے ہمارے تمام کاموں میں آسانیاں پیدا فرما۔

اے اللہ! میں اس مبارک سفر میں اور اس مبارک میدانِ عرفات میں آپ سے آپکی دانگی خوشنودی اور رضامندی کے ساتھ ہر قسم کی آسانی اور سہولت کا طلب گار ہوں، آپ ہی ہمارے رفیق و مددگار ہیں، آپ ہی ہمارے بال بچوں اور گھردالوں کے محافظ و نگہبان ہیں۔ اس سفر کی ہر کوشش کو قبول فرما کہ ہر کام میں نیک نیتی عطا فرمائیے، میں اس میدانِ عرفات میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ آپ کے بوا میرا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ آپکے خاص بندے، اور برحق رسول اور پیغمبر ہیں۔

اے دنیا و آخرت کے مالک! اے بے پناہ رحمت و بخشش والے! مجھ پر آپکی بے شمار نعمتیں ہیں جن میں کی کسی بھی نعمت پر آپ کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکا ہوں، اے رحم و کرم والے آقا، مجھے فقر و تنگدستی سے ذلیل نہ فرما، قرض کی بدنامی سے بچا۔ اور جو نعمتیں آپ نے مجھے دی ہیں وہ مجھ سے واپس نہ لے لیجئے۔ صحت و عافیت کی زندگی عطا فرما، اپنی تمام نعمتوں پر آپ کو یاد کرنے، آپ کا شکر یہ ادا کرنے اور عبادت کا حق ادا کرنے میں میری مدد فرمائیے، ہر قسم کے شر، فساد اور اس زمانہ کے فتنوں سے میری اور تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائیے، آپ ہی اپنے بندوں پر رحم فرماتے ہیں۔

اے ہمارے اللہ! ہماری نماز، ہمارا حج، ہماری زکوٰۃ، ہمارے روزے، ہماری قربانی، ہماری زندگی اور موت صرف آپ ہی لئے ہے، میں آپ سے آپکی

رضا، رحمت، اور خوشنودی کا طلب گار ہوں، یہ سب کچھ میری عاجزانہ کوشش ہے اور آپ ہی پر میرا بھروسہ ہے۔

اے میرے اللہ! میں اس وقت آپ کی پاک سرزمین اور رحمت کے زیر سایہ ہوں، یہ وقت آپ کی رحمت، مغفرت اور بخشش کا ہے، توبہ کرنے، گناہ معاف کرانے اور آپ کے کرم و احسان کی امید کا ہے، ہماری دعاؤں کے سننے اور قبول کرنے کا یہ خاص مقام ہے۔ ہر شخص اپنی دعائیں آپ کے دربار میں پیش کر رہا ہے اور آپ ہی اپنی رحمت سے ان کو قبول کرنے والے ہیں، اس میدانِ عرفات میں (جو آپ کی تجلیات اور برکتوں کے ظہور کا خاص دن اور مقام ہے) میری اس حاضری کو میری عمر کی آخری حاضری نہ فرما، اور بار بار یہاں حاضری کی سعادت و نعمت نصیب فرما۔

اے اللہ! ہمیں ہدایت نصیب فرمائیے، ہمارے ظاہر و باطن کی اصلاح فرمائیے، تاکہ ہم گمراہیوں سے دور رہیں، اور ہمیں تیرے اُن مقبول بندوں میں شامل فرما جو سچے دل سے ایمان لائے ہیں۔ آپ پاک اور بے عیب ہیں، ہم آپ کی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔ ہم آپ کی نعمتوں کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ آپ ہی سب سے زیادہ رحیم و کریم ہیں اور ہر مانگنے والے کو مراد دینے والے ہیں۔ اے کریم آقا! ہمیں عافیت و سلامتی عطا فرمائیے، اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائیے۔ ہماری یہ زندگی آپ کی امانت ہے۔ موت کے بعد ایمان کے ساتھ ایسی حالت میں آپ کے سامنے حاضر ہوں کہ آپ ہم سے ہر طرح خوش اور راضی ہوں۔ آپ کے سوا ہمارا کوئی مالک اور پالنے والا نہیں، اور آپ کے سوا عبادت کے لائق بھی کوئی نہیں۔ اس مبارک کلمہ توحید پر میری

زندگی ختم فرمانا :

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

آپ ہی آسمانوں اور زمینوں کے بنانے والے اور دنیا و آخرت میں ہمارے مالک و مددگار ہیں، اس دعا کو قبول فرما کر سچے مسلمانوں کی طرح میرا انجام بخیر فرمائیے اور آپ کے نیک اور مقبول بندوں کی رفاقت حاصل فرمائیے، آپ نے ہر چیز کو اپنی رحمت میں لے رکھا ہے، آپ ہر چیز سے باخبر ہیں۔ آپ کی بتائی ہوئی راہ پر ہمیشہ چلنے، گناہوں سے بچنے اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آپ نے ہمیں جتنا علم دیا ہے، ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے، آپ ہی سب کچھ جاننے والے ہیں، میں آپ سے دین و دنیا کی ہر طرح کی خیر، ہر آفت سے سلامتی اور ہر مصیبت سے عافیت کا اُمیدوار ہوں۔ اپنے گناہوں کی معافی کے ساتھ آپ کے غضب اور دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اے اللہ! میرے سُننے، میرے سمجھنے اور دیکھنے کی قوت کو ہمیشہ قائم رکھ اور میرے دل کو اپنے نور سے بھر دے، مجھے مال و دولت کے شر اور اس کی برائیوں سے اپنی حفاظت میں رکھ، فقر اور تنگدستی کی ذلت اور برے انجام سے مجھے بچا۔ دل کی تار بکی، قبر کی تختی اور عذاب سے اپنی پناہ میں رکھ۔ آپ کے سوا کوئی بچانے اور نجات دینے والا نہیں۔

اے اللہ! میری التجا ہے کہ ہر وقت آپ کی عبادت، آپ کی بندگی اور ہر حال میں آپ کی تابعداری کا حق ادا کروں، قرآن پاک کی تلاوت کو میرے دل کی بہار،

میری آنکھوں کا نور اور میرے رنج و غم کو دور کرنے کا ذریعہ بنا دیجئے

اے اللہ! آپ اپنے کسی بندے پر اس کی طاقت اور برداشت سے زیادہ
بار نہیں ڈالتے۔ ہر ایک جو کچھ کرے گا، اس کا نتیجہ پائے گا اور اپنے کئے کو بھگتے
گا۔ اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہماری گرفت نہ فرمائیے۔ ہمیں ہر قسم کے
کفر و نفاق، باہمی مخالفت، بداخلاقی، بدنیتی سے اپنے حفظ و امان میں رکھ۔ دل
میں پیدا ہونے والے بُرے خیالات، اپنے کاموں کی ابتری اور زندگی میں ہر بلا
اور مصیبت سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، آپ ہمیں اچانک اور بے خبری میں ہلاک نہ
فرمائیے، ہمیں یکا یک اپنی پکڑ اور گرفت میں نہ لیجئے۔ ہم کو حق ادا کرنے، حق بات
ماننے اور حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ایسے علم سے جو آخرت میں کام نہ آئے اور ایسے عمل سے جو
آپ کے یہاں قبول نہ ہو اور ایسے قلب سے جو آپ کی یاد سے غافل رہے اور ایسی نفس
پرستی سے جس کی حرص و ہوس کسی طرح کم نہ ہو اور ایسی دُعا سے جو آپ کے یہاں
قبول نہ کی جائے میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اے اللہ! آپ پاک اور ہر طرح سے بے عیب ہیں، ہم آپ کی عبادت،
آپ کی فرمانبرداری اور آپ کی نعمتوں کی شکرگذاری نہیں کر سکتے۔ آپ اپنی محبت اور
ایمان کو ہمارے دلوں کی زینت بنا دیجئے، ہمیں بد اعمالی اور سرکشی سے بچائیے۔
دین و دنیا میں اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کے لئے جو کچھ آپ نے مجھے
دیا ہے، ان سب کے لئے آپ کی رحمت اور پردہ پوشی کا طلب گار ہوں۔ مجھے اُس
دن اپنے عذاب سے بچانا جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندگی دے کر
اٹھائیں گے۔

اے اللہ! آپ ہی ہماری تمام ضرورتوں اور کاموں کو پورا کرنے والے، دنیا و آخرت میں ہمارا مرتبہ بلند کرنے والے، ہماری درد بھری آواز کو سننے اور ہماری دعاؤں کو قبول کرنے والے ہیں۔ اے سب کچھ جاننے والے، ہمارے ذلوں کو پاک کر دیجئے۔ ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائیے۔ ہمارے گھر والوں اور تمام مسلمان بھائیوں کو مصائب، پریشانی اور آفات سے اپنے حفظ و امان میں رکھیئے۔ اے بیکسوں کی سننے والے! ہم سب کو پھیلنے والی بیماریوں، خاص طور سے لاعلاج بیماریوں، بلاؤں، قحط، گرانی اور امراض خبیثہ سے بچائیے اور ہر قسم کے کھلے ہوئے یا پوشیدہ گناہوں اور ناپسندیدہ کاموں سے ہماری حفاظت فرمائیے۔

اے اللہ! مسلمان اپنی بد اعمالی، سرکشی اور گمراہیوں کی بدولت ہر جگہ مصیبت اور آزمائش میں مبتلا ہیں، اے پریشان حالوں کی دعا قبول کرنے والے! ہمارے گناہوں کی پاداش میں ہم پر ایسے لوگوں کو غالب اور برسرِ اقتدار نہ فرما جو آپ سے نہ ڈریں اور ہم پر رحم نہ کریں۔

اے ہمارے اللہ! جو آپکی راہ میں سر بکف ہیں، صبر و ہمت سے آپکے دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں، آپکا نام بلند کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، جو دین کی خدمت و مدد کر رہے ہیں، اور وہ مسلمان جو آپکے دشمنوں کے مُلک میں بے کس اور بے بس ہیں، آپکے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں، بے یار و مددگار اور مظلوم ہیں، اے زبردست قدرت والے اللہ! اپنی رحمت و کرم سے ان سب کی مدد فرما۔ اسلام اور مسلمانوں کو عزت، قوت اور برتری عطا فرما۔ دین کا نام بلند فرما، جو آپکے دین کی سچی خدمت و مدد کرتے ہیں اُن کی تائید و مدد فرما اور جو

مسلمان کو ذلیل کریں، اُن کو ذلت و خواری میں مبتلا فرما۔ اے مدد چاہنے والوں کے زبردست مددگار، اے مظلوموں کی فریاد سننے والے! ہماری حفاظت فرما۔ ہمیں نصرت و کامیابی عطا فرما۔ اے ہمارے اللہ! اے عزت و عظمت کے مالک! اے ہمیشہ قدرت و اختیار رکھنے والے! اے حکم و ارادے کو فوراً کرنے والے! ان کافروں اور مشرکوں پر لعنت اور اپنا غضب نازل فرما جو آپ سے ہمارا تعلق ختم کرنا چاہتے ہیں، آپ کے چاہنے والوں اور آپ کے ان بندوں کی خوں ریزی کرتے رہتے ہیں، جو حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں، اے دلوں کے مالک آپ ہمارے دشمنوں کی مدد کرنے والوں میں جدائی اور اختلاف پیدا کر دیجئے اور دشمنوں کی ہر جماعت کے ٹکڑے کر دیجئے۔

اے اللہ! حضرت محمد ﷺ کے تمام دشمنوں پر اپنا وہ غضب و عذاب نازل فرمائیے جس سے کسی ظلم و ستم کرنے والے کو کبھی پناہ نہ مل سکی۔ وہ ظالم جنہوں نے بے گناہ مسلمانوں کی خونریزی کی، ان کے مال و دولت پر قبضہ کیا، ان کی آبرو پر دست درازی کی، آپ ہی ہماری جانب سے ان دشمنوں کا مقابلہ کیجئے، ان کے شر و فساد سے، ان کی سازشوں سے، ان کے خطرناک ارادوں سے ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھیئے۔

اے اللہ! ہمیں، ہماری اولاد اور متعلقین کو ان بے حیائیوں اور بلاؤں سے جو ہمارے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں محفوظ فرمائیے، جن سے ہمارا ایمان کمزور اور بصیرت ختم ہو گئی ہے، اور جس سے ہم ہر قسم کے گناہ میں پھنستے چلے جا رہے ہیں، یا اللہ ہماری حالت روز بروز ابتر ہوتی جا رہی ہے، ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ہماری دعاؤں کے لئے قبولیت کے دروازے کھول دے۔ آپ ہی ہر پریشان حال اور بے

قرار کی دعا کو قبول کرتے ہیں۔ اے بے پناہ قدرت و عظمت والے پروردگار! ہم کو دوسری قوموں کا لقمہ تر نہ بنا، ہم کو کثرت تعداد کے باوجود خس و خاشاک کی طرح سیلاب بہا کر نہ لے جائے۔ ہمیں وہ ایمانی قوت عطا فرما جس سے ہمارے دشمنوں کے دلوں پر ہماری ہیبت اور زعب قائم رہے۔ ہمارے دلوں میں کمزوری اور خوف پیدا نہ ہو، اور ہمارے دلوں پر دنیا کی محبت غالب نہ آئے۔

اے اللہ! رحمۃ للعالمین محمد الرسول اللہ ﷺ کے دین کی تائید و حفاظت فرمائیے۔ دین کی مدد کرنے والوں کی نصرت فرمائیے، اور جس نے اسلام اور مسلمانوں کی تیغ کٹی، توہین اور بے عزتی کی، آپ اسے ذلیل و خوار فرمائیے۔

اے اللہ! آپ جبار و قہار ہے، اپنا غضب، اپنا عذاب اور ہر قسم کی بلائیں اپنے دشمنوں پر نازل فرما، اُن کے دلوں میں خوف و دہشت پیدا فرما، ان کی شکل و صورت کو بگاڑ دے۔ آپ ہی ہمارے دکھ درد کو سن سکتے ہیں، آپ ہی سے ہم مدد کے طلب گار ہیں، آپ کے سوا ہمارا کوئی معین و مددگار نہیں۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کی اصلاح فرما دیجئے، ہم میں باہمی محبت و ہمدردی پیدا کر دیجئے اور آپس کے جھگڑوں، ایک دوسرے کی اذیت، بغض و عداوت سے محفوظ فرمائیے۔ ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ محبت کا تعلق اور بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں، اس میدانِ رحمت میں اپنے گناہوں کی معافی کی امید لے کر آئے ہیں۔ ہمیں اپنی رحمت سے محروم نہ فرمائیے۔ آپ بڑے رحیم و کریم ہیں۔ ہمارے حال پر رحم و کرم فرمائیے۔ اور ہر قسم کے گناہ سے حفاظت فرمائیے، تاکہ ہم آپ کے عذاب سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔

اے اللہ! ہمارے ملک اور ہمارے وطن ہندوستان کی بھی حفاظت فرمائیے، اسے اپنی امان میں رکھیے، دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھیے۔ اے رب العزت! اگر کچھ لوگ ملک میں بد امنی، انتشار اور عصیت پھیلانا چاہتے ہوں تو انہیں اپنے ناپاک ارادوں سے باز رکھیے اور ان کے دلوں میں ملک کی محبت، ملک کے استحکام اور بقا کے لئے کام کرنے کا جذبہ پیدا فرمائیے۔

اے اللہ! منفی انداز میں سوچنے والوں کو، مثبت انداز میں سوچنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ تخریبی ذہن رکھنے والوں کو تعمیری ذہن عطا فرمائیے۔ اے ہمارے پروردگار! ہندوستان کے ہر شہری کے دل کو تعصب، گروہ بندی اور فرقہ پرستی کے گھناؤنے خیالات سے پاک فرما دیجیے، اور انہیں ہر طبقے کے لوگوں کے ساتھ محبت و آشتی اور امن و سکون کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہم سب کو حلال روزی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ رشوت، نفع خوری، ذخیرہ اندوزی، حرام اور ناجائز طریقوں سے کمانے کے رجحان کو مٹا دیجیے، اور آپ نے کلام پاک کے ذریعہ جائز طریقوں سے کمانے کے جو اصول بتائے ہیں اور جن احکامات کی تلقین کی ہے، لوگوں کو ان پر کار بند فرمائیے اور ہمارے دلوں میں اپنا خوف پیدا فرمائیے۔

اے پاک پروردگار! ہماری سر زمین کو ہر برائی سے پاک فرمائیے، ہمارے ملک کو حقیقی معنی میں اسلام کا مضبوط قلعہ بنا دیجیے اور ان لوگوں کو ہمت، جرات اور استقامت دیجیے، جو اس سر زمین پر اپنی بساط کے مطابق آپ کے احکامات نافذ کرنے کی سعی اور کوشش کر رہے ہیں۔

اے اللہ! ان لوگوں کو کامیابی سے ہمکنار فرمائیے جو زندگی کے مختلف

شعبوں میں دین کی خدمت کر رہے ہیں اور انہیں اجرِ جمیل عطا فرمائیے۔ آمین یا رب العالمین۔

حضور ﷺ نے عرفات کے میدان میں اپنی امت کو نہیں بھلایا ہے اور رورو کر مغرب تک امت کے لئے دعائیں مانگیں ہیں۔ ایسے محبوب آقا پر اگر عرفات میں درود نہیں بھیجتے تو پھر کامیابی کیسے ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی عمر بھر کی ان محنتوں کو بھی یاد کیجئے، جو دین کے پھیلانے اور بندوں کا رشتہ اللہ سے جوڑنے کی راہ میں آپ نے فرمائیں۔ ہمارا ایمان، ہماری نماز، ہمارا حج اور ہمارا ہر دینی عمل اس محنت اور کاوش ہی کا نتیجہ ہے اس لئے آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجیں۔

۱۰۰ مرتبہ کلمہ چہارم ضرور پڑھیں۔ حضور ﷺ نے اور ان سے پہلے جتنے انبیاء آئے ہیں سب نے اس کلمہ کو دعا کا درجہ دیا ہے۔

چوتھا کلمہ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کی سب تعریف ہے، وہی زندہ رکھتا ہے اور موت دیتا ہے، ہر قسم کی بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کے بعد اس دنیا میں آپ کے ماں باپ آپ کے سب سے بڑے محسن ہیں انکے لئے بھی دعائیں کریں، اگر کسی کے والدین میں

سے کوئی ایک انتقال کر گیا ہو تو انکی مغفرت کے لئے دعائیں مانگیں۔ دوسرے مرحومین، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دینی بھائیوں کے لئے، نیز اپنے ملک کے لئے دعائیں کریں

ان دعاؤں کو مانگتے ہوئے نہایت عجز و انکساری سے کام لیں، ایسے ادب سے کھڑے رہیں جیسے آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے دربار میں کھڑے ہیں، ہاں، یہ اللہ رب العزت کا دربار ہی تو ہے اور آپ اس کے آغوشِ رحمت میں کھڑے ہیں۔ خوب گریہ و زاری کریں، روئیں اور دل کھول کر روئیں، یہ قیمتی وقت اپنی ذات کو اللہ سے قریب لانے کا ہے۔

اپنی زبان میں مانگیں، زبانوں کو بیدار کرنے والے پروردگار آپکی زبان کو جانتا ہے، دعا کے وقت دل اور آنکھیں بھی زبان کا ساتھ دیں اور آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں دل پر جمے ہوئے گناہوں کے میل کچیل کو دور کرے۔ خوب رورو کر مانگیں اور اپنی مرادیں حاصل کریں۔ جس طرح بچے رورو کر ماں باپ سے اپنی فرمائش پوری کروا لیتے ہیں، آپ بھی اپنی مرادیں پوری کروالیں۔ یاد رہے کہ آپکا رب آپکے ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق و مہربان ہے۔

آفتاب غروب ہوا، آفتاب جہاں جہاں غروب ہوا سب جگہ مغرب کی نمازیں ہو رہی ہوں گی، لیکن اس میدان میں جہاں اللہ کے بلائے ہوئے مہمان جمع ہیں، جنہوں نے آج ہی حج کا رکن اعظم ادا کیا ہے، وہ سب یہاں مغرب کی نماز چھوڑ رہے ہیں، لاکھوں میں سے کوئی نادان ہوگا جو مغرب کی نماز پڑھ رہا ہوگا۔ اللہ اکبر ! یہی شہنشاہی کی شان ہے، جہاں چاہا حکم دیدیا، جہاں چاہا روک دیا، اور یہی بندگی ہے، نماز سے بھی ذاتی تعلق نہیں، آقا کے حکم کی اطاعت مقصود ہے، آج حکم

ہے مغرب کی نماز عشاء کی نماز کے ساتھ مزدلفہ میں پڑھی جائے۔ جنہوں نے کبھی ایک وقت کی بھی نماز نہیں چھوڑی وہ آج خوشی خوشی چھوڑ رہے ہیں، عرفات والوں کے لئے آج نماز کی جگہ مزدلفہ اور مغرب کی نماز کا وقت عشاء کا وقت ہے۔

يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيَنْحَكُمُ مَا يُرِيدُ

اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتے ہیں اور جس کا چاہے حکم فرماتے ہیں۔

وقوف عرفات کے مکمل ہونے پر ہر حاجی کے چہرے پر خوشی کا اُجالا اور پاکیزگی کا نور پھیل جاتا ہے۔ اب میدان عرفات سے کوچ کرنے کا حکم ہے، اب وہ شہر جو میدان عرفات میں آباد تھا، مزدلفہ کی جانب روانہ ہوگا۔

میدان عرفات سے غروب سے پہلے روانہ ہونے سے دم واجب ہو جاتا ہے، البتہ اگر غروب آفتاب سے پہلے پہلے میدان عرفات میں واپس آجائیں تو دم ساقط ہو جاتا ہے اور غروب کے بعد واپس عرفات آنے سے دم ساقط نہیں ہوتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر السعادات میں لکھا ہے کہ عامی لوگ جمعہ کے دن وقوف عرفہ واقع ہونے والے حج کو ”حج اکبر“ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں، قرآن مجید میں جو حج اکبر کا لفظ آیا ہے اس سے عمرہ کے مقابلہ میں مطلق حج مراد ہے، کیونکہ عمرہ کو حج اصغر کہا جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں حج کو ”حج اکبر“ کہا جاتا ہے، خواہ وہ جمعہ کے دن ہو یا اور کسی دن۔

مگر زمان و مکان کی شرافت اور نبی کریم ﷺ کے حج سے موافقت کی بناء پر اگر وقوف عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو تو اس کی فضیلت و شرافت اپنی جگہ مسلم ہے۔ (زبدہ/ج۔ ۱/ص ۱۶۵)

عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانگی

اب لاکھوں انسانوں کی یہ بستی یہاں سے تین میل دور منتقل ہو جائیگی، شہر کا اُجڑنا اور بسنا کھیل نہیں، ایک شور قیامت برپا ہو، ایک طوفان بے تمیزی قائم ہو، لیکن یہاں کچھ بھی نہیں، حکم لایا تھا حکم لے جا رہا ہے۔ غلاموں کی طرح آئے غلاموں کی طرح جانا ہے۔ لیجئے خیمے اکھڑے، طنائیں ڈھیلی ہوئیں، شامیہاں تہہ ہوئے، دیکھتے دیکھتے یہ جیتا جاگتا شہر لوق و دوق میدان بن گیا۔

عرفات اور مزدلفہ کے درمیان خدا کی شان نظر آتی ہے، مونروں اور گاڑیوں کا ایک بڑا سیلاب، اتنا بڑا سیلاب زندگی بھر نہیں دیکھا، سب کو پہونچنے کی جلدی ہے مگر کوئی حادثہ نہیں۔

تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اکثر اوقات پیدل جانے والے احباب سواری سے جانے والے حضرات سے پہلے مزدلفہ پہونچ جاتے ہیں، بعض مرتبہ تو سواریاں اتنی دیر سے پہونچاتی ہیں کہ رات گزر جاتی ہے اور مغرب عشاء پڑھنا اور وقوف مزدلفہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے، اگر آپ حکومت سعودیہ کی پیدل حضرات کے لئے منی، مزدلفہ، عرفات جانے والی سرنگوں کا استعمال کریں تو سفر بہت ہی آسان اور مفید ہوگا اور سواریوں سے پہلے پہونچ کر سکون سے اپنے اعمال ادا کر لیجئے، پیدل چلنے کی عادت والے حضرات ان سرنگوں کا ضرور استعمال فرمائیں، یہ سرنگ باب السلام کے سامنے بنی ہوئی ہے۔

طلوع فجر کے خطرہ سے مزدلفہ کے راستہ میں مغرب و عشاء :

اگر عرفات سے مزدلفہ پہونچنے میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ طلوع صبح

صادق سے قبل مزدلفہ پہنچنے کا امکان باقی نہیں رہا تو ایسی صورت میں طلوع صبح صادق سے اتنی دیر قبل مزدلفہ کے راستہ میں مغرب اور عشاء پڑھ لی جائے جتنے میں صبح صادق سے قبل اطمینان سے دونوں نمازیں پڑھ کر فارغ ہو سکتے ہیں۔

لیجئے مزدلفہ پہنچ گئے، ایک میدان میں کئی لاکھ مسافر اترے ہوئے ہیں، آج کی رات مزدلفہ ہنستا ہوا معلوم ہوگا، کیا خیر و برکت کی رات ہے، جو وقت مل جائے غنیمت ہے۔

مزدلفہ کی اسی رات کے متعلق قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:

فَإِذَا أَقْبَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ

ترجمہ: جب تم عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ آؤ تو یہاں مشعر حرام کے پاس اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔

بتلایا گیا ہے کہ مزدلفہ میں رات ٹھہرنے والے حجاج کے حق میں یہ رات شب قدر سے بھی افضل ہے اس لئے اس رات کی عظمت اور قدر و قیمت کو یاد رکھیے یہ رات جاگ کر گزاری جائے۔ عبادت، ذکر، استغفار، توبہ اور درود شریف میں مشغول رہیں نفل پڑھیں۔ لیٹنا یا سونا منع نہیں ہے، مگر زندگی پڑی ہے سونے کے لئے، ایسی رات زندگی میں بار بار کب آنے والی ہے؟ اسلئے اس رات کو خوب وصول کریں۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عرفات کے دن بھر کے تھکے ہارے یہاں پہنچ کر نیند سے مغلوب ہو کر پڑ جاتے ہیں اور پوری رات سونے میں کٹ جاتی ہے۔ اس لئے اہتمام کریں کہ رحمت و برکت والی یہ رات نیند کی نذر نہ ہو جائے۔

اگر جسم پر مکان کا اثر زیادہ ہو اور طبیعت سونے کے لئے مضطر اور بے چین ہو اور مزدلفہ میں عشاء کے وقت سے پہلے پہنچ گئے ہوں تو جب تک عشاء کا وقت نہ ہو مغرب کی نماز نہ پڑھیں، جب عشاء کا وقت ہو جائے تو ایک اذان اور ایک تکبیر سے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھیں۔ پہلے مغرب کی نماز ادا کی نیت سے پڑھیں اسکے بعد عشاء کی نماز کے لئے اذان و تکبیر نہ کہے اگر مسافر ہیں تو عشاء کی چار رکعت ورنہ دو رکعت پڑھیں اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت یا نفل بھی نہ پڑھیں۔ عشاء کی نماز کے بعد مغرب کی اور عشاء کی سنتیں اور وتر پڑھیں۔

مزدلفہ میں نماز مغرب و عشاء کو اکٹھا پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں ہے، خواہ جماعت سے پڑھے یا تنہا، دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھی جائے، لیکن جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر اللہ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و شکر کر کے نیز اس کے حضور میں دعا اور توبہ و استغفار میں مشغول رہ کر کچھ وقت شروع رات میں سو جائیں، پھر اٹھ کر میدان عرفات کی طرح فجر تک ذکر و فکر، دعا و تسبیحات میں مشغول رہیں۔

صحیح روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں امت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ مانگا تھا، اور سو ایک چیز کے اور تمام چیزوں کے متعلق قبولیت کی خوشخبری سنا کر آپ ﷺ کو مطمئن کر دیا گیا تھا، لیکن مزدلفہ کی رات میں آپ ﷺ نے اپنے رب سے پورے الحاح و ابہتال کے ساتھ اس چیز کا پھر سوال کیا، تو یہاں اس کی قبولیت کی خوشخبری بھی سنادی گئی، آپ ﷺ نہایت مسرور اور امت کیا انجام سے مطمئن ہو گئے، اور شیطان کو آپ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی دعا کی

قبولیت پر سخت واویلا کر رہا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے۔

فجر کی نماز صبح صادق ہوتے ہی اندھیرے میں پڑھیں۔ صبح صادق ہونے پر حکومت کی طرف سے گولہ مچھوٹا ہے۔ اندھیرے میں نماز پڑھنے سے صبح صادق کے بعد تھوڑی دیر مزدلفہ میں وقوف واجب ہے اس پر بھی عمل ہو جائیگا۔

مزدلفہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر صبح صادق تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ کا وقوف واجب ہے، اگرچہ تھوڑی دیر ہو، مگر سنت یہ ہے کہ اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھ کر وقوف کریں اور جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے برابر وقت باقی رہے منیٰ کو چل دیں۔ مزدلفہ کے وقوف کا وقت صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے تک رہتا ہے، اس وقوف کا بعض لوگ اہتمام نہیں کرتے، وقت سے پہلے وقوف کا اعتبار نہیں، اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا، البتہ عورت ہجوم کی وجہ سے پہلے چلی جائے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا۔ ایسے ہی مریض، کمزور آدمی اور بچے پہلے چلے جائیں تو دم واجب نہ ہوگا۔

مزدلفہ سے منیٰ روانگی سے پہلے یاد رکھنا چاہیے کہ آپکو منیٰ جا کر شیطان کو کنکریاں مارنا ہے اس کا انتظام یہاں مزدلفہ سے کرنا ہے، کم از کم ستر کنکریاں دھو کر تھیلی میں رکھ لیں (دھونا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر ناپاکی کا شبہ ہو تو دھو لینا بہتر ہے) کنکریاں نہ زیادہ بڑی ہو، نہ زیادہ چھوٹی، چنے یا بھجور کی گھٹلی کے برابر کنکریاں چن لیں، یاد رہے کہ اگر آپ مزدلفہ سے کنکریاں نہ لیں تو آگے کنکریاں ملنا مشکل ہوگا اور آپ پریشان ہونگے۔ اسلئے یہاں سے کنکریاں ضرور لے لیں۔

نخس جگہ سے کنکریاں لینا، اسی طرح ایک بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنا مکروہ ہے اسی طرح جمرات کے نزدیک سے کنکریاں لینا بھی مکروہ ہے۔

حدیث شریف کا مضمون ہے کہ جن حضرات کی حج قبول ہو جاتی ہے انکی کنکریاں اٹھائی جاتی ہیں اور وہاں پڑے رہنے والی کنکریاں مردود ہوتی ہیں یعنی ان حضرات کی ہوتی ہیں جنکا حج قبول نہیں ہوا۔

کنکری کا جنس زمین سے ہونا شرط ہے خواہ پتھر ہو یا اور کچھ، جنس زمین کے علاوہ کسی اور چیز سے رمی کرنا جائز نہیں ہے (جیسے سونا، چاندی، لوہا، موتی اور لکڑی وغیرہ)۔

یہ بھی قدرت الہی کا ایک کرشمہ ہے کہ ہر سال لاکھوں حاجی یہاں سے کنکریاں اٹھاتے ہیں، ہر شخص کم و بیش انچاس (۳۹) کنکریاں تو اٹھاتا ہی ہے، احتیاطاً ہر شخص دس پانچ زیادہ رکھ لیتا ہے۔ اگر بیس لاکھ حاجی ہوں تو کم از کم دس کروڑ کنکریاں ہر سال اٹھتی ہیں لیکن کوئی کنکریاں حاصل کرنے میں محروم نہیں ہوتا ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہاں کنکریاں پیدا ہو رہی ہوں۔

مزدلفہ سے روانگی کے وقت وادیِ مختار سے نہ گزریں، اگر اس وادی سے اتفاقاً گزرنا پڑے، تو دوڑ کر گزر جائیں۔ یہ وادی مختار مزدلفہ سے خارج ہے۔ اس وادی میں اصحابِ قبل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ اس کو آج کل وادی النار بھی کہتے ہیں۔ سعودی حکومت نے اس کے چاروں طرف خاردار تار لگا دئے ہیں اور پیدل چلنے والے حاجیوں کو روکنے کے لئے ایک سنتری بھی کھڑا رہتا ہے۔

مزدلفہ میں فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد چند منٹ وقوف کریں اور حسب سابق ادب و احترام اور عجز و انکساری سے توبہ و استغفار کریں، سورج نکلنے سے چند منٹ پہلے وقوف کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے فجر کی نماز میں ہی وقوف کی نیت کر لی اور تسبیح و تہلیل و تکبیر کہہ لیا تب بھی یہ واجب ادا ہو جائیگا۔

وقوف مزدلفہ کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے۔

وقوف مزدلفہ میں بعض حجاج یہ غلطی کرتے ہیں کہ عرفات سے سیدھے مٹی چل جاتے ہیں اور بعض حاجی ایک دو گھنٹہ مزدلفہ میں رہ کر رات ہی کو مٹی پہنچ جاتے ہیں۔

حالانکہ صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں رہنا ضروری ہے اور یہ واجبات حج میں سے ہے اور اسکے چھوٹنے پر دم واجب ہوتا ہے۔ عورتیں اگر ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں ٹھہریں تو ان پر دم واجب نہیں ہوگا۔

صبح صادق معلوم کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ۷، یا ۸، ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کی فجر کی اذان کا وقت نوٹ کر لیں اور اس کے پانچ منٹ بعد مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھیں۔ بعض لوگ جلدی میں فجر کے وقت سے پہلے ہی اذان دے دیتے ہیں یا معلم صاحب غلت کی وجہ سے صبح صادق سے قبل ہی نماز پڑھا لیتے ہیں اور مزدلفہ سے منی روانہ ہو جاتے ہیں ان سے ہوشیار رہنا اور کسی کی اذان کا ہرگز اعتبار نہ کرنا، آپ اپنی گھڑی کے اعتبار سے صبح صادق ہونے پر فجر کی نماز پڑھیں اس کے بعد منی کے لئے روانہ ہوں۔ شرعی عذر کے بغیر صبح صادق سے قبل مزدلفہ سے روانہ ہونے پر دم واجب ہوتا ہے۔

جب ۱۰، ذی الحجہ کا سورج طلوع ہو جاتا ہے اور صبح کا اجالا آسمان پر پھیلنے لگتا ہے تو انسانوں کا یہ سمندر ایک بار پھر منی کی طرف کوچ کرتا ہے۔

مزدلفہ سے واپسی پر منی میں قیام اور رمی جمار

ایک دن کا اجڑا منی اللہ کے حکم سے آج پھر آباد ہو گیا ہے۔ آج دسویں ذی الحجہ ہے یعنی عید الاضحیٰ کا دن، آج روئے زمین پر جہاں جہاں مسلمان آباد

ہیں، وہاں یہیں کی یادگار کے طور پر عید کی نماز پڑھی جا رہی ہوگی، لیکن اللہ کی شان دیکھو کہ یہاں عید کی نماز نہیں ہے، کسی کو خیال بھی نہیں، منی کی عید یہی ہے کہ رمی کی جائے، قربانی کی جائے، بال منڈوائے یا کتروائے جائیں، احرام کھول دیا جائے، طواف زیارت کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ حج کے مشاغل کی وجہ سے عید الاضحیٰ کی نماز حاجیوں سے معاف کر دی گئی۔ آج کا دن بہت مصروف دن ہے، ہر حاجی کو بہت سارے کام انجام دینے ہیں۔

۱۰، ذی الحجہ کو مزدلفہ سے منیٰ آ کر سب سے پہلے جمرہ عقیقی کی رمی کرنا ہے۔

جرمہ کا نام آتے ہی پھر ایک بار ذیٰ بن صدیوں پیچھے چلا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے منیٰ کی طرف لے کر چلے تو شیطان نے انسانی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ جہاں ”جرمہ عقبہ“ واقع ہے، وہاں آپ کو بہکانے کی کوشش کی، آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ شیطان ہے۔ آپ نے جناب باری میں دعا کی اور فرمان الہی کے مطابق سات کنکریاں شیطان کو ماریں اور وہ فرار ہو گیا۔ جب آگے بڑھا تو جہاں ”جرمہ وسطیٰ“ واقع ہے، اس جگہ شیطان نے پھر آپ کو اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ آپ نے پھر سات کنکریاں ماریں اور وہ بھاگ گیا۔ تیسری مرتبہ اس نے پھر جہاں ”جرمہ اولیٰ“ ہے آپ کا پیچھا کیا۔ اور پروردگار کی نافرمانی پر اُکسانے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد سے انہوں نے پھر اس پر سات کنکریاں ماریں، اور وہ راستہ سے پلٹ گیا۔

اس واقعہ کی یاد میں منیٰ میں تینوں جمروں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، مقصد اس کا یہ ہے کہ کوئی حاجی حج ادا کرنے کے دوران یا بعد میں شیطان کے بہکانے میں نہ

آجائے۔ چنانچہ اسی واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

حکومت سعودیہ نے تینوں جگہوں پر بطور شیطان کی علامت کے تین ستون بنا رکھے ہیں، جن پر مختلف زبانوں میں بورڈ بھی لگا رکھا ہے، اردو میں بھی لکھا ہوا ہے، یہ بات بھی یاد رہے کہ حمرات خود شیطان نہیں ہیں بلکہ وہ مقامات ہیں جہاں شیطان نظر آیا تھا، اس لئے کنکریاں اس طرح ماریں کہ ستون کی جڑ میں یا ستون کی قریب جہاں کنکریاں جمع ہوتی ہیں وہاں جا کر گرے، جو کنکری ستون سے تین ہاتھ یا اس سے زیادہ دور جا گرے گی وہ کنکری شمار نہیں کی جائے گی اور اسکی جگہ دوسری کنکری مارنا ضروری ہے، اگر دو بار نہیں ماری گئی تو دم واجب ہوگا۔

ہر جمرہ پر سات کنکریاں ماری جاتی ہیں، جن کو علیحدہ علیحدہ مارنا ضروری ہے اگر ایک سے زیادہ یا ساتوں ایک ہی دفعہ مار دیں تو ایک ہی شمار ہوگی، اگر چہ علیحدہ علیحدہ ماری ہوں اور پوری کرنا ضروری ہوگا ورنہ دم واجب ہوگا۔

پہلا جمرہ مسجد خیف کے نزدیک ہے اس کو ”جرمہ اولی“ کہتے ہیں، تیسرا جمرہ منی کے اخیر میں ہے اس کو ”جرمہ عقبہ“ کہتے ہیں اور ایک جمرہ ان دو حمرات کے درمیان میں ہے اس کو ”جرمہ وسطی“ کہتے ہیں۔

دسویں تاریخ کو صرف جمرہ عقبہ کی رمی کرنا ہے اس پر پہلی کنکری پھینکتے ہی تلبیہ پڑھنا موقوف ہو جاتا ہے لہذا اسکے بعد تلبیہ نہ پڑھیں۔

جرمہ عقبہ کی رمی کا مسنون وقت آفتاب طلوع ہونے سے شروع ہو کر زوال تک ہے۔ مباح وقت بلا کراہت مغرب تک ہے اور کراہت کے ساتھ مغرب سے صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے۔

رمی کے لئے جمرہ سے قریب ہونا یا دور ہونا شرط نہیں ہے، جس جگہ سے رمی

کرے گا اسکی رمی ہو جائیگی، لیکن سنت یہ ہے کہ جمرہ سے پانچ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ پر کھڑے ہو کر رمی کرے اس سے کم فاصلہ سے رمی کرنا مکروہ ہے۔

کنکری کو جس طرح چاہے پکڑ کر رمی کرنا جائز ہے لیکن کنکری کو انگوٹھے اور کلہ کی انگلی سے پکڑنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ رمی کے وقت ہاتھ اتنا اونچا کرے کہ بغل کھل جائے اور بغل کی سفیدی نظر آنے لگے۔

رمی کے ساتھ تکبیر کہنا مسنون ہے، جب کنکریاں مارے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ، رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ وَ رِضًى لِلرَّحْمٰنِ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ کنکری شیطان کو ذلیل کرنے اور اللہ پاک کو راضی کرنے کے لئے مارتا ہوں۔

واضح رہے کہ بڑھتے ہوئے ہجوم کے پیش نظر سعودی حکومت نے شارع جمرات ”جمرات کے پاس بنے ہوئے راستے“ کو کافی کشادہ کر دیا ہے، نیز سڑک کو اوپر نیچے ڈبل ”دو منزلہ“ بھی کر دیا ہے۔ اب ہر جمرہ پر اوپر سے بھی رمی ہو سکتی ہے۔

آپکو مشورہ دیا جاتا ہے کہ آپ کنکریاں اوپر ہی سے ماریں، اسی میں راحت ہے، کیونکہ نیچے ہر طرف سے بند جگہ ہے، اور اوپر کم از کم کھلی ہوا مل سکیگی۔ بیمار مرد، عورتیں اور بچے ہر گز ہر گز نیچے کے حصے میں نہ جائیں ورنہ پریشان ہو گئے۔

دوسری بات قابل ذکر یہ کہ منی میں رمی کے وقت ہجوم اور حاجیوں کا زبردست ریلا ہوتا ہے، اس لئے کنکریاں مارنے کے لئے حاجیوں کے ہجوم میں شامل ہونے سے پہلے کوئی جگہ بطور نشان طے کر لیں اور ساتھیوں کو بتادیں ساتھیوں

سے پھڑ جانے کی صورت میں کنکریاں مار کر واپس یہیں آ کر ٹھیسرنا ہے اور پھڑ جانے والوں کا یہیں انتظار کرنا ہے۔ ایسا کرنے میں بہت راحت رہے گی اور کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ ہوگا۔

ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ کنکریاں مارتے وقت جہوم میں کوئی چیز نیچے گر جائے تو ہرگز ہرگز اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔ اگر چیل پاؤں سے نکلتی محسوس ہو تو اس کو بھی پیٹھ کر ٹھیک کرنے کی غلطی نہ کریں۔ الغرض کسی بھی کام کے لئے نیچے جھکنے یا بیٹھنے کی غلطی ہرگز نہ کریں ورنہ کچل جانے کا خطرہ ہے۔

لکھ لئے ہدایت کی جاتی ہے کہ جب رمی کرنے جائیں تو چیل گھڑی اور چشمہ اتار دیں اور احرام کی چادر مضبوط باندھ لیں۔

آج کل بھیڑ کی وجہ سے کچھ اموات بھی ہو جاتی ہیں، اسلئے علماء کرام نے غروب آفتاب تک رمی کی گنجائش والے مسئلہ پر عمل کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ جبکہ عورتیں، بیمار اور کمزور حضرات مغرب کے بعد رمی فرمائیں، تاکہ اپنے آپ کو ہلاکتی میں مبتلا کرنے سے بچایا جاسکے۔

آج پہلے دن یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو صرف بڑے شیطان کو سات کنکریاں ماریں ہیں اور دوسرے اور تیسرے دن یعنی ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کو تینوں جمروں پر رمی کرنا ہے۔

عاجز، کمزور، مریض کی طرف سے رمی جمرات میں نیابت :

ایسے مریض، کمزور، بوڑھے اور اپنا حج وغیرہ کی طرف سے رمی جمرات میں نیابت جائز ہے جو از خود جمرات تک پہنچ کر رمی کرنے پر قدرت نہیں رکھتے، رمی کرنے والا نائب بوقت رمی ان کی طرف سے رمی کرنے کی نیت کریگا۔ البتہ اپنی رمی پہلے کر لے اس کے بعد دوسرے کی طرف سے کرے۔

مذدورین کی طرف سے رمی کرنے کے بعد عذر زائل ہو جائے تو وقت کے اندر دوبارہ از خود رمی کرنا ان پر لازم نہیں ہے اور نہ ہی کوئی جرمانہ لازم ہے۔

قربانی

اللہ تعالیٰ نے آپکو حج تمتع کی نعمت سے سرفراز فرمایا اسکے شکرانے کے طور پر قربانی کرنا واجب ہے۔ رمی کے بعد پہلے قربانی کیجئے پھر حلق یا قصر کروا کر احرام کھول دیجئے۔

حاجی کی قربانی حدودِ حرم میں کرنا واجب :

حاجیوں کی قربانی حدودِ حرم کے اندر ہونا واجب ہے، لہذا اگر حدودِ حرم سے باہر حل میں یا وطن واپس آکر کریں گے تو ترک واجب کی وجہ سے اس قربانی کے علاوہ ایک اور قربانی بطور جرمانہ واجب ہوگی۔

اس قربانی کے احکام عید الاضحیٰ کی قربانی جیسے ہیں، جو جانور عید الاضحیٰ کی قربانی میں جائز ہے یہاں بھی جائز ہے اور جس طرح وہاں اونٹ، گائے، بھینس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں یہاں بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنی اور پوری امت کی طرف سے قربانی کی تھی، اس لئے امت کو بھی چاہئے کہ اپنی قربانی کے ساتھ حضور ﷺ کی طرف سے بھی ایک قربانی کریں، جن حضرات کے پاس مالی گنجائش ہو وہ اس کا خاص خیال رکھیں، بلکہ ہر شخص کو چاہئے کہ گنجائش پیدا کرے۔

حاجی کے لئے دو قربانیاں ہیں، ایک قربانی وہ ہے جسے دم شکرانہ ”حج کی قربانی“ کہتے ہیں دوسری قربانی عید الاضحیٰ کی قربانی ہے، جو ہر سال واجب ہے، اس کے متعلق حاجی کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر وہ مسافر ہو، یعنی ۸، ذی الحجہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں

اس کا قیام پندرہ دن یا زیادہ نہیں رہا تو اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی مسافر ہونے کی وجہ سے واجب نہیں ہے، البتہ اگر پھر بھی کریگا تو مستحب اور ثواب ہے۔ اور اگر مقیم و صاحب نصاب ہے تو اس پر مالدار کی قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ عید الاضحیٰ یعنی بقرعید کی قربانی وطن میں بھی کرائی جاسکتی ہے۔ اس کے لئے حج پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے گھر والوں کو ہدایت کر سکتے ہیں کہ میری بقرعید کی قربانی جیسے ہر سال ہوتی ہے اس سال بھی کرا دینا۔

یہ مسئلہ بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر آپ اوپر بتائیکے مطابق یعنی مکہ مکرمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی وجہ سے مقیم ہو چکے ہیں تو آپ کو مکہ مکرمہ، منی، مزدلفہ وغیرہ مقامات پر نمازیں پوری پڑھنا ہے، چاہے اکیلے پڑھیں چاہے امام کے پیچھے، اس لئے کہ آپ مقیم ہو چکے ہیں اور مقیم کے لئے نمازوں کا قصر جائز نہیں ہے۔

جرم عقبہ کی رمی کے بعد قربانی کرنا ہے اور اسکے بعد سر کا حلق یا قصر کرنا ہے، مگر قربانی اور حلق یا قصر دسویں تاریخ ہی کو کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر بھیڑ کی وجہ سے دسویں کو قربانی کرنا مشکل ہو تو اپنے آپ کو آج ہی قربانی کرنے کے لئے تکلیف میں ڈالنا ضروری نہیں ہے۔ گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو بھی یہ اعمال کئے جاسکتے ہیں، ہاں مگر جب تک قربانی نہ کر لی جائے بالوں کا حلق نہیں کروا سکتے اور جب تک حلق یا قصر نہ کروا لیا جائے احرام سے حلال نہیں ہو سکتے۔ عموماً پریشانی اس لئے ہوتی ہے کہ لوگوں کو احرام کھولنے کی جلدی ہوتی ہے، بالخصوص کچھ لوگوں کو پہلے ہوئے کپڑے پہنے دیکھ کر احرام کھولنے کے لئے طبیعت بے چین ہو جاتی ہے، مگر ایسا نہ کریں، صبر و ضبط سے کام لیں، آپ اللہ تعالیٰ کے مہمان بنکر یہاں حاضر ہوئے ہیں، ویکا دون مزید احرام کی حالت میں گذر جائیگا تو کیا حرج ہے؟ ایسا عاشقانہ لباس پھر کب میسر ہوگا؟ وہ لباس جو آپ کو

موت اور کفن کی یاد دلاتا ہے، وہ لباس جو آپ کو آخرت کی فکر دلاتا ہے !
 ”قربانی کی جگہ“ میں آپ لاکھوں ”بلا مبالغہ لاکھوں“ دے، مینڈھے،
 بھڑیں، بکریاں، گائیں، اونٹ اور اونٹنیاں دیکھینگے، آپ اپنی پسند اور وسعت کے
 مطابق دیکھ کر خرید لیجئے اور قربانی کیجئے۔

قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے کچھ کھلانا پلانا چاہئے۔ چھری تیز کر
 لی جائے مگر جانور کے سامنے چھری تیز کرنا منع ہے۔ ذبح کرنے سے پہلے جانور کے
 دونوں ہاتھ اور ایک پیر باندھ دیا جائے اور قبلہ رخ لٹا کر ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا
 پڑھی جائے :

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ
 حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلٰوَتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحِیَّایْ وَ
 مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا
 اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ :- مجھے محض آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے خدا کی رضامندی مطلوب ہے،
 کہ جس کی عنایت سے میں توحید پر قائم ہوں اور مجھے مشرکوں سے بڑی نفرت
 ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میری نماز، حج، قربانی، زندگی اور موت سب کچھ اس کے حکم
 کے مطابق اس کی ذات پر قربان کرتا ہوں، جو ساری مخلوق کی اکیلا خبر گیری کرتا ہے اور
 میں ہر وقت ہر طرح اس کا فرمانبردار غلام ہوں۔

یہاں تک پڑھ کر گلے پر چھڑی رکھ کر یہ الفاظ پڑھتے پڑھتے ذبح فرمائیں :

اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَ لَکَ بِسْمِ اللّٰهِ اَلکَبَر۔

ذبح سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ هَذِهِ الْاَضْحِيَّةَ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ اِبْرٰهِيْمَ
خَلِيْلِكَ وَ اِسْمَاعِيْلَ ذَبِيْحَكَ وَ مُحَمَّدٍ نَبِيَّكَ وَ مُصْطَفٰكَ
عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَام

اگر دوسرے کی قربانی ہو تو دعا میں جہاں ”مَنی“ آتا ہے اسکی جگہ
”من فلان بن فلان“ اسکا اور اسکے والد کا نام لیا جائے۔

ایک جانور کے سامنے دوسرا جانور ذبح نہ کیا جائے، خون گرنے کے
لئے کھڑا کیا جائے، چھری داہنے ہاتھ سے پکڑی جائے، جانور کی آنکھیں بند
کر دی جائے اور ذبح سے فراغت کے بعد جب جانور ٹھنڈا ہو جائے تو اسکے
ہاتھ پیر کھول دئے جائیں۔

قربانی سے فارغ ہو کر آپکو سر کے بال منڈوانے یا کتروانے ہیں
(عورتوں کو صرف چوتھائی سر کے بال ایک انگل کی مقدار کتروانے ہیں) بال کٹانے
کے لئے قبلہ رخ بیٹھ کر داہنی طرف سے شروع کرانا چاہیے اور سر کے بال منڈوانے
یا کٹوانے کے بعد ہی لبیں اور ناخن وغیرہ دور کریں، اس سے پہلے کا شامع ہے اگر
کوئی کانٹے کا تو جزا واجب ہوگی، لیکن حضور ﷺ کی اقتداء میں ابھی ناخن لبیں اور
برغل کے بال دور نہ کریں یہی بہتر ہے۔ ۱۲ یا ۱۳، ذی الحجہ کو منی سے واپسی کے بعد
کٹوانا چاہیے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ بال حرم کی حد ہی میں منڈوانے یا کتروانے ہیں۔

حج اور عمرہ میں حلق کروانا یا کتروانا واجب ہے، جیسے نماز پوری کرنے کا
شرعی طریقہ سلام پھیرنا ہے ایسی ہی احرام سے نکلنے کے لئے بال منڈوانا یا کتروانا
واجب ہے۔

اپنا سر منڈوانے سے قبل دوسرے کا سر مونڈنا :

حج یا عمرہ کا احرام کھولنے کے لئے سر کا منڈانا یا کتر وانا لازم ہے، لہذا جب حج یا عمرہ کے سارے مناسک سے فارغ ہو جائے تو مفرد یا حج ہے تو یوم النحر میں حجرۂ عقبہ کی رمی کے بعد اپنا سر منڈانے سے قبل دوسرے حاجی کا سر مونڈنا بلا کراہت جائز ہے اور اگر حاجی متمتع یا قارن ہے تو قربانی سے فارغ ہونے کے بعد اپنا سر منڈانے سے قبل دوسرے حاجی کا سر منڈنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

حجامت کرانے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایام نحر میں یعنی دسویں سے بارہویں تک کرائے، خواہ دن میں ہو یا رات میں مگر حرم میں ہونا ضروری ہے۔ اگر مذکورہ وقت اور حرم کے علاوہ کسی دوسرے وقت اور جگہ میں حجامت کرائے گا تو احرام سے حلال تو ہو جائے گا لیکن دم واجب ہوگا۔

فی زمانہ اسلامی تہذیب و تمدن پر مغربی تہذیب و تمدن کو ترجیح دی جاتی ہے، لمبے لمبے بال جو عورتوں کی زینت تھے، یورپ کی اندھی تقلید میں بال کٹوانا عورتوں کی زینت ثابت ہوا، عورتیں تو ہیر سلون میں جا کر بال کٹوا دیتی ہیں اور مرد عورتوں کی طرح بال بڑھا کر عورتوں کی نقل کرنے کو فیشن سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لوگوں کی عقلوں پر پردہ ڈالنے والی یورپ کی تہذیب کو سمجھنے کے لئے عقل سلیم عطا فرمائے اور اسلامی تہذیب و تمدن سے وابستگی بھی عطا فرمائے۔ آمین

حج کے ارکان میں سر منڈانا یا کتر وانا واجب قرار دیا گیا ہے، اسلئے ضروری ہے کہ ہم اس عمل میں ذرہ برابر کوتاہی اور غفلت نہ برتیں۔ جہاں ہم نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے، نفس کو مٹانے، غرور کو توڑنے اور مساکین سے مشابہت اختیار کرنے کے لئے احرام کی دو چادریں باندھی وہیں اللہ کی رضا کے خاطر احرام کھولنے سے

پہلے سر کے حلق یا قصر میں بھی کوتاہی نہ برتیں۔

در حقیقت حج بیت اللہ کے ہر ہر عمل میں سینکڑوں حکمتیں اور ہزاروں فوائد مخفی ہیں، حق تعالیٰ ہی اپنے احکامات کی حکمتیں جانتا ہے، دنیا کے عقلاء اور فلاسفر کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی۔ اسلئے بے چوں و چرا اس پر عمل کرنا ہی ہمیں دنیا اور آخرت کی سرخ روئی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔

حلق یا قصر سے فارغ ہوتے ہی آپ پر سے احرام کی پاندیاں ختم ہو گئیں اور آپکا احرام کھل گیا، اب آپ سہلے ہوئے کپڑے پہن سکتے ہیں، خوشبو لگا سکتے ہیں اور احرام کی حالت میں ممنوع جملہ امور انجام دے سکتے ہیں مگر ابھی بھی آپکا اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا جائز نہیں ہے۔

مزید اس طرح سمجھیں کہ حج بیت اللہ کے تین فرائض ہیں (۱) احرام باندھنا (۲) عرفات میں پہنچنا (۳) طواف زیارت کرنا، ان تینوں میں سے ایک اور دو نمبر پر تو آپ نے عمل کر لیا مگر ابھی تیسرا فرض یعنی طواف زیارت کی ادائیگی باقی ہے اور احرام کی تمام پابندیوں میں سے بھی صرف ایک پابندی بھی باقی ہے یعنی عورتوں سے ہم بستری کرنا، جب آپ مابقیہ ایک فرض یعنی طواف زیارت ادا کر لیتے تو احرام کی مابقیہ ایک پابندی یعنی عورتوں سے ہم بستری بھی حلال ہو جائیگی۔

طواف زیارت

رمی، قربانی اور حجامت کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اس کو طواف زیارت کہتے ہیں۔ طواف زیارت میں ترتیب واجب نہیں ہے اس لئے رمی، قربانی، اور حجامت سے پہلے یا بعد میں یا بیچ میں کرے تو جائز ہے، مگر خلاف سنت ہے، سنت

یہ ہے کہ حجامت کے بعد کرے۔

دسویں تاریخ کو اگر آسانی ممکن ہو تو منیٰ سے ایسے وقت چلیں کہ طواف زیارت اور سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھ سکیں، بعض حضرات نے اسی کو مسنون کہا ہے اور بعض نے منیٰ واپس آ کر منیٰ میں ظہر پڑھنے کو مسنون بتایا ہے۔

لیکن آج کل مُردلقہ سے منیٰ آنے میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ پہلے جمرہ عقبہ کی رمی پھر ذبح پھر حلق سے فارغ ہو کر مسنون طریقہ پر طواف زیارت کا موقع ہاتھ سے جاتا رہتا ہے، اسلئے مذکورہ بالا اعمال سے فراغت کے بعد جب بھی موقع ملے اسی وقت طواف زیارت کیلئے مکہ آئیں، اور طواف زیارت کر کے واپس منیٰ چلے جائیں۔

اس طواف کو طوافِ رکن، طوافِ افاضہ، طوافِ حج، طوافِ فرض اور طوافِ یومِ النحر بھی کہتے ہیں۔

یہ طواف عام طور پر قربانی اور حجامت کے بعد سلسلے ہوئے کپڑوں میں کیا جاتا ہے، بعض لوگ سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ سلسلے ہوئے کپڑوں میں طواف اور سعی کیسے کی جائے؟ تو خیال رہے کہ اسمیں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے، آپ طواف زیارت اور سعی سلسلے ہوئے کپڑوں میں بھی کر سکتے ہیں، طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل بھی ہوگا، ہاں اب اضطباع نہیں ہوگا، اس کا موقع ختم ہو گیا۔

اور اگر آپ قربانی اور حلق سے پہلے ہی طواف زیارت کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ابھی محرم (حالت احرام میں ہیں) اس لئے اب طواف زیارت میں رمل اور اضطباع دونوں کئے جائیں گے۔

اگر آپنے آٹھ ذی الحجہ کو احرام باندھنے کے بعد نفل طواف میں مل، اضطباع اور سعی کر لی ہے تو اب دوبارہ سعی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اسکا خوب خیال رکھا جائے، اب آپکو بلا رمل، صرف طواف کرنا ہے، پھر طواف کی دوگانہ ادا کر کے سیدھے زمزم پر جانا ہے۔

یاد رہے کہ طواف زیارت حج کا رکن اور فرض ہے

طواف زیارت کا افضل وقت دسویں ذی الحجہ ہے اگر بارہویں تاریخ تک بارہویں کا آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہلے کر لیا جائے تو بھی جائز ہے اور اگر بارہویں تاریخ گزر گئی اور طواف زیارت نہیں کیا تو تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہوگا اور طواف کا فرض بھی باقی رہیگا۔ یہ طواف کسی بھی حالت میں ساقط نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کوئی بدل دیا جاسکتا ہے، آخر عمر تک اس کی ادائیگی فرض رہتی ہے اور جب تک اس کو ادا نہیں کیا جائے گا بیوی سے متعلق یا بندیاں برقرار رہیں گی۔

محترم خواتین کو حیض وغیرہ حالتیں فطری طور پر پیش آتی ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کے لئے مسجد میں داخل ہونا، نماز پڑھنا، اور تلاوت قرآن ممنوع ہو جاتا ہے۔ اگر حج میں ایسی صورت پیش آجائے تو وہ حج کے تمام امور انجام دیتی رہیں، صرف طواف اس وقت تک نہ کریں جب تک پاک نہ ہو جائیں۔ اس تاخیر سے ان پر دم واجب نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی طرح کا گناہ ہوتا ہے۔

اگر کوئی عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کا آفتاب غروب ہونے میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد جا کر پورا طواف یا چار پھیرے کر سکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت بھی نہ ملے تو کچھ بھی واجب نہ ہوگا۔

اسی طرح وہ عورت جو جانتی ہے کہ اسکو عنقریب حیض آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ پورا طواف یا چار پھیرے کر سکتی ہے لیکن نہیں کیا اور حیض آگیا، پھر ایام نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہوگا اور اگر چار پھیرے نہیں کر سکتی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

الحمد للہ دسویں ذی الحجہ کو آپ نے طواف زیارت کر لیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ دس ذی الحجہ کے سارے کام انجام پا گئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیے کہ اس نے آپ کو زندگی کی اتنی بڑی خوشی عطا کی، اپنے گھر بلایا، اپنے در کو چھونے کا موقع دیا، میدان عرفات میں قیام کی سعادت عطا کی۔ اب آپ مکمل طور پر احرام کی پابندیوں سے فارغ ہو گئے۔

فارغ ہو کر آپ پھر منی چلے جائیے۔ طواف زیارت کے بعد دو رات اور دو دن منی میں قیام کرنا ہے۔

گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کوچ کی اصطلاح میں ”ایام رمی“ کہتے ہیں، اس لئے کہ ان دنوں میں رمی ہی اہم عبادت ہے، اسکے لئے منی میں قیام کرنا سنت مؤکدہ اور بعض علماء کے نزدیک واجب ہے اور منی سے باہر مکہ یا کسی اور جگہ رات گزارنا ممنوع ہے۔

آپ کے باقی اوقات بھی غفلت اور فضولیات میں صرف نہیں ہونے چاہئے۔ یوں تو مومن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور قیامت میں ہم کو اپنی عمر کے ایک ایک منٹ کا حساب دینا ہے، لیکن خاص کر یہ سفر اور اس کے بھی خاص ایام، اللہ تعالیٰ ایمانی فہم و فراست نصیب فرمائے اور بندہ ان دنوں کی قدر کر لے تو بلا مبالغہ ان دو چار دنوں میں لاکھوں برس کی کمائی ہو سکتی ہے۔ نمازیں اہتمام سے پڑھیے اور ذکر،

دعا اور توبہ استغفار سے اپنے اوقات کو معمور رکھیے۔

رمی کی راتوں میں رات کو مٹی میں رہنا سنت ہے، مٹی کے علاوہ کسی اور جگہ رہنا مکروہ ہے، خواہ مکہ مکرمہ میں ہو یا راستہ میں۔ رات کا اکثر حصہ بھی کسی دوسری جگہ گزارنا مکروہ ہے۔ لیکن طواف زیارت کی ادائیگی کے سلسلہ میں اگر مکہ مکرمہ یا راستہ میں زیادہ وقت لگ جائے تو مضائقہ نہیں۔

گیارہ ذی الحجہ کو تینوں جمروں کی رمی کرنا ہے۔ مٹی کی بڑی مسجد سے جس کا نام مسجد خیف ہے، زوال کے بعد ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ اس مسجد خیف میں یا اپنی قیام گاہ پر ادا کریں اور رمی کے لئے نکل جائیں۔ آج رمی کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہے، غروب آفتاب کے بعد مردوں کے لئے رمی کرنا مکروہ ہے۔

راستہ میں سب سے پہلے جمرہ اولیٰ ”چھوٹا شیطان“ آئے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح کل جمرہ عقبہ کی رمی کی تھی، اس پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، رَغَمًا لِلشَّيْطَانِ وَ رِضًى لِلرَّحْمٰنِ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے۔ ”یہ کنکری“ شیطان کو ذلیل کرنے اور اللہ پاک کو راضی کرنے کے لئے مارتا ہوں، پڑھا جائے۔

رمی کے بعد دائیں جانب ہٹ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کریں۔ توبہ، استغفار اور تسبیح و ذکر کے بعد درود شریف پڑھیں، اپنے لئے دعا مانگیں، اپنے دوست و احباب کے لئے بھی دعا مانگیں۔

اس کے بعد آگے چلیں جمرہ وسطیٰ ”درمیانی شیطان“ پر آئیں اور اسی طرح سات کنکریاں ماریں، جس طرح ”جرمہ اولیٰ“ پر ماری تھیں اور ذرا ہٹ کر قبلہ

رخ ہو کر دعا مانگیں اور اتنی دیر ہی ٹھہریں جتنی دیر ”جرمہ اولیٰ“ پر ٹھہرے تھے۔ اس کے بعد جرمہ عقبیٰ ”بڑے شیطان“ پر آئیں۔ اسی طرح سات گنگریاں اس کو بھی ماریں، جس طرح پہلے ماری تھیں، مگر اس جرمہ پر ٹھہرنے یا دعا مانگنے کا ثبوت نہیں ہے بلکہ اس کے بعد سیدھے اپنی قیام گاہ پر چلے جائیں۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔

اگر آپ نے ۱۰ ذی الحجہ کو قربانی اور طواف زیارت نہیں کیا تو آج ۱۱ ذی الحجہ کو بھی کر سکتے ہیں۔

۱۲ ذی الحجہ کو تینوں جمرات کو بالکل اسی ترتیب اور اسی طریقے سے رمی کرنا ہے جس طرح ۱۱ ذی الحجہ کو آپ کر چکے ہیں۔ آج بھی رمی کا وقت زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے اور جرمہ عقبیٰ کی رمی کے بعد وہاں ٹھہرنا نہیں ہے۔

اگر آپ نے ۱۰ یا ۱۱ ذی الحجہ کو قربانی اور طواف زیارت نہیں کیا تو آج ۱۲ ذی الحجہ کو کر سکتے ہیں۔

تینوں دنوں کی رمی کا ترک کر دینا :

ایک دن کی رمی ترک کر دی ہے تو ایک دم اور دو دن کی رمی ترک کر دی ہے تب بھی ایک دم اور اگر ایام منیٰ کی تمام رمیوں کو ترک کر دیا ہے تب بھی سب کے بدلہ میں صرف ایک قربانی واجب ہوگی۔

بارہویں کی رمی کے بعد تیرہویں کی رمی کے لئے منیٰ میں مزید قیام کرنے کا آپ کو اختیار ہے۔ آپ چاہیں تو بارہویں کی رمی سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ جاسکتے ہیں۔ بشرطیکہ غروب آفتاب سے قبل آپ منیٰ سے نکل جائیں۔ لیکن اگر بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے آپ منیٰ سے نہ نکل سکے تو اب منیٰ سے جانا مکروہ ہے۔ آپ

کو چاہیے کہ اب راستہ منیٰ ہی میں گزاریں اور تیرہویں تاریخ کو رمی کر کے مکہ معظمہ جائیں اور اگر منیٰ میں تیرہویں کی صبح صادق بھی ہوگئی تو اس دن کی رمی آپ پر واجب ہوگئی، اب رمی کے بغیر منیٰ سے مکہ مکرمہ جانا جائز نہیں ہے۔ اگر رمی کے بغیر خلع گئے تو دم دینا پڑیگا۔ تیرہویں تاریخ کی رمی اصل میں واجب نہیں ہے بلکہ افضل ہے لیکن اگر تیرہویں کی صبح صادق منیٰ میں ہو جائے تو اس دن کی رمی بھی واجب ہو جاتی ہے۔

ایک مسئلہ یہ بھی یاد رکھو کہ ہر جمرہ پر سات کنکر سے زیادہ قصد امارنا مکروہ ہے، شک ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مارے تو حرج نہیں ہے۔

۱۲- ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کے درمیان منیٰ سے ایک بار پھر یہ قافلہ مکہ معظمہ کی جانب رواں دواں ہے۔ یہ لوگ اپنی خوش بختی پے نازاں اور اس بات پر شاداں ہیں کہ انہوں نے اللہ کے حکم کے مطابق تقویٰ کے ساتھ اپنی زندگی کے یہ رات دن گزارے۔

اب حج کے تمام ارکان ادا ہو چکے ہیں، صرف طواف وداع کرنا باقی ہے اور حج کی نعمت عظمیٰ آپ کو حاصل ہو چکی ہے۔

مناسک حج ایک نظر میں

حج کا پہلا دن ۸ ذی الحجہ	احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لئے روانگی۔ منیٰ میں آج کے دن، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، پڑھنی ہے اور رات کا قیام منیٰ میں کرتا ہے۔
--------------------------	--

<p>فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر کے عرفات کے لئے روا لگی، ظہر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے، زوال کے بعد وقف، عصر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے، غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کو روا لگی، مزدلفہ میں عشاء کے وقت مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور ایک تکبیر کے ساتھ ادا کرنی ہیں۔ رات مزدلفہ میں قیام کرنا ہے۔</p>	<p>حج کا دوسرا دن ۹، ذی الحجہ</p>
<p>مزدلفہ میں فجر کی نماز اور وقف کے بعد منیٰ کے لئے روا لگی۔ پہلے بڑے شیطان کی رمی کرنا، پھر قربانی کرنا، پھر سر کے بال منڈوانا یا کتر وانا، پھر طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ جانا ہے۔</p>	<p>حج کا تیسرا دن ۱۰، ذی الحجہ</p>
<p>زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک میں رمی کرنا، پہلے چھوٹے شیطان کی رمی کرنا، پھر درمیانی شیطان کی، پھر بڑے شیطان کی۔ طواف زیارت اگر گزشتہ کل ۱۰، ذی الحجہ کو نہیں کیا تو آج کر لیں۔ رات کا قیام منیٰ میں کرنا ہے۔</p>	<p>حج کا چوتھا دن ۱۱، ذی الحجہ</p>
<p>زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک میں۔ پہلے چھوٹے شیطان کی رمی کرنا، پھر درمیانی شیطان کی پھر بڑے شیطان کی۔ ۱۰، یا ۱۱، ذی الحجہ کو اگر طواف زیارت نہ کیا ہو تو آج کر لیں۔ مغرب سے پہلے مکہ مکرمہ کے لئے روا لگی۔</p>	<p>حج کا پانچواں دن ۱۲، ذی الحجہ</p>

اگر آپ ۱۳، ذی الحجہ کو منیٰ میں ٹھہرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو ۱۳، تاریخ کو

زوال سے پہلے بھی تینوں حمرات کی رمی کرنے کی گنجائش ھے؁ اور اگر تیرہ ذی الحجہ کو منی میں ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو تو ۱۲؁ ذی الحجہ کو مغرب سے پہلے ہی منی سے نکل جانا ضروری ھے۔

مکہ مکرمہ سے وطن والہی پر طواف و دارع کرنا واجب ھے۔ اب آپ جب تک مکرمہ میں ہیں نفل طواف کا خوب اہتمام فرمائیں۔ حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ طواف کرتے رہیں؁ حرم کی حاضری؁ طوافوں کی کثرت؁ جماعت کی نمازوں کی پابندی؁ تلاوت کلام پاک؁ کعبہ معظمہ کو عظمت و محبت کی نگاہ سے دیکھنا اور توبہ استغفار اور دعاؤں کا اہتمام کریں؁ زندگی کے اس سنہری موقع کو غنیمت جان کر اپنے آپ کو عبادات میں خوب مشغول رکھیں اور سیر و تفریح اور بیجا وقت گزاری سے پرہیز کریں۔

حتی المقدور صدقہ خیرات بھی کرتے رہیں۔ الہی مکہ سے محبت کریں؁ انکی عزت و احترام کا خیال رکھیں اور انکے ساتھ بے ادبی اور گستاخی سے پیش آنے سے پرہیز فرمائیں؁ نیز اس بات کا خیال رکھیں کہ پیارے رسول ﷺ نے اہل مکہ اور اہل عرب سے محبت کرنے کا حکم فرمایا ھے؁ اگر انکی طرف سے کوئی تکلیف دہ بات پیش آ بھی جائے تو محبوب خدا ﷺ کی محبت کے پیش نظر غصہ و درگزر سے کام لیں؁ بہت ممکن ھے کہ محبت رسول ﷺ کے خاطر کیا گیا یہ عمل ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

اس کے علاوہ چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کا پورا اہتمام فرمائیں؁ کیونکہ یہاں جیسے ایک عبادت کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ھے اسی طرح گناہ سرزد ہو گیا تو اس کا وبال بھی بہت بڑا ھے۔

بازاروں کی سیر و تفریح، خرید و فروخت، غیر محرم عورتوں کو دیکھنے، لایعنی باتیں، غیبت اور فضول وقت گزاری سے اپنے آپ کو خوب بچائیں۔

۱۲- ذی الحجہ کو آپ کے تمام کام پورے ہو جاتے ہیں، اب حج کے سلسلہ کا کوئی کام آپ کے ذمہ باقی نہیں رہتا، صرف آپ کو مکہ معظمہ سے رخصت ہونے سے پہلے رخصتی کا ایک طواف کرنا ہے، جسکو طواف وداع کہا جاتا ہے، اس کے سوا آپ پر حج سے متعلق شریعت کا کوئی خاص مطالبہ باقی نہیں رہتا، آپ چاہیں تو آج ہی مکہ معظمہ سے روانہ ہو سکتے ہیں، لیکن نہ آپ کو جانکی عجلت ہوگی نہ ہی اتنی جلدی آپ کی روانگی کا انتظام ہو سکے گا، اس لئے لامحالہ آپ کو ابھی مکہ معظمہ میں ٹھہرنا ہوگا۔ ٹھہریے اور پوری خوشدلی سے ایک ایک دن کو غنیمت اور اللہ کی نعمت سمجھ کر استعمال کیجئے۔

بعض لوگوں کو دیکھا کہ حج سے فارغ ہو کر گھر جانے کے لئے بے انتہا بیتاب اور بے قرار ہوتے ہیں اور جانے کا انتظام ہونے تک جتنے دن مکر مکرمہ ٹھہرنا پڑتا ہے، ان دنوں کو مصیبت سمجھتے ہیں اور نہایت بددلی اور شکوہ شکایت کے ساتھ ان ایام کو گزارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے یہ بہت بُری علامت اور محرومی کی بات ہے۔

طواف وداع

حج کے بعد جب مکہ معظمہ سے وطن واپس ہونے کا ارادہ ہو تو طواف وداع یعنی رخصتی کا طواف کیا جاتا ہے، یہ طواف مکہ سے باہر رہنے والے ”آفاقی“ پر واجب ہے، خواہ اس نے حج افراد کیا ہو یا قرآن کیا ہو یا تمتع۔

اہل حرم اور میقات کی حدود میں رہنے والے پر نیز صرف عمرہ کرنے والے پر یہ

طواف واجب نہیں ہے۔

جس عورت کو حیض آ رہا ہو یا نفاس کی حالت میں ہو اور مکہ سے رخصت ہونے کے وقت تک پاک نہ ہو تو اس سے طواف و دواع معاف ہو جاتا ہے، ایسی عورت کو چاہئے کہ حرم شریف کے دروازہ سے باہر کھڑی ہو کر دعا مانگ لے اور حرم شریف میں داخل نہ ہو۔

اگر ایسی عورت مکہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو واپس آ کر طواف و دواع کرنا واجب ہے اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہوئی تو واجب نہیں۔

طواف و دواع میں رمل نہ کریں اور ساتوں چکر عام چال کے مطابق چل کر ہی پورے کریں۔ اسی طرح اس طواف کے بعد سعی بھی نہیں ہے۔ طواف کے دوران خانہ کعبہ کی جدائی پر اظہار تاسف کریں اور اگر آپ کی آنکھیں آنسوؤں کے چند قطرے ٹپکا دے تو کیا ہی کہنا اور نہ رونے کی شکل تو ضرور بنائیے، طواف کے بعد طواف کی دو رکعت نماز پڑھیں، نماز کے بعد زم زم پر جائیں اور خوب سیر ہو کر زم زم پیئیں اور اپنے سینہ اور جسم پر لگائیں۔ ہو سکے تو اس کے بعد خانہ کعبہ کی چوکھٹ کو بوسہ دیں اور ملتزم پر منہ رکھ کر خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتے ہوئے نہایت عاجزی سے دعا مانگیں کہ یا اللہ آپ بیت اللہ کی اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ بنائیے اور بار بار اس کی زیارت نصیب فرمائیے اور اگر یہ میری زندگی کی آخری زیارت ہو تو اے ارحم الراحمین آپ میری مغفرت فرمائیے اور میرے لئے اپنی رحمت سے جنت کا فیصلہ فرمائیے۔ ممکن ہو تو حجر اسود کو بھی بوسہ دیں۔

اگر اس موقع پر آپ کی آنکھیں آنسو کے چند قطرے گرا دیں تو بڑی مبارک

بات ہے، رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ لیتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ”ههنا تُسَكَّبُ العِبرَات“ یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں یعنی اس جگہ انسان کو رونا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حجر اسود کے سامنے تشریف لائے پھر دونوں ہونٹ اس پر رکھ دیئے (اور) دیر تک روتے رہے، آپ نے جب التفات فرمایا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر نظر پڑی تو دیکھا وہ بھی رورہے ہیں تب آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ (التروغیب و الترهیب ۱۹۵/۲)

بیت اللہ کی جدائی پر افسوس اور ندامت کا اظہار کیجئے، مسجد حرام سے الٹے پیر نکلتا آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، تاہم علماء کرام اور بزرگانِ دین نے کعبۃ اللہ کی عظمت کے خاطر ایسا کرنا بہتر بتایا ہے۔

مسجد حرام اور بیت اللہ کے آداب اور حقوق کے بارے میں اس عرصہ میں آپ سے جو کوتاہیاں ہوئیں اُن کی معافی مانگتے ہوئے مسجد حرام سے نکلے اور حسب قاعدہ بایاں پاؤں پہلے نکالئے (باب الوداع یا کسی بھی دروازے سے) مسجد حرام سے باہر نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھیے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

ترجمہ: اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

اگر طواف زیارت کے بعد کسی نے کوئی نفل طواف کر لیا ہو اور رخصتی کا طواف یعنی ”طواف وداع“ کیے بغیر ہی مکہ مکرمہ سے روانہ ہو جائے تو وہ نفل طواف

ہی طواف وداع کے قائم مقام ہو جائیگا، تاہم اصل یہی ہے کہ روانگی کے دن بلکہ زیادہ اچھا یہ ہے کہ خاص روانگی کے وقت ہی الوداع اور روانگی کی نیت سے آخری طواف کیا جائے۔

جو شخص بلا طواف وداع مکہ مکرمہ سے چل دیا ہو اگر وہ میقات سے باہر نہ نکلا ہو تو مکہ مکرمہ واپس آ کر طواف وداع کرنا واجب ہے، احرام کی ضرورت نہیں ہے اور اگر میقات سے نکل گیا تو اب اس کو اختیار ہے چاہے تو دم بھیج دے اور دم بھیجنا ہی بہتر ہے، اس لئے کہ اس میں مساکین کا فائدہ ہے اور چاہے تو عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور اول عمرہ کے ارکان ادا کرے اس کے بعد طواف وداع کرے پھر رخصت ہو، اس تاخیر کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں لیکن بلا وجہ ایسا کرنا بُرا ہے۔

میقات سے نکلنے کے بعد طواف وداع کے لئے مکہ مکرمہ واپس آنے کے لئے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے بلا احرام آنا منع ہے۔

اخیر میں شیخ المشائخ قطب دوران حضرت شبلی قدس سرہ کے ایک مرید حج کر کے آئے تو شیخ نے ان سے چند سوالات کئے تھے پھر مرید کو حج کے ہر عمل کی اصل روح سمجھائی تھی شیخ اور مرید کے درمیان جاری شدہ دلچسپ اور روحانیت سے بھرا ہوا مکالمہ قلم بند کر کے ”حج تمتع“ کا بیان ختم کرتا ہوں۔

یہ مکالمہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل حج میں صاحب اتحاد السادة المتقين کے حوالے سے نقل کیا ہے، ہم اسے فضائل حج سے نقل کر رہے ہیں:

حضرت شبلی قدس سرہ اور انکے ایک مرید کا ایمان افروز مکالمہ

(۱)

شیخ	تم نے حج کا ارادہ اور عزم کیا تھا؟
مرید	جی پختہ قصد حج کیا تھا۔
شیخ	اس کے ساتھ ان تمام ارادوں کو ایک دم چھوڑنے کا عہد کر لیا تھا جو پیدا ہونے کے بعد سے آج تک حج کی شان کے خلاف کئے تھے؟
مرید	یہ عہد تو نہیں کیا تھا۔
شیخ	پھر تم نے حج کا عہد ہی نہیں کیا۔

(۲)

شیخ	اچھا احرام کے وقت بدن کے کپڑے نکال دئے تھے؟
مرید	جی بالکل نکال دئے تھے۔
شیخ	اس وقت اللہ کے سوا ہر چیز کو اپنے سے جدا کر دیا تھا؟
مرید	نہیں ایسا تو نہیں ہوا تھا۔
شیخ	پھر تم نے کپڑے کیا نکالے؟ یعنی صرف کپڑے نکالنے سے کیا فائدہ؟

(۳)

شیخ	اچھا احرام کے وقت وضو اور غسل سے طہارت حاصل کی تھی؟
مرید	جی ہاں بالکل پاک صاف ہو گیا تھا۔
شیخ	اس وقت ہر قسم کی گندگی اور لغزش سے پاکی حاصل ہو گئی تھی؟
مرید	یہ تو نہ ہوئی تھی۔
شیخ	پھر پاکی ہی کیا حاصل ہوئی؟

(۴)

شیخ	لبیک پڑھی تھی؟
مرید	جی لبیک پڑھی تھی۔
شیخ	اللہ جل شانہ کی طرف سے لبیک کا جواب ملا تھا؟
مرید	مجھے تو کوئی جواب نہ ملا۔
شیخ	پھر تم نے لبیک کیا کہی؟

(۵)

شیخ	اچھا حرم پاک میں داخل ہوئے تھے؟
مرید	جی ہاں داخل ہوا تھا۔
شیخ	اس وقت ہر حرام کو ترک کرنے کا عزم کر لیا تھا؟
مرید	یہ تو میں نے نہیں کیا تھا۔
شیخ	پھر تم حرم میں داخل ہی نہیں ہوئے۔

(۶)

شیخ	اچھا مکہ مکرمہ کی زیارت کی تھی ؟
مرید	جی زیارت کی تھی۔
شیخ	اس وقت دوسرے عالم کی زیارت ہوئی تھی ؟
مرید	نہیں اس عالم کی تو کوئی چیز نظر نہیں آئی۔
شیخ	تب تم نے مکہ مکرمہ کی زیارت نہیں کی۔

(۷)

شیخ	اچھا مسجد حرام میں داخل ہوئے تھے ؟
مرید	جی ہاں داخل ہوا تھا۔
شیخ	اس وقت حق تعالیٰ کے قرب میں داخلہ محسوس ہوا تھا ؟
مرید	مجھے تو محسوس نہیں ہوا۔
شیخ	تب تو مسجد میں بھی داخلہ نصیب نہیں ہوا۔

(۸)

شیخ	اچھا کعبہ شریف کی زیارت کی تھی ؟
مرید	جی ہاں زیارت کی تھی۔
شیخ	وہ چیز نظر آئی جس کی وجہ سے کعبہ کا سفر اختیار کیا تھا ؟
مرید	مجھے تو نظر نہیں آئی۔
شیخ	پھر تم نے کعبہ شریف کو نہیں دیکھا۔

(۹)

شیخ	اچھا طواف میں رمل کیا تھا ؟
مرید	کیا تھا۔
شیخ	اس بھاگنے میں دنیا سے ایسے بھاگے تھے جس سے تم نے محسوس کیا ہو کہ تم دنیا سے بالکل یکسو ہو چکے ہو ؟
مرید	نہیں میں نے ایسا نہیں محسوس کیا۔
شیخ	تم نے پھر رمل ہی نہیں کیا۔

(۱۰)

شیخ	اچھا حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا تھا ؟
مرید	جی ایسا کیا تھا۔
شیخ	(خوف زدہ ہو کر ایک آہ کھینچی اور فرمایا) تیرا ناس ہو، خبر بھی ہے کہ جو حجر اسود پر ہاتھ رکھے وہ گویا اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کرتا ہے، اور جس سے حق تعالیٰ مصافحہ کریں وہ ہر طرح سے امن میں ہو جاتا ہے، تو کیا تجھ پر امن کے آثار ظاہر ہوئے ؟
مرید	مجھ پر تو امن کے آثار ظاہر نہیں ہوئے۔
شیخ	تو پھر تم نے حجر اسود پر ہاتھ رکھا ہی نہیں۔

(۱۱)

شیخ	اچھا مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھی تھی ؟
-----	--

مرید	جی پڑھی تھی۔
شیخ	اس وقت تو اللہ جل جلالہ کے حضور میں ایک بڑے مرتبہ پر یہو نچا تھا، کیا اس رتبہ کا حق ادا کیا تھا، اور جس مقصد سے وہاں کھڑا ہوا تھا وہ پورا کر دیا ؟
مرید	میں نے تو کچھ نہیں کیا۔
شیخ	پھر تو نے مقام ابراہیم پر نماز ہی نہیں پڑھی۔

(۱۲)

شیخ	اچھا صفا مروہ کے درمیان سعی کے لئے صفا پر چڑھے تھے ؟
مرید	جی ہاں چڑھا تھا۔
شیخ	وہاں کیا کیا ؟
مرید	سات مرتبہ تکبیر کہی، اور حج کے مقبول ہونے کی دعا کی
شیخ	کیا تمہاری تکبیر کے ساتھ فرشتوں نے بھی تکبیر کہی تھی ؟ اور انکی تکبیر کا تم کو احساس ہوا تھا ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	تب تم نے تکبیر کہی ہی نہیں۔

(۱۳)

شیخ	اچھا صفا سے نیچے اترے تھے ؟
مرید	جی اترا تھا۔

شیخ	اس وقت ہر قسم کی علت دور ہو کر تم میں صفائی آگئی تھی ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر نہ تم صفا پر چڑھے نہ اترے۔

(۱۴)

شیخ	اچھا صفا مروہ کے درمیان دوڑے تھے ؟
مرید	جی دوڑا تھا۔
شیخ	اس وقت اللہ کے علاوہ ہر چیز سے بھاگ کر اس کے پاس پہنچ گئے تھے ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تم دوڑے ہی نہیں۔

(۱۵)

شیخ	اچھا مروہ پر چڑھے تھے ؟
مرید	چڑھا تھا۔
شیخ	تم پروہاں سیکنہ نازل ہوا اور اس سے وافر حصہ حاصل کیا ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تم مروہ پر چڑھے ہی نہیں۔

(۱۶)

شیخ	اچھا منی گئے تھے ؟
-----	--------------------

مرید	گیا تھا۔
شیخ	وہاں اللہ جل شانہ سے ایسی امیدیں بندھ گئی تھیں جو معاصی کے حال کے ساتھ نہ ہو؟
مرید	ایسی امیدیں نہیں ہو سکیں۔
شیخ	تب تم منی گئے ہی نہیں۔

(۱۷)

شیخ	مسجد خیف میں داخل ہوئے تھے؟
مرید	جی داخل ہوا تھا۔
شیخ	اس وقت اللہ جل شانہ کے خوف کا اس قدر غلبہ ہو گیا تھا جو اس وقت کے علاوہ نہ ہوا ہو؟
مرید	نہیں۔
شیخ	تب تم مسجد خیف میں داخل نہیں ہوئے۔

(۱۸)

شیخ	اچھا عرفات کے میدان میں پہنچے تھے؟
مرید	جی حاضر ہوا تھا۔
شیخ	وہاں یہ پہچان لیا تھا کہ دنیا میں کیوں آئے ہو اور کیا کر رہے ہو اور اب کہاں جانا ہے؟ اور ان حالات پر متنبہ کرنے والی چیز کی معرفت حاصل ہوئی تھی؟

مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تو تم عرفات بھی نہیں گئے۔

(۱۹)

شیخ	اچھا مزدلفہ گئے تھے ؟
مرید	جی گیا تھا
شیخ	وہاں اللہ جل شانہ کا ایسا ذکر کیا تھا، جو اس کے ماسوا کو دل سے بھلا دے ؟
مرید	نہیں ایسا تو نہیں کیا تھا۔
شیخ	پھر تو مزدلفہ پہونچے ہی نہیں۔

(۲۰)

شیخ	اچھا منی جا کر حمرات کی رمی کی تھی ؟
مرید	کی تھی
شیخ	ہر کنکری کے ساتھ اپنے سابقہ جہل کو ختم ہو کر کچھ علم کی زیادتی محسوس ہوئی تھی ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تم نے رمی بھی نہیں کی۔

(۲۱)

شیخ	منی میں جا کر قربانی کی تھی ؟
-----	-------------------------------

مرید	کی تھی
شیخ	اس وقت اپنے نفس کو ذبح کر دیا تھا ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تم نے قربانی نہیں کی۔

(۲۲)

شیخ	اچھا طواف زیارت کیا تھا ؟
مرید	جی کیا تھا۔
شیخ	اس وقت کچھ حقائق منکشف ہوئے تھے ؟ اور اللہ جل شانہ کی طرف سے تم پر اعزاز و اکرام کی بارش ہوئی تھی ؟ اس لئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ حج اور عمرہ کرنے والا اللہ کی زیارت کرنے والا ہے اور جس کی زیارت کو کوئی جائے اس پر حق ہے کہ اپنے زائرین کا اکرام کرے۔
مرید	مجھ پر تو کچھ منکشف نہیں ہوا۔
شیخ	تب تم نے طواف زیارت نہیں کیا۔

(۲۳)

شیخ	اچھا احرام کھونکر حلال ہوئے تھے ؟
مرید	ہوا تھا۔
شیخ	اس وقت ہمیشہ کے لئے حلال کمائی کا عہد کر لیا تھا ؟

مرید	نہیں۔
شیخ	تب تم حلال بھی نہیں ہوئے۔

(۲۴)

شیخ	اچھا الوداعی طواف کیا تھا ؟
مرید	کیا تھا۔
شیخ	اس وقت اپنے تن من دھن کو کلیۃ الوداع کہہ دیا تھا ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تم نے طواف وداع نہیں کیا۔ دوبارہ حج کو جاؤ اور اس کیفیت سے حج کر کے آؤ جو کیفیت میں نے تمہارے سامنے تفصیل سے بیان کی۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ طویل قصہ اس لئے نقل کیا ہے تاکہ اندازہ ہو جائے کہ اہل ذوق کا حج کس طرح ہوتا ہے؟ میرا اندازہ ہے کہ ہر دور میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہوتے ہوں گے، جن کا حج ان کیفیات سے لبریز رہتا ہوگا۔ اللہ کے مخلص بندوں کی کمی نہیں مگر انہیں تلاش کرنا پڑتا ہے۔

حج قرآن اور حج افراد

اس کتاب میں ”حج تمتع“ کے متعلق تفصیل سے لکھا گیا ہے چونکہ اس میں سہولت ہے اس وجہ سے عام لوگوں کو ”حج تمتع“ کرنے ہی کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

تاہم حج کی دو قسمیں اور ہیں جنکو حج قرآن اور حج افراد کہا جاتا ہے، احقر نے شروع کتاب میں وعدہ کیا تھا کہ ان دو قسموں کے مسائل بھی الگ سے بیان کئے جائینگے اسلئے اب حج قرآن اور حج افراد کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔
 ”حج تمتع“ اور ”حج قرآن و حج افراد“ میں معمولی سافرق ہے:

قرآن اور تمتع میں تو یہ فرق ہے کہ تمتع میں میقات پر صرف عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اور مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کر کے احرام کھول دیا جاتا ہے، اور ایام حج شروع ہونے پر مکہ معظمہ سے دوسرا احرام حج کی نیت سے باندھا جاتا ہے۔

اور قرآن میں میقات پر عمرہ اور حج دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے اور اسی ایک احرام سے حج اور عمرہ دونوں کو ادا کرنے کی نیت اس طرح کی جاتی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَا لِیْ وَ تَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ
 ترجمہ: اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرتا ہوں، دونوں کو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔

چنانچہ قارن مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کرتا ہے، لیکن عمرہ کا طواف اور سعی کر لینے کے بعد وہ بال نہیں منڈواتا بلکہ اسی طرح احرام کی حالت میں رہتا ہے، یہاں تک کہ آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے منی جاتا ہے اور آگے کا سارا عمل بھی اسی طرح کرتا چلا جاتا ہے جس طرح تمتع کرنے والا کرتا ہے۔

حج کی تینوں قسموں میں یہ قسم سب سے افضل ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ سے حج قرآن ہی کا احرام باندھا تھا۔

حج افراد کی صورت یہ ہوتی ہے کہ میقات پر صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے اور اس طرح نیت کی جاتی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْحَجَّ فِیْسِرَہٗ لِیْ وَ تَقَبَّلْہٗ مِنِّیْ

ترجمہ: اے اللہ میں حج کے احرام کی نیت کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما اور میری جانب سے قبول فرما۔

اس احرام سے فقط حج ہی کیا جاتا ہے، حج سے پہلے عمرہ بھی نہیں کیا جاتا، افراد کرنے والا حاجی جو احرام میقات سے باندھتا ہے وہ حج سے پہلے نہیں کھول سکتا، اور دسویں تاریخ کو حجرہ عقبیٰ کی رمی کرنے، ~~اور بال کٹوانے تک~~ احرام کی ساری پابندیاں اس پر بھی عائد رہتی ہیں۔

ان تینوں صورتوں میں حج کے اعمال اور پروگرام میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ ہاں حج افراد کرنے والے پر قربانی نہیں ہے اور حج افراد اور حج قرآن میں طواف قدوم سنت ہے، جبکہ حج تمتع میں طواف قدوم نہیں ہے۔

طواف قدوم کے بعد قارن کے لئے افضل یہ ہے کہ حج کی سعی پہلے کر لے اور اس صورت میں طواف قدوم میں رمل اور اضطباع بھی کرنا ہوگا، اور اگر طواف زیارت کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو تو رمل نہ کرے۔

حج کی تینوں قسموں کا ذکر مکمل ہوا، اب آگے تینوں قسموں کے احکام پر اجمالی توجہ کر لیں۔

افعال تمتع

۱	احرام عمرہ	شرط
۲	طواف عمرہ معد رمل (رمل سنت ہے)	رکن
۳	سعی عمرہ	واجب
۴	سرمنڈ وانا	واجب

۵	آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط
۶	وقوف عرفہ	رکن
۷	وقوف مزدلفہ	واجب
۸	رمی بجرہ عقبہ	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سرمنڈوانا	واجب
۱۱	طواف زیارت	رکن
۱۲	سعی	واجب
۱۳	رمی جمار	واجب
۱۴	طواف وداع	واجب

افعال افراد

۱	احرام	شرط
۲	طواف قدوم	سنت
۳	وقوف عرفہ	رکن
۴	وقوف مزدلفہ	واجب
۵	رمی بجرہ عقبہ	واجب
۶	قربانی	اختیاری
۷	سرمنڈوانا	واجب

۸	طواف زیارت	رکن
۹	سعی	واجب
۱۰	رمی جمار	واجب
۱۱	طواف وداع	واجب

افعال قرآن

۱	احرام حج و عمرہ	شرط
۲	طواف عمرہ معدول (رمل سنت ہے)	رکن
۳	سعی عمرہ	واجب
۴	طواف قدوم معدول	سنت
۵	حج کی سعی	واجب
۶	وقوف عرفہ	رکن
۷	وقوف مزدلفہ	واجب
۸	رمی جمرہ عقبہ	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سرمنڈانا	واجب
۱۱	طواف زیارت	رکن
۱۲	رمی جمار	واجب
۱۳	طواف وداع	واجب

واضح رہے کہ ارکان میں سے کوئی رکن چھوٹ گیا تو حج ادا ہی نہیں ہوگا، اور واجبات میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو قربانی یا صدقہ سے اسکی تلافی کی جائیگی۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے حسب حکم باری تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو حج کے لئے عرفات لے گئے۔ بعدہ طواف زیارت (خانہ کعبہ کا طواف) اور اس کے طریق بتائے۔ لہذا یہ دونوں رکن حج قرار پائے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام نے وقوف عرفہ کر کے غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ میں شب کا قیام فرمایا اس لئے اس کو واجب کہا گیا۔ بس روز آفرینش سے حج کی تکمیل میں یہی تین ارکان یعنی دو فرض اور ایک واجب رائج تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ان ارکان میں ”سعی“ (کوہ صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگانا) منیٰ میں قربانی، رمی جمار اور طواف وداع واجب کر دیئے گئے۔ لہذا جس نے یہ ارکان پورے کر لئے اس نے فریضہ حج ادا کر لیا۔

حج کی تینوں قسموں کو سمجھنے کے بعد آئندہ صفحات میں حج بدل، نابالغ بچوں کی حج اور عورتوں کی حج سے متعلق شرعی ہدایات لکھی جاتی ہیں انکو بھی سمجھ لیں تاکہ وقت ضرورت عمل کیا جاسکے۔

نابالغ بچوں کے حج کا طریقہ

نابالغ لڑکے لڑکیاں دو طرح کے ہیں، ایک سمجھار لڑکے۔ لڑکیاں، جو میت حج کر کے تلبیہ پڑھ سکتے ہیں اور افعال حج ادا کرنے کی عقل رکھتے ہیں۔ دوسرے بہت ہی چھوٹے اور نا سمجھ لڑکے۔ لڑکیاں، جو میت حج اور افعال حج کی سمجھ نہیں رکھتے، دونوں کے حج کے طریقے مختلف ہیں :

قسم اول: سمجھدار بچے کے حج کا طریقہ یہ ہے کہ وہ بڑوں کی طرح خودنیت کر کے تلبیہ پڑھ کر احرام باندھینگے اور وہ تمام افعال حج جنہیں وہ خود کرنے پر قادر ہیں خود کریں گے۔ ان میں ولی نیابت نہیں کر سکتا۔ ایسے لڑکے اور لڑکیاں تمام ارکان اور واجبات خود ادا کریں۔

قسم دوم: نا سمجھ بچے کا والد اور والدہ ساتھ نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کا قریب ترین ولی، بچے کو غسل کرا کر دو چادریں لپیٹ دے اور بچے کی طرف سے نیت کر کے تلبیہ پڑھے۔ اس طرح بچہ محرم ہو جائے گا۔ اب ولی بچے کو ممنوعات احرام سے بچاتا رہے اور بچے کو ساتھ لے کر افعال حج کرائے۔ جن افعال میں نیت کی ضرورت ہو جیسے طواف، ان میں بچے کی طرف سے خودنیت کرے، اس کو اٹھا کر طواف اور سعی کرائے یا اپنے طواف اور سعی کے بعد اس کے لئے طواف اور سعی خود کرے یا اپنی مدد سے کرائے۔

دو گانہ طواف اس بچے سے ساقط ہو جائے گا، اس لئے ولی اس کی طرف سے دو گانہ نہ پڑھے۔

ان کو ساتھ لئے بغیر اپنی رمی کے بعد اسکے لئے رمی کرے یا بچے کو ساتھ لیکر اسکے ہاتھ پر یکے بعد دیگرے کنکریاں رکھ کر بچے سے کرائے۔

انتایا در ہے کہ دونوں قسم کے بچوں کا یہ حج بالا جماع فرض حج ادا نہیں ہوگا بلکہ نفلی حج ہوگا اور ولی کو اس کا ثواب ملے گا۔

اگر نا سمجھ بچے نے لوگوں کو دیکھ کر یا کسی کے کہنے پر خود احرام باندھ کر حج کیا تو اس حج کا اعتبار نہیں ہوگا اور یہ حج نہ تو فرض ہوگا اور نہ نفل۔

دونوں قسم کے بچوں کا احرام لازم نہیں ہے یعنی اگر بچے نے احرام باندھنے

کے بعد احرام کو فتح کر دینا یا حج کے تمام یا بعض ارکان و واجبات کو ترک کر دیا تو اس پر نہ تو کوئی جزا واجب ہوگی اور نہ ہی قضا واجب ہوگی۔ ایسی حالت میں بس اس کا نفلی حج مکمل نہیں ہوگا۔

حج بدل

حج بدل کے معنی ہیں کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنا۔ کسی دوسرے کی طرف سے نفل حج یا عمرہ کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ صرف حج کرنے والے میں اہلیت یعنی اسلام اور عقل و تمیز کا ہونا کافی ہے۔ البتہ کسی دوسرے شخص سے فرض حج کرانے کے لئے (۲۰) شرطیں ہیں۔

ان شرائط کو جاننے سے پہلے یہ یاد رکھیں کہ حج کرانے والے کو آمر ”حکم کرنے والا“ کہتے ہیں اور جو دوسرے کے حکم سے حج بدل کرتا ہے اس کو مامور ”حکم کے مطابق کام کرنے والا“ کہتے ہیں۔

۲۰، شرطیں یہ ہیں:

- ۱ جو شخص اپنا حج کرائے اس پر حج فرض ہو چکا ہو۔
- ۲ حج فرض ہونے کے بعد خود حج کرنے سے عاجز یا مجبور ہو گیا ہو۔
- ۳ مرتے وقت تک عاجز ہی رہا ہو۔
- ۴ آمر اور مامور دونوں مسلمان ہوں۔
- ۵ آمر اور مامور دونوں عاقل ہوں۔
- ۶ مامور کو اتنی تمیز ہو کہ حج کے افعال سمجھتا ہو۔ اگر عورت مرد کی طرف سے حج بدل کرے تو جائز ہے مگر مرد سے حج بدل کرانا افضل ہے اور ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے جو عالم باعمل ہو، مسائل سے واقف ہو اور اپنا حج ادا کر چکا ہو۔

۷ اگر اپنی زندگی میں حج بدل کرائے تو دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم دینا اور اگر وصیت کر کے مر گیا تو وارث کا حکم دینا شرط ہے۔ اگر میت نے وصیت نہیں کی لیکن وارث یا کسی اجنبی شخص نے اس کی طرف سے خود حج کیا یا کسی دوسرے شخص سے کروایا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس میت کا فرض ادا ہو جائیگا اور اس صورت میں آگے آنے والی کوئی شرط لازم نہیں ہوگی۔

۸ سفر میں سارا مال یا اس کا اکثر حصہ حج کرانے والے کے مال سے خرچ ہونا۔ اگر مامور نے اپنے روپے سے حج کیا اور بعد میں آمر کے مال سے وصول کر لیا تو آمر کا حج ادا ہو جائے گا ورنہ نہیں ہوگا۔

۹ احرام باندھتے وقت یا حج کے افعال شروع کرنے سے پہلے آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا۔

۱۰ صرف ایک شخص کی طرف سے حج کا احرام باندھنا۔

۱۱ صرف ایک حج کا احرام باندھنا۔

۱۲ اگر آمر نے کسی معین شخص کا نام لیا ہو تو اسی شخص کا آمر کی طرف سے حج کرنا اور اگر اختیار دیا ہو کہ کسی سے بھی کروادیا جائے تو کسی سے بھی کرایا جاسکتا ہے۔ اور آمر کے لئے بھی یہی مناسب ہے۔

۱۳ مامور معین کا متعین ہونا یعنی اگر آمر نے یہ کہا ہو کہ فلاں شخص ہی حج کرے، کوئی دوسرا نہ کرے تو کسی دوسرے سے کرانا جائز نہ ہوگا، اور اگر دوسرے کی نفی نہیں کی تو جائز ہو جائے گا۔ لیکن جس کو نامزد کیا گیا ہے اگر اس نے انکار کر دیا اور وارث نے کسی دوسرے سے کرایا تو جائز ہے۔

۱۴ اگر تہائی ترکہ خرچ کے لئے کافی ہو تو آمر کے وطن سے حج کرنا اور نہ میقات سے پہلے گنجائش کے مطابق جس جگہ سے ہو سکے ادا کروایا جائے۔

۱۵ اگر تہائی مال میں گنجائش ہو تو سواری پر حج کرنا۔

۱۶ حج یا عمرہ جس چیز کا حکم کیا ہے اسی کے لئے سفر کرنا۔ اگر حج کا حکم کیا تھا لیکن مامور نے اول عمرہ کیا اور پھر میقات پر لوٹ کر اسی سال یا آئندہ سال حج کا احرام باندھا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

۱۷ آمر کی میقات سے احرام باندھنا۔ اگر مامور نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ مکرمہ جا کر حج کا احرام باندھا اور حج کر لیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں رہنے والوں سے حج بدل کرانا غلط ہے۔ اس صورت میں حج کرنے والے کا اپنا حج ادا ہوگا۔ جس کی طرف سے کرایا گیا ہے اس کا نہیں ہوگا۔ لیکن نفلی حج بدل کسی سے بھی کرایا جاسکتا ہے۔

۱۸ حج کا فاسد نہ ہونا

۱۹ حج کا فوت نہ ہونا۔

۲۰ آمر کے حکم کی مخالفت نہ کرنا۔ اگر آمر نے افراد یعنی صرف حج کا حکم کیا تھا اور مامور نے تمتع یا قرآن کر لیا تو مخالف ہوا اور آمر کو روپیہ واپس کرنا ہوگا اور وہ حج مامور کا اپنا ہوگا۔ یہاں تین باتیں یاد رکھیں:

(الف) حج بدل کرنے والے کو افراد کرنا چاہیئے۔

(ب) حج قرآن کرنا، آمر کی اجازت سے جائز ہے لیکن دم قرآن اپنے پاس سے دینا ہوگا۔ آمر کے روپیہ سے بلا اجازت دینا جائز نہیں ہے۔

(ج) حج تمتع کرنا، حج بدل میں تمتع کرنے کا مسئلہ ذرا پیچیدہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تمتع میں حج کا احرام آمر کی میقات سے نہیں ہوتا بلکہ مکہ مکرمہ میں ۸ ذی الحجہ کو باندھا جاتا ہے، اس لئے محتاط علماء نے حج میں تمتع کی ممانعت کی ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر آمر اپنی طرف سے حج تمتع کی اجازت دیدے تب بھی آمر کا حج نہیں ہوگا، جیسا کہ معلم الحجاج میں علماء تحقیق سے منقول ہے اور اسی کو رائج قرار دیا ہے۔

باقی دوسری کتب فقہ کی عبارت سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آمر کی اجازت سے حج تمتع کرنے سے آمر کی طرف سے حج ہو جائیگا۔ اس اختلاف کا حل یہ ہے کہ آمر اگر خود زندہ ہے، معذوری کی بناء پر حج نہیں کر سکتا، اور حج تمتع کی اجازت دیتا ہے تو ایسی صورت میں آمر کی اجازت سے حج تمتع ہو جائیگا۔ اس طرح جس پر حج فرض ہو اور مرتے وقت وصیت کی کہ میری طرف سے حج تمتع کروایا جائے، تو ایسی صورت میں حج تمتع کرنے سے آمر کی جانب سے حج ہو جائیگا۔ لیکن مرنے والے نے اگر مطلق حج کی وصیت کی ہے اور ورثاء نے حج بدل کرنے والے کو حج تمتع کی اجازت دے دی تو ایسی صورت میں ورثاء کی اجازت سے تمتع کرنا درست نہیں ہے کیونکہ میت کا حج میقاتی ہونا ضروری ہے، اور جو حج تمتع کرے گا اس کا حج، حج مکہ ہو جائیگا۔ اگر ورثاء کی اجازت سے تمتع کرے گا تو مامور پر روپیہ واپس کرنا لازم نہیں ہے لیکن آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔ حج بدل کرانے والوں کو اس معاملہ میں خاص احتیاط کرنی چاہئے۔ احرام کی طوالت سے آمر کا حج خراب نہ کرنا چاہئے، اس معاملہ میں اکثر لوگ حج بدل کے مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے غلطی کر بیٹھتے ہیں۔

نوٹ: (۱) جس پر خود حج فرض نہیں ہے اور اس نے پہلے حج نہیں کیا ہے اس کو حج بدل کے لئے جانا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لئے اس کو بھیجا جائے جس نے اپنا حج کر لیا ہو۔

(۲) جس پر حج فرض ہو گیا ہے اور ابھی ادا نہیں کیا ہے، اس کو حج بدل کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔

(۳) والدین میں سے کوئی فوت ہو جائے اور ان کے ذمہ حج فرض ہو اور ادائیگی کی وصیت نہ کی ہو تو بیٹے کے لئے مستحب ہے کہ والدین کی طرف سے بطور احسان حج کرائے یا خود ان کی طرف سے حج کر لے۔ ایسی حالت میں شرط نمبر ۷، کے بعد والی شرائط عائد نہیں ہوں گی اور اگر خود یا کسی دوسرے شخص سے مکہ مکرمہ ہی سے حج کرائے تو بھی انشاء اللہ تعالیٰ میت کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔

(۴) والدین میں سے کوئی ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ ان پر حج فرض نہیں ہوا تھا اور بیٹے صاحب حیثیت ہو جائیں تو والدین کی طرف سے فرض والا حج بدل تو نہیں کروایا جائیگا، اس لئے کہ ان پر حج فرض نہیں ہوا تھا لیکن پھر بھی بیٹے کو چاہئے کہ والدین کی طرف سے برائے ثواب حج کرادے یا خود ان کی طرف سے حج کر لے۔ ایسی حالت میں بھی شرط نمبر ۷، کے بعد والی شرطیں عائد نہیں ہوں گی اور خود یا کسی دوسرے شخص سے مکہ مکرمہ سے بھی حج کرا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ حدیث یاد رکھیں، رسول اللہ ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ والدین کی وفات کے بعد ان کے لئے خیر و رحمت کی دعا کرتے رہو اور اللہ سے ان کے واسطے مغفرت اور بخشش مانگو۔ حج کے ذریعہ والدین کو ثواب پہنچانا مغفرت اور بخشش مانگنے کے برابر ہے۔

(۵) ایک حدیث میں ہے، جس نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کیا تو بیشک

اس نے ان کی طرف سے حج ادا کر دیا اور خود اسکو دس زائد حج کا ثواب ملے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا یا ان کا کوئی اور فرض ادا کیا تو ایسا کرنے والا قیامت کے دن ابرار کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ (کنز العمال)

(۶) جس نے اپنا فرض حج ادا کر لیا ہو اسکے لئے نفل حج کرنے کے بجائے حج بدل کرنا افضل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو میت کے لئے ایک حج لکھا جائیگا اور حج کرنے والے کو سات حج کا ثواب ہوگا۔

(۷) اجرت پر حج کرنا کسی حالت میں جائز نہیں ہے اسلئے ٹھیکہ یا اجرت پر حج کرنے والوں سے حج بدل نہ کرائیں۔ بعض لوگ مصارف کا ٹھیکہ کر لیتے ہیں۔ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ سنا گیا ہے کہ بعض معلمین اور ٹھیکہ پر کام کرنے والے لوگ چند آدمیوں کی طرف سے روپیہ وصول کر کے ایک آدمی سے حج کرا دیتے ہیں اور سب کو ثواب بخش دیتے ہیں، اگر ایسا ہوتا ہو تو بہت ہی بری بات ہے، اس سے احتیاط کریں۔

نوٹ:- (الف) حج بدل کی نیت اس طرح کریں:

یا اللہ! میں اپنے والد یا فلاں کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان بنادے اور قبول فرمالے۔

(ب) زندہ یا مردہ لوگوں کی طرف سے طواف یا عمرہ کریں تو اس کی نیت بھی اسی طرز پر ہوگی۔

حج بدل کے اخراجات سے متعلق ضروری مسائل

(۱) حج بدل کرنے والے کو اتنا خرچ ملنا چاہیے کہ آمر کے وطن سے مکہ مکرمہ تک جانے اور واپس آنے کے لئے درمیانی طور پر کافی ہو جائے، نہ تنگی ہو اور نہ فضول خرچی۔

(۲) مصارف میں سواری، کھانے پینے کا سامان، سفر کے کپڑے، کپڑوں کی دھلائی، جمالی، مکان کا کرایہ وغیرہ جن جن چیزوں کی ضرورت ہو، مامور کی حیثیت کے مطابق سب داخل ہیں اور آمر کے مال سے بلا تنگی و فضول خرچی کے مذکورہ اخراجات میں خرچ کرنا جائز ہے۔

(۳) مامور کو آمر کے مال سے کسی کی دعوت کرنا، کسی کو کھانے میں شریک کرنا، یا صدقہ دینا یا قرض وغیرہ دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر آمر نے ان سب امور کی اجازت دی ہو تو جائز ہے۔

(۴) فقیہ ابو الیث نے ہر اس چیز میں آمر کا مال صرف کرنا جائز کہا ہے جس کو عام طور پر حجاج کرتے ہوں، اور ذخیرہ میں اسی کو مختار لکھا ہے، مگر پھر بھی احتیاط اسی میں ہے کہ آمر سے جملہ امور میں صرف کرنے کی اجازت حاصل کر لے تاکہ تنگی اور مواخذہ نہ ہو، آمر کو بھی چاہیے کہ مامور کو حج کے نفقہ کے علاوہ کچھ زائد رقم بھی بطور ہدیہ دے دے تاکہ خرچ کرنے میں سہولت رہے اور حساب کتاب رکھنے کی تکلیف نہ ہو۔ البتہ یہ خیال ضرور رہے کہ حج کے لئے دیا جانے والا نفقہ مامور کو ہبہ (بخشش) نہ کرے، کیونکہ اس صورت میں وہ مامور کی ملک ہو جائے گا اور آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

(۵) مامور سے کوئی جنایت ہو جائے تو دم جنایت اپنے مال سے دے، بلا اجازت آمر اس کے مال سے دینا جائز نہیں ہے۔

(۶) حج سے فراغت کے بعد آمر کے مال سے نقد رقم سامن وغیرہ آمر یا اس کے ورثاء

کو واپس کرنا واجب ہے۔ ہاں اگر وہ جہہ کروے تو لینا درست ہے

عورت کے حج کا طریقہ

شروع کتاب میں حج تمتع کے باب میں جہاں جہاں عورتوں کا جدا گانہ حکم تھا وہاں اسکو الگ بیان کیا جا چکا ہے تاہم یہاں عورتوں کے حج کے کچھ احکامات الگ سے لکھے جا رہے ہیں تاکہ عورتیں خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور باسانی عمل کر سکیں۔

عورتیں حج کے تمام افعال مردوں ہی کی طرح کریں لیکن چند امور میں ان کے لئے مردوں سے مختلف حکم ہے اور کچھ امور عورتوں ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان سب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) بہت سی عورتیں حج یا عمرہ کے لئے بغیر محرم اور بغیر شوہر کے چل دیتی ہیں، عورت کا بغیر محرم کے حج یا عمرہ کے لئے جانا ناجائز اور گناہ ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے، اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے یہ سن کر ایک شخص نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ میرا نام تو فلاں فلاں جہاد میں لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے نکلی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو جہاد میں نہ جا بلکہ اپنی عورت کے ساتھ جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

(۲) کتنی عورتیں فرضی محرم یعنی کسی کو منہ بولا باپ یا بیٹا یا بھائی بنا کر حج یا عمرہ کے لئے چلی جاتی ہیں، شریعت میں ان رشتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ایسا کرنا گناہ ہے۔ اسلامی قانون کے ساتھ ایسا مذاق جائز نہیں۔ ایسی صورت میں

عورت کا حج یا عمرہ تو ہو جائیگا لیکن ساتھ ہی ساتھ نامہ اعمال میں ایک گناہ بھی درج ہوگا اور مرد تو مفت ہی میں گناہ مول لے گا۔

(۳) بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ بغیر محرم کے چند عورتوں کے ساتھ مل کر حج یا عمرہ کے لئے جانا درست ہے، ان کا یہ خیال غلط ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہ ممانعت جوان اور بوڑھی ہر عورت ہر ایک کے لئے ہے۔ مومن بندوں پر لازم ہے کہ شریعت کی پابندی کریں، اور نفس کی خواہش پر نہ چلیں۔

(۴) جس عورت پر حج فرض ہو گیا ہے لیکن ساتھ جانے کے لئے محرم نہیں ملتا اس کو چاہئے کہ محرم ملنے تک حج کو ملتوی کر دے۔ اس مجبوری کی وجہ سے حج میں جو تاخیر ہوگی اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اگر عمر بھر کوئی محرم نہ ملے تو ایسی عورت پر مرتے وقت حج بدل کی وصیت کرنا واجب ہے۔

(۵) عدت والی عورت ایام عدت میں قطعاً حج کے لئے نہ جائے۔ اس کے لئے اس حالت میں حج کا سفر کرنا حرام ہے۔ کیونکہ عورت کے لئے ان ایام میں شرعی سفر ۳۸ میل ”تقریباً ۷۸ کیلو متر“ سے کم مسافت پر بھی نکلنا جائز نہیں ہے۔ عورت عدت کی حالت میں کسی شدید مجبوری کی وجہ سے صرف دن کو گھر سے باہر نکل سکتی ہے، رات کو ہر حالت میں عدت والے گھر میں لوٹنا واجب ہے اور اسی گھر میں رات گزارنا ضروری ہے۔ ظاہر بات ہے کہ حج میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ پس عورت طلاق یا موت کی عدت میں حج کے لئے نہ نکلے۔ اگر عورت نے عدت کی حالت میں حج کر لیا تو اس کا حج تو ہو جائے گا لیکن گنہگار ہوگی۔

(۶) احرام باندھتے وقت مردوں کی طرح تہبند باندھنے اور چادر اوڑھنے کا حکم عورتوں کے لئے نہیں ہے۔ عورت کو روزمرہ کے سلسلے ہوئے کپڑے پہننا جائز

ہے، خواہ رنگین ہوں۔ موزے اور دستا نے بھی پہن سکتی ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ نہ پہنے۔ ریشمی سلا ہوا کپڑا، سونا اور ہر قسم کے زیور پہن سکتی ہے۔ ایسا جوتا بھی پہن سکتی ہے جس سے قدم کے بیچ کی ہڈی بھی چھپ جائے۔

(۷) مرد کی طرح سر کو کھلا نہ رکھے۔ عورت کے لئے سر ڈھانکنا واجب ہے۔ عورت کو چاہئے کہ احرام کی حالت میں سر پر چھوٹا رومال باندھ لے تاکہ سر نہ کھلے۔ لیکن یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ رومال پیشانی پر نہ آجائے ورنہ جزا لازم ہوگی۔ کیونکہ احرام کی حالت میں عورت کی پیشانی پر کپڑا لگنا جائز نہیں ہے۔ سر پر رومال باندھنے کا حکم وجوب ستر کے لئے ہے نہ کہ احرام کے لئے۔ کیونکہ عورت کے سر میں احرام نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر سر کھلا رکھے تو جنایت لازم نہ ہوگی۔ اجنبی مرد کے سامنے رومال باندھنا واجب ہے اور سر کھولنا گناہ ہے۔ یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ عورتیں احرام کے وقت سر پر ایک کپڑا باندھ لیتی ہیں اور اس کو عورتوں کا احرام سمجھتی ہیں یہ غلط ہے۔ اصل میں رومال سر کے بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے تاکہ سر کی اونٹھنی سرکتے رہنے کی وجہ سے بال نہ ٹوٹیں۔ وضو کے وقت کپڑا کھول کر سر کے بالوں پر مسح کرے۔

بعض عورتیں کپڑے ہی پر مسح کر لیتی ہیں یہ غلط ہے۔ ایسا کرنے سے مسح نہیں ہوگا، جب مسح نہیں ہوگا تو وضو بھی نہیں ہوگا اور وضو نہیں ہوگا تو نماز کیسے صحیح ہوگی؟ لہذا بہت احتیاط برتیں اور صحیح طریقہ سے مسح کریں۔ اسی طرح پاکی کے غسل کے لئے بھی سر سے رومال اتار کر غسل کریں اور بالوں کو پورے طور پر دھوئیں تاکہ جڑوں میں بھی پانی پہنچ جائے اور تمام بدن کو دھوئیں، لیکن خوشبو والا صابون

استعمال نہ کریں، نہ میل اتاریں۔

(۸) تبلیہ بلند آواز سے نہ کہیں۔

(۹) رمل نہ کریں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح طواف میں تیز تیز چلنا شروع کر دیتی ہیں یہ غلط ہے۔

(۱۰) عورت کے لئے مستحب ہے کہ اگر مطاف میں مردوں کا ہجوم ہو تو خانہ کعبہ سے دور رہ کر طواف کرے۔ دیکھا گیا ہے کہ مطاف میں عورتیں مردوں کے ساتھ مل جل کر چلتی ہیں اور ہجوم میں ان کے کھلے ہوئے اعضاء مردوں کے اعضاء سے مس ہو جاتے ہیں، اس طرح مخلوط طواف کرنا سخت گناہ کا کام ہے۔

اسی لئے عورتوں کو ایسے وقت میں طواف کرنا چاہئے جب مردوں کا ہجوم نہ ہو۔ اسی طرح ہجوم کے وقت حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے۔ صرف اشارے سے استلام کر لینا بہتر ہے۔

(۱۱) اس بات کا عورتیں خاص خیال رکھیں کہ جیسے جیسے ۸، ذی الحجہ کا دن قریب آتا جاتا ہے ہجوم بڑھتا جاتا ہے اور آٹھ ذی الحجہ سے چند دن پہلے تو یہ عالم ہوتا ہے کہ فرض نماز کی جماعت سے چند منٹ پہلے مردوں کو نماز کے لئے جگہ ملنی مشکل ہو جاتی ہے اور عورتوں کے لئے تو تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ اس لئے طواف ایسے وقت میں شروع کریں کہ جماعت کھڑی ہونے سے کافی پہلے فارغ ہو جائیں۔

(۱۲) طواف کے ختم پر اگر مقام ابراہیم پر مردوں کی کثرت ہو تو طواف کی دو گانہ وہاں نہ پڑھے، بلکہ مردوں کے ہجوم سے الگ حرم میں کسی دوسری جگہ پڑھے۔

(۱۳) صفا اور مروہ کے درمیان سنی کرتے وقت دو سبز ستونوں کے درمیان نہ دوڑے بلکہ عام رفتار سے چلے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ عورتیں نہ صرف سبز ستونوں

کے درمیان دوڑنا شروع کر دیتی ہیں، بلکہ بعض عورتیں تو پوری سعی میں دوڑتی رہتی ہیں، یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔

(۱۴) مردوں کے ہجوم کے وقت صفا اور مروہ کی کشادہ جگہ تک نہ چڑھے۔

(۱۵) عورت کو چاہئے کہ سعی کرتے وقت جنگلے سے (معدورین کی سعی کے لئے بچ میں بنا ہوا راستہ) قریب ہو کر چلیں۔ اس طرح مردوں کے ہجوم سے بچی رہیں گی۔

(۱۶) احرام سے حلال ہونے کے لئے سر نہ منڈوائے بلکہ تمام سر کے بالوں یا چوتھائی سر کے بالوں سے لمبائی میں انگلی کے ایک پور کے برابر کاٹ لے۔

آسان طریقہ یہ ہے کہ نلکے ہوئے بال کے کونے کو انگلی پر پریٹ کر ایک پورے سے کچھ زائد کاٹ لے۔ لیکن خیال رہے کہ سر کے نلکے ہوئے بالوں میں سے کم از کم چوتھائی سر کے بال ایک پورے سے کچھ زائد کاٹے جائیں۔

(۱۷) گھر سے روانگی کے وقت عورت اگر ایام سے ”حالت حیض میں“ ہو تو اس حالت میں احرام باندھ سکتی ہے، احرام باندھنے کی نیت سے نہا دھو لے۔ ایسی حالت میں اگر غسل نقصان دہ ہو تو وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ کر تلبیہ پڑھے۔ احرام کی نماز نہ پڑھے۔

(۱۸) احرام باندھنے کے بعد عورت اگر حائضہ ہو جائے تو احرام ختم نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے۔ وہ احرام سے اسی وقت نکلے گی جب سارے ارکان ادا کر کے بال کٹا لے گی۔

(۱۹) حائضہ عورت مکہ مکرمہ پہنچ کر اپنی رہائش گاہ پر قیام کرے اور مسجد حرام نہ جائے، اس لئے کہ حیض یا نفاس والی عورت کے لئے حالت حیض و نفاس میں مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔ اس عرصہ میں تلبیہ، تکبیر و تہلیل اور تسبیحات پڑھتی رہے۔

جب ایام سے فارغ ہو جائے تو پاکی کا غسل کرے اور با وضو حرم شریف جا کر عمرہ کے افعال ادا کرے یعنی طواف کرے، دو گانہ طواف پڑھے، سعی کرے اور اوپر لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق بال کٹائے۔

(۲۰) اگر ۸، ذی الحجہ سے پیشتر ایام سے ہو جائے تو اسی حالت میں حج کا احرام باندھے، حج کی نیت کرے اور تکبیر پڑھے۔ منی، عرفات اور مزدلفہ میں نمازیں نہ پڑھے۔ تکبیر و تہلیل اور تسبیحات پڑھتی رہے۔ اگر اب بھی ایام سے ہے تو طواف زیارت نہ کرے، جب پاک ہو جائے تو فوراً طواف زیارت کر لے۔

(۲۱) حیض کی وجہ سے طواف زیارت اگر اپنے وقت سے مؤخر ہو گیا تو دم واجب نہیں ہوگا، لیکن خیال رہے کہ طواف زیارت حج کا رکن ہے، اس کا کوئی بدل نہیں ہے اور یہ ساقط بھی نہیں ہوتا، اس لئے جب تک طواف زیارت نہیں کرے گی، حج ادا نہ ہوگا۔

(۲۲) اگر طواف کے دوران حیض آجائے تو طواف بند کر دے اور مسجد سے باہر آجائے اور سعی چونکہ طواف کے تابع ہے اس لئے سعی بھی نہ کرے۔ پاک ہونے کے بعد طواف اور سعی کرے۔

(۲۳) طواف سے فارغ ہوتے ہی حیض آگیا تو حالت حیض میں سعی کرنا جائز ہے، کیونکہ سعی کے لئے پاکی لازم نہیں ہے۔

حالت حیض میں طواف اس لئے جائز نہیں ہے کہ مطاف مسجد کے اندر ہے اور سعی اس لئے جائز ہے کہ صفامروہ کے درمیان سعی کی جگہ مسجد کی جگہ نہیں ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ اب تو سعی کی جگہ بھی مسجد حرام میں داخل ہو گئی ہے تو یہ بات غلط ہے، اس لئے کہ مکہ مکرمہ کے معتبر اور با اثر لوگوں کی معرفت امام الحرمین

سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے بتلایا کہ سعی کی جگہ پہلی حالت ہی میں رکھی گئی ہے، اس کو مسجد کے حدود میں داخل نہیں کیا گیا۔

(۲۴) حائضہ عورت کے لئے نماز اور تلاوت قرآن کے علاوہ باقی ذکر اور درود و وظائف پڑھنا جائز ہے منع نہیں ہے بلکہ مستحب یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت (پاک صاف ہو کر) وضو کر کے جتنی دیر نماز ادا کرنے میں ہوتی تھی اتنی دیر ”سُبْحَانَ اللَّهِ“، ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“، ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ“ وغیرہ دعائیں پڑھتی رہے تاکہ عبادت کی عادت باقی رہے۔

(۲۵) اگر حیض و نفاس والی عورت کے ہمراہی ”ساتھی“ وطن کے لئے روانہ ہو رہے ہوں اور وہ حیض و نفاس سے پاک نہ ہوئی ہو تو اسے طواف و داع کا ترک کرنا جائز ہے، اس سے طواف و داع ساقط ہو جائیگا اور ترک کر دینے سے دم واجب نہ ہوگا۔ اس حالت میں وطن روانہ ہوتے وقت وہ مسجد حرام میں داخل نہ ہو بلکہ باب و داع یا کسی اور دروازے کے باہر کھڑے ہو کر دُعا کر لے۔ خانہ کعبہ کی دوری سے زیارت کر لے اور روانہ ہو جائے۔

(۲۶) عورتوں میں جو یہ مشہور ہے کہ حج یا عمرہ کے سفر میں پردہ نہیں ہے، یہ جہالت کی بات ہے۔ ایسی عورتیں بے پردہ ہو کر خود بھی گنہگار ہوتی ہیں اور نظر ڈالنے والے مردوں کو بھی گنہگار بناتی ہیں۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہے:

ہم عورتیں حج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں اور احرام کی وجہ سے ہم چہروں پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں، پھر جب ہمارے سامنے سے مرد گزرتے تو ہم اپنی چادر سر کے اوپر سے لٹکا کر پردہ کر لیتی تھیں، جب وہ مرد آگے

(معارف الحدیث)

بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتی تھیں

عورتوں کے لئے ایک اہم مسئلہ

کسی عورت نے تمتع کی نیت سے احرام باندھا اور مکہ معظمہ پہنچنے سے پہلے یا مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے ہی اس کو حیض یا نفاس شروع ہو گیا اور خون جاری رہا یہاں تک کہ ۸، ذی الحجۃ یعنی منی جانے کا دن آ گیا تو ایسی عورت عمرہ ترک کر دے اور ممنوعات احرام (خوشبو لگانا، ناخن کاٹنا وغیرہ) میں سے کوئی فعل کر کے سر کے بال کھول کر اس میں تیل ڈال کر کنگھی کر کے عمرہ کا احرام کھول دے پھر صفائی کا غسل کر کے ”حج کا احرام“ باندھ کر تلبیہ پڑھ لے اور منی چلی جائے اور حج کے تمام افعال ادا کرتی رہے اور حیض یا نفاس بند ہونے کے بعد پاکی کا غسل کر کے طواف زیارت اور سعی کرے اور اس عورت کا حج ”حج افراد“ شمار ہوگا۔

حج سے فراغت کے بعد اس چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء کی نیت سے ایک عمرہ کر لے اور قربانی یعنی دم دے وہ دم جو سابق عمرہ چھوڑنے کے وجہ سے واجب ہوا تھا۔

ایسی عورت پر ”حج تمتع“ کے شکرانے کا ”دم“ واجب نہیں ہے اس لئے کہ اس کا حج، حج افراد ہوا ہے اور حج افراد کرنے والے پر قربانی نہیں ہے۔

(خیر الفتاویٰ، ۴/۲۳۳، یعنی شرح بخاری ۱۰/۱۲۳، مشکوٰۃ ۵/۳۰۶-۳۰۷)

نوٹ: جس عورت کو اپنی عادت کے مطابق اس بات کی امید نہ ہو کہ وہ پاک ہو کر ایام حج سے پہلے عمرہ ادا کر سکیگی اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ ”حج افراد“ کا احرام باندھے تاکہ عمرہ چھوڑنے کے وجہ سے جو دم واجب ہوتا ہے وہ لازم نہ

عورتوں کا ایک اور اہم مسئلہ

۲۷ تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۷ء حج ہاؤس ممبئی میں منعقد ہونے والے دسویں فقہی سمینار میں حج و عمرہ سے متعلق جو اہم تجاویز اور فیصلے سامنے آئے تھے ان میں تجویز نمبر ۱۰، حسب ذیل قرار پائی تھی۔

تجویز نمبر ۱۰: اگر طواف زیارت سے پہلے کسی عورت کو حیض یا نفاس کا خون آجائے اور اسکے پہلے سے متعین پروگرام میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ وہ حیض سے پاک ہو کر طواف زیارت کر سکے تو اسکے لئے اولاً تو ضروری ہے کہ ہر ممکن کوشش کے ذریعہ (پاک ہو کر طواف زیارت کر سکے اتنے وقت تک کے لئے اپنا سفر مؤخر کر والے) اگر یہ ممکن نہ ہو تو حالت حیض ہی میں طواف زیارت کر لے اور ایک بڑے جانور کی قربانی دم جنایت کی نیت سے کرے۔ اس طرح کرنے سے اسکا طواف زیارت ادا ہو جائیگا اور جملہ پابندی سے مکمل حلال ہو جائیگی۔

اصطلاحی الفاظ

حج کے مسائل میں کئی جگہ اصطلاحی نام عربی زبان میں آئے ہیں۔ اگرچہ ہر جگہ ان الفاظ کی ضروری تشریح کر دی گئی ہے، تاہم یہاں ان اصطلاحات کو مزید سمجھانے کے لئے الگ سے بیان کیا جاتا ہے۔

حج کے مہینے یعنی شوال و ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے اول دس دن	اشہر حج
اللہ تعالیٰ کے گھر کی مقررہ دنوں میں مخصوص عبادتوں کے ساتھ زیارت کرنا۔	حج

عمرہ	مقررہ دنوں کے علاوہ بیت اللہ کی مخصوص عبادتوں کے ساتھ زیارت کرنا
احرام	حاجی جس وقت حج یا عمرہ یا دونوں کی پختہ نیت کر کے تلبیہ پڑھتا ہے تو چونکہ اس پر چند حلال اور مباح چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں، اس لئے اسکو احرام کہتے ہیں اور مجازاً ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی احرام کی حالت میں استعمال کرتا ہے۔
افراد	صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا
قرآن	حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر پہلے عمرہ کرنا پھر حج کرنا۔
تمتع	حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا پھر اسی سال حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔
تلبیہ	وہ ورد جو عمرہ اور حج کے دوران حالت احرام میں کیا جاتا ہے، یعنی ”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ الْخ“ باواز بلند پڑھنا، البتہ خواتین آہستہ پڑھیں گی۔
تبیع	سُحُانَ اللَّهِ کہنا۔
تکبیر	اللہ اکبر کہنا۔

(۱۰)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ابو داؤد)

(۱۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ فِی الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (مسلم شریف)

(۱۲)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ابو داؤد شریف)

(۱۳)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (مسلم شریف)

(۱۴)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَارْوَاجِهِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
ذُرِّيَّتِهِ وَ اَهْلَ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(ابو داؤد)

(۱۵)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اِلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اِلِ اِبْرَاهِيْمَ (طبری)

(۱۶)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اِلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اِلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اِلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ
تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اِلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلِ

اضطباع	احرام کی اوپر والی چادر کو دھنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔
رمل	طواف کے پہلے چار پھيروں میں اکثر کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر قدرے تیزی سے چلنا۔
استلام	حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا اور یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ یا چھتری ”لکڑی“ سے اشارہ کرنا۔
سعی	صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریق سے سات چکر لگانا۔
صفا	بیت اللہ کے قریب جنوبی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔
مروہ	کعبہ کے شمال مشرقی گوشے کے قریب ایک پہاڑی ہے، جہاں سعی ختم ہوتی ہے۔
منسعی	صفا مروہ کے مابین سعی کرنے کی جگہ
میلین اخضرین	دو ہزستون جن کے درمیان صفا اور مروہ کی سعی کرتے ہوئے دوڑ کر گزرنا منقول ہے۔
حلق	سر کے بال منڈوانا۔
قصر	بال کتروانا۔
یوم الترویہ	آٹھویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں، جس روز حج کی عبادات شروع ہوتی ہیں
منی	مکہ سے پانچ کیلومیٹر کی دوری پر واقع وہ دادی، جہاں حجاج کرام قیام کرتے ہیں

مسجد خیف	منیٰ کی بڑی مسجد کا نام ہے جو منیٰ کی شمالی جانب میں پہاڑ سے متصل ہے۔ کہتے ہیں کہ اس میں ستر نبی مدفون ہیں۔
ایام تشریق	جن دنوں میں تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے، یعنی ۹، ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳، ذی الحجہ کی عصر تک۔
یوم عرفہ	جس روز میدان عرفات میں حج ہوتا ہے یعنی ۹، ذی الحجہ کا دن
عرفات یا عرفہ	مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹۰ میل دور مشرق کی طرف ایک میدان ہے جہاں حاجی لوگ نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔
جبل رحمت	عرفات میں وہ پہاڑ، جس کے قریب آنحضور ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ دیا تھا۔
مسجد نمرہ	عرفات کے کنارے پر ایک مسجد ہے۔
مزدلفہ	منیٰ سے عرفات کی طرف تقریباً پانچ کلومیٹر کی دوری پر واقع میدان ہے، جہاں حجاج کرام عرفات سے واپسی پر رات بسر کرتے ہیں۔
بحرات یا جمار	منیٰ میں تین مقام ہیں جہاں قد آدم ستون بنے ہوئے ہیں، یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب مشرق کی طرف ہے اسکو حجرۃ الاولیٰ کہتے ہیں اور اُس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بچ والے کو حجرۃ الوسطیٰ اور اس کے بعد والے کو حجرۃ الکبریٰ اور حجرۃ العقیٰ اور حجرۃ الاخریٰ بھی کہتے ہیں۔

رمی	جمرات پر کنکریاں مارنا۔
طواف زیارت	۱۰، ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذی الحجہ تک ہو سکتا ہے، مگر دس ذی الحجہ کو کرنا بہتر ہے۔ یہ حج کا رکن ہے۔
طواف وداع	بیت اللہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے، یہ ہر آفاقی پر واجب ہے۔
دم	احرام کی حالت میں ممنوع افعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے اس کو دم کہتے ہیں۔
معمیم	وہ جگہ جہاں سے مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران عمرہ کے لئے احرام باندھتے ہیں۔
جنت المعلیٰ	مکہ مکرمہ کا قبرستان
ذوالحلیفہ	ایک جگہ کا نام ہے، جو مدینہ منورہ سے (مکہ کی طرف) تقریباً ۱۰، کیلومیٹر کی دوری پر واقع ہے جو مدینہ منورہ کی جانب سے مکہ مکرمہ آنے والوں کی میقات ہے۔ اسے بحر علی بھی کہتے ہیں۔
بجۃ البقیع	مدینہ پاک کا وہ بابرکت قبرستان، جس کی خود رسول کریم ﷺ زیارت فرمایا کرتے تھے، مسجد نبوی ﷺ اور روضہ اطہر پر حاضری اور درود و سلام کے بعد پہلی فرصت میں جنت البقیع کی زیارت کرنی چاہئے۔

زیارات مکہ مکرمہ

مولد الرسول (یعنی حضور ﷺ کی جائے پیدائش) :

مکہ معظمہ کی پہاڑی ابو قیس کے دامن میں محلہ ”قشاشہ“ کی سوق اللیل نامی گلی میں یہ مکان واقع ہے۔ اس مکان میں بنی نوع انسان کی اس عظیم ترین ہستی نے ولادت باسعادت پائی جو بنی نوع آدم کے لئے رحمت الہی ثابت ہوئی۔ اب وہ عمارت اس حالت میں باقی نہیں ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھی۔ تاہم یہ مکان اسی جگہ پر واقع ہے، جہاں رسول اکرم ﷺ کے والد جناب عبداللہ کا مکان تھا اور جس جگہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ یہاں پر حضرت محمد ﷺ ۱۲، ربیع الاول مطابق ۲۳، اپریل ۱۷۵۷ء کو رحمت عالم بن کر دنیا میں تشریف لائے تھے۔

آج کل اس عمارت میں ایک کتب خانہ اور ایک مدرسہ قائم ہے۔ یہ مقام ٹیکسیوں کے اڈے سے بالکل ملا ہوا ہے۔ ساتھ میں پولیس کا ایک دفتر بھی ہے۔ یہاں تک پہنچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ صفا پہاڑی کے قریب کسی بھی دروازے سے حرم سے باہر آجائیں اور سیدھے ہاتھ پہاڑی کے نیچے والے مکانات کے ساتھ ساتھ چلیں۔ تقریباً ۳، فرلانگ کے فاصلے پر دہنی طرف یہ مکان نظر آئیگا۔
جنت المعلیٰ :

جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے، یہ قبرستان بقیع یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان کے سوا باقی تمام قبرستانوں سے افضل ہے اس کی زیارت بھی مستحب

ہے۔ جنت المعلیٰ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اور صلحاء امت کی زیارت کی نیت سے جائیں اور کوئی بات خلاف سنت نہ کریں۔

جب کسی کی قبر پر جائیں اور جگہ ہو تو پیروں کی جانب سے قبلہ کی طرف آئیں، سر کی جانب سے قبر کے سامنے نہ آئیں اور ان الفاظ میں سلام پڑھیں:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَا رَقَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ، أَنْتُمْ سَبَقْنَاوْ نَحْنُ بِالْآخِرِ
وَإِنَّا أَنْشَاءُ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ.

اس کے بعد کچھ دیر تک کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دعا مانگیں اور کھڑے رہنے یا بیٹھنے کی مقدار میں قرب تعلق اور بعد تعلق کے اعتبار سے میت کے ساتھ وہی معاملہ کریں جو اس کی زندگی میں کرتے تھے، سورہٴ اٰنس یا سورہٴ اخلاص گیارہ یا سات مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچائیں، قبر پر نہ بیٹھے اور قبروں کے اوپر چلنے سے احتیاط برتیں۔

فی الحال اس قبرستان کے دو حصے کر دئے گئے ہیں اور دونوں کے درمیان سے سڑک نکالی گئی ہے۔

یہاں شمال کے ایک چھوٹے سے کونہ میں حضور ﷺ کی پہلی بیوی ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی آرام فرماتیں۔

اس کے علاوہ آپ ﷺ کے صاحبزادگان، حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت طاہر رضی اللہ عنہ، اور حضرت طیب رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب اور چچا محترم جناب ابوطالب کی قبریں بھی اسی قبرستان میں ہیں۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت فضیل بن عباسؓ اور بے شمار تابعین اور اولیاء کرام بھی وہیں مدفون ہیں۔

یہ قبرستان شارع غزہ پر مسجد جن کے قریب ہے۔ یہی سڑک آگے منی کو جاتی ہے اور منی جانے والی بسیں وہاں ہو کر ہی گزرتی ہیں۔

پہلے اس میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی، لیکن اب کھلا رہتا ہے، اور لوگ اطمینان سے ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر پر فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔

مسجد الرایہ :

مسجد جن کے قریب ہی سیدھے ہاتھ پر مسجد الرایہ ہے۔ عربی زبان میں رایہ کے معنی ”جھنڈے“ کے ہوتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو اُس قوم پر پورا اختیار حاصل ہو گیا تھا جو مسلمانوں کے خون کے پیاسی تھی لیکن اپنے قاتلوں، ستانے والوں اور ہجرت پر مجبور کرنے والوں کو پوری طرح غلبہ پالینے کے بعد کسی بھی بدلے کے بغیر معاف کر دینا، یہ صرف اور صرف محمد عربی ﷺ ہی کی شان تھی۔

پوری دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ایک ایک ورق کئی کئی دفعہ پڑھ ڈالئے، گہرائی سے مطالعہ کیجئے ایسی مثال کہیں نہیں ملے گی کہ جو لوگ حقیقی معنی میں سزا کے مستحق تھے، ان کو سزا دینے کے بجائے کھلے دل سے معاف کر دیا گیا۔ غزوہ درگزر کا ایسا روشن باب اسلام کی تاریخ کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتا، اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ مکہ مکرمہ ایک ایسی ذات نے فتح کیا تھا جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں فرمایا ہے :

وَمَا ارْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

ترجمہ : ہم نے آپ ﷺ کو عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

مسجد جن :

یہ مسجد سوق المعلیٰ میں جنت المعلیٰ کے قریب واقع ہے۔ اس کا نام مسجد بیعت اور مسجد حرس بھی ہے۔ یہیں نبی کریم ﷺ نے جناتوں سے بیعت لی تھی۔ اس وقت کھلا میدان تھا، اب خوبصورت مسجد بنادی گئی ہے۔ دیگر مقامات مقدسہ کی طرح یہ مسجد بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کے کرم سے فضیلتوں کا مرکز بن گئی ہے۔

جبل النور (غار حرا) :

یہ پہاڑ مکہ مکرمہ سے منیٰ جاتے ہوئے تقریباً تین میل کے فاصلے پر بائیں جانب پڑتا ہے۔ اس کی چڑھائی زیادہ نہیں ہے، تقریباً دو ہزار فٹ بلند ہے۔ دامن کوہ تک سواریاں پہنچ جاتی ہیں، اس کی چوٹی پر وہ مقدس غار واقع ہے جو غارِ حرا کے نام سے موسوم ہے اور جس کا تاریخِ اسلامی میں ایک اہم مقام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نبوت سے پیشتر اس غار میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے، سب سے پہلی وحی اسی جگہ نازل ہوئی تھی۔ ہدایت کا وہ نور جسکی ضوفشانی سے تاریکیاں دور ہو گئیں یہیں سے چار دانگ عالم میں پھیلا۔ کائنات کے سرستہ راز اسی غار میں جناب رسول اللہ ﷺ پر منکشف ہوئے۔ یہیں حضور اکرم ﷺ منصب رسالت پر فائز ہوئے۔

جناب رسالت مآب ﷺ جب عمرِ عزیز کے اکتالیسویں برس میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے۔ آپ ﷺ کا زیادہ تر وقت غارِ حرا میں یاد الہی اور غور و فکر میں گزرتا اور کئی کئی شب غارِ حرا میں رہ کر عبادت کرتے۔ یہیں پر ماہِ رمضان المبارک کی ایک مقدس شب کو قرآن کریم کی ابتدائی آیات، وحی کے ذریعہ

آپ ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوئیں۔

حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ سے فرمایا ”اقْرَأْ“
 ”پڑھئے“ آپ ﷺ نے فرمایا ”مَا اَنَا بِقَارِئٍ“ ”میں پڑھا ہوا نہیں ہوں“
 فرشتے نے آپ ﷺ کو پکڑ کر اس درجہ دیا اور بھیجا کہ آپ ﷺ کی قوت
 برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا، اور کہا
 ”اقْرَأْ“ ”پڑھو“ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ ”مَا اَنَا بِقَارِئٍ“ ”میں
 پڑھا ہوا نہیں ہوں“ اس نے پھر آپ ﷺ کو بھیجا یہاں تک کہ پھر آپ ﷺ
 کی قوت برداشت جواب دینے لگی۔ اس نے پھر آپ ﷺ کو چھوڑ دیا اور کہا ”اقْرَأْ“
 ”پڑھئے“ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ ”مَا اَنَا بِقَارِئٍ“ ”میں پڑھا ہوا
 نہیں ہوں“ اس نے تیسری مرتبہ آپ ﷺ کو بھیجا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی
 قوت برداشت جواب دینے لگی، پھر اس نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا اور کہا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ.. الْمِی.. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

ترجمہ: پڑھئے ”اے نبی“ اپنے پیدا کرنے والے پروردگار کے نام سے جس نے
 ہوئے خون کے لوٹھرے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم
 ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ جانتا نہیں تھا۔

یہ سورۃ العلق کی ابتدائی ۵ آیات ہیں جو سب سے پہلے رسول اللہ
 ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کی گئیں اور انہیں آیات سے قرآن کریم کے نزول کا
 سلسلہ شروع ہوا۔

جبل ثور :

مکہ مکرمہ سے تقریباً چھ میل دور وہ پہاڑی ہے جسکو جبل ثور کہتے ہیں، جس

کے ایک عار میں رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین شب قیام فرمایا تھا، اس کی چوٹی پر یہ عار ہے، میل ڈیرہ میل کی چڑھائی ہے اور پہاڑی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس پر چڑھنے میں تقریباً دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ کمزور دل، ضعیف اور بیمار دلا چار آدمی اس پر نہ چڑھیں۔ کبھی کبھی لوگ نیچے گر کر جاں بحق بھی ہو جاتے ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کا گھر :

یہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وہ مکان ہے، جہاں سرور کائنات ﷺ نے ہجرت مدینہ منورہ تک قیام فرمایا۔ یہیں حضرت فاطمہ الزہراءؓ کی ولادت ہوئی اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی اولادیں بھی اسی جگہ پیدا ہوئیں تھیں۔ یہ مقام حرم شریف کے بعد مکہ مکرمہ میں سب سے افضل ہے۔ صفا اور مروہ کی جانب مروہ سے باہر نکلیں تو سامنے چھپرا بازار میں داخل ہوتے ہی دائیں جانب زرگروں کی پہلی گلی میں یہ مکان ہے۔ لوگ باہر ہی سے زیارت کر لیتے ہیں۔ یہاں پر ایک دار الحفظ قائم کر دیا گیا ہے۔ جہاں بچے قرآن پاک حفظ کرتے ہیں۔

مسجد عائشہؓ :

اس مسجد کو مسجد تنعیم بھی کہتے ہیں، جہاں سے عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔ یہ مسجد حرم کی حدود سے باہر ہے اور مکہ مکرمہ سے تین میل دور مدینہ روڈ پر واقع ہے۔ وہاں تک جانے کے لئے حرم شریف کے باہر باب عبدالعزیز کے سامنے سے ہر وقت بسیں مل جاتی ہیں۔ اگر آپ مکہ میں قیام کے دوران عمرہ کرنا چاہیں تو اپنی رہائش گاہ سے احرام باندھ کر یہاں آئیں اور پھر عمرہ کی نیت کر کے یہاں سے واپس مکہ جا کر عمرہ کریں۔ اگر وہاں جا کر غسل و احرام وغیرہ سے فراغت کرنا چاہیں تو وہاں بھی اس کا

انتظام ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کے مطابق عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے مکہ مکرمہ سے باہر جانا ضروری ہے۔ اس پر عمل کرنے کے لئے مقام تنعیم پر جسکو مسجد عائشہ بھی کہا جاتا ہے جائیں اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آ کر عمرہ کے افعال ادا کئے جائیں۔ آپ ﷺ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے اسی جگہ بھیجا تھا۔ پورا قصہ اس طرح ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر چلے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور جو شخص حج کا احرام باندھنا چاہے وہ حج کا احرام باندھ لے میں اگر ہدی نہ لایا ہوتا تو میں بھی عمرہ کا احرام باندھ لیتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا، میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ مگر مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے مجھے ایام آ گئے (یعنی حاضہ ہو گئی) اور ایام ہی کی حالت میں مجھے عرفہ کا دن ملا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم عمرہ چھوڑ دو اور سر کھول کر نکلتی کرو اور حج کا احرام باندھ لو۔ پھر جب صبح کی رات (جس دن منی سے لوٹتے ہیں اور شب کو اثناء راہ مقام محصب میں قیام کر لیتے ہیں اس مناسبت سے اس رات کو صبح کی رات کہتے ہیں) آئی تو آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ (حضرت عائشہ کے بھائی) کو میرے ساتھ معتمیم بھیجا۔ اُن کو میری ہی سواری پر سوار کر دیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس عمرہ کے عوض میں (یعنی ترک کیے ہوئے عمرہ کے عوض) عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ اس

طرح اللہ تعالیٰ نے ان کا حج اور عمرہ دونوں ادا کروادیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مکہ والوں کو بھی عمرہ کے احرام کے لئے حرم سے باہر جانا ہوگا۔
جبل ابی قیس :

زمانہ جاہلیت میں اس پہاڑ کا نام امین تھا کیونکہ حجر اسود طوفان نوح کے وقت جگہ رکھا ہوا تھا۔ ایک ابوقیس نامی شخص نے جب اس پر اپنا مکان بنایا تو لوگ اس کو جبل ابی قیس کہنے لگے۔

مجاہد نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر پہاڑوں سب سے پہلے اسی پہاڑ کو پیدا فرمایا۔

یہ پہاڑی صفا پہاڑی کے نزدیک، بیت اللہ شریف کے بالکل سامنے ہے۔ اگر آپ حرم شریف سے حجر اسود کے رخ کے پردیکھیں تو بھی نظر آتی ہے (آجکل اس پہاڑ پر شاہ فہد کا شاہی محل تعمیر کیا گیا ہے، اس محل کی وجہ سے پہاڑ کا اگلا حصہ چھپ گیا ہے۔) یہ مکہ معظمہ کے پہاڑوں میں سب سے افضل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”جبل ابوقیس“ سب سے پہلا پہاڑ ہے جو دنیا کی سطح پر نظر آیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد حجر اسود اسی پہاڑ میں بطور امانت محفوظ رہا۔

حضور ﷺ نے معجزہ شق القمر (انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا مشہور واقعہ) جس کا بیان قرآن کریم میں ہے، اسی پہاڑ پر سے دنیا والوں کو دکھایا تھا۔ اسی پہاڑ پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو مسجد بلال کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن کچھ مؤرخین کا کہنا ہے کہ اسکا اصل نام مسجد بلال (چاند) ہے۔ کیونکہ مکہ معظمہ وادیوں میں گھرا ہوا ہونے کی وجہ سے اس جگہ سے چاند دیکھا جاتا تھا اور چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ بھی

اسی جگہ پر ہوا تھا۔ اس مسجد میں نفل نماز پڑھنا اور دعا کرنا ثواب ہے۔ ان دعاؤں کو شرف قبولیت ملتا ہے۔

محله بنی ہاشم :

محله بنی ہاشم یہ جبل ابو قیس کے دامن میں مولد الرسول ﷺ کے جنوب مشرق میں گلی کے اندر واقع ہے۔ اب وہاں حفظ قرآن کا مدرسہ ہے۔ مولد الرسول ﷺ بلکہ پورا محله بہت ہی افضل ہے۔ آپ کو یہاں پرانے زمانے کے کئی منزلیہ مکانات اور گلیاں نظر آئیں گی۔ ان ہی گلیوں میں شارع بنی ہاشم بھی ہے۔ دراصل یہ وہ محله ہے جہاں قبیلہ قریش آباد تھا اور خاندان بنو ہاشم کے سردار عبدالمطلب (جو حضور پاک ﷺ کے دادا اور کعبہ کے متولی تھے) یہیں آباد تھے، ان گلیوں میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے بزرگوں اور حضرت علیؑ نے اپنا ابتدائی زمانہ گزارا اور پھر یہیں وہ گھاٹی بنی، جو تاریخ اسلام میں شعب بن ابی طالب کے نام سے یاد کی جاتی ہے، جہاں پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے قبیلے کے افراد نے تین سال تک کفار مکہ کے ظلم و ستم سہتے ہوئے چھپ کر اپنی زندگی کا مشکل ترین دور صبر و شکر کے ساتھ گزارا۔ وہ دور جسمیں اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی وجہ سے مکہ والوں نے انکا معاش و سماجی بائیکاٹ کیا تھا اور جسمیں سارے رشتے ناطے، لیکن دین اور اشیاء خورد و نوش کی خرید و فروخت پر پابندی لگادی گئی تھی۔ یہ دور مسلمانوں پر سخت ترین دور تھا جو تقریباً ۳ سال تک جاری رہا۔



زیارت مدینہ منورہ

دربار رسالت میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سراپا چمن ہے بہار مدینہ
مدینہ کے پھولوں کو کیا پوچھتے ہو
دلوں پر ہے جس کی حکومت کاسلہ
کسی چیز کی اس کو حسرت نہیں ہے
یہ مسجد، یہ منبر، یہ روضہ، یہ گنبد
وہاں کی زمین عرش سے بھی ہے اعلیٰ
تہجد، تلاوت، تضرع، دعائیں
حنین و تبوک اور بدر و احد میں
کبار مدینہ تو یوں بھی بڑے ہیں
تمنا ہے عمر رواں اپنی گزرے
فریدی چلو چل کے روضہ پہ کہنا
دوام آشنا ہے بہار مدینہ
رگ گل ہے ہر نوک خار مدینہ
زہے شوکت تاجدار مدینہ
میسر ہو جس کو غبار مدینہ
ہے فردوس ہر یادگار مدینہ
جہاں دفن ہے تاجدار مدینہ
خوشا سحر شب زندہ دار مدینہ
صف آرا ہوئے شہسوار مدینہ
بڑوں سے بڑے ہیں صفار مدینہ
بہ ہمراہ لیل و نہار مدینہ
سلام آپ پر تاجدار مدینہ

مولانا نسیم احمد فریدی امر وی

نمبرات اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے ہیں۔

اس نقشہ کو سمجھنے کے بعد آپ بآسانی اپنی خیمے تک پہنچ جائیں گے اور منی میں آپ کو ملنے والے احباب کو اپنا مکمل پتہ بھی دے سکیں گے مثلاً آپ اس طرح بتائیں گے کہ ہمارا خیمہ 41/4 میں B-11 نمبر کا ہے، اگر وہ آدمی اس ترتیب سے واقف ہوگا تو بلا پریشانی آپ تک پہنچ جائیگا۔

آٹھویں ذی الحجہ کو منی میں کئے جانے والے اعمال :

آج منی میں کوئی خاص عمل آپ کو نہیں کرنا ہے، بس ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹، ذی الحجہ کی فجر کی نماز منی میں ادا کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے بھی پانچوں نمازیں منی میں ادا فرمائی تھیں اسلئے آج کا دن اور آج کی رات (یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن اور آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات) منی میں گزارنا ہی یہاں کا ایک عمل ہے۔ نمازوں کے وقت میں نمازیں پڑھئے، ذکر و تلاوت کیجئے، دعائیں کیجئے اور دوسروں کو بھی ان اعمال خیر کی ترغیب دیجئے۔ تبلیغ اور دعوت کا کام کرنے والے اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ مل کر اس سعادت عظمیٰ میں بھی ضرور حصہ لیجئے۔ اور اس وقت کو یاد کیجئے جب منی کے اسی میدان میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام اور کلمہ لے کر یہاں جمع ہونے والے لوگوں میں پھرا کرتے تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی طرف کو بلایا کرتے تھے۔

یہ عبادتوں کے دن ہیں، عبادتوں کی راتیں ہیں لوگ اپنے مالک کو یاد کرتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ منی وہ جگہ ہے جہاں صدیوں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام، اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے

بد نصیبی اور بے مروتی ہے۔ اس لئے جو شخص حج کو جائے اس کو مدینہ منورہ ضرور حاضری دینا چاہئے، حدیثوں میں اسکی بہت ہی تاکید اور ترغیب آئی ہے یہ مسجد دنیا کی ان تین مقدس اور بابرکت مساجد میں سے جس کے متعلق حدیث میں فرمایا گیا ہے:

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَ مَسْجِدِي هَذَا. (بخاری شریف)

ترجمہ: ثواب کی نیت سے سامان سفر نہ باندھا جائے مگر تین مساجد کیلئے، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد یعنی مسجد نبوی۔

یعنی دنیا بھر میں صرف یہ تین مسجدیں ہی ایسی مقدس اور بابرکت ہیں کہ ان کی زیارت کے لئے سفر کرنے کی گنجائش اور ثواب ہے۔

دربار رسالت مآب ﷺ کی حاضری کی برکتوں اور فضیلتوں کا کیا کہنا، ایسے مقام مقدس پر اگر ہم سر کے بل جائیں تو بھی اس کا حق ادا اور اشتیاق کم نہیں کر سکتے، اس کی گلیوں میں اولیائے کرام اور اللہ والوں نے مدتوں جوتے نہیں پہنے۔ اس کی زمین کا چپہ چپہ بابرکت ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے، جس کو مدینہ تک پہنچنے کی وسعت ہو اور میری زیارت کو نہ آئے (یعنی صرف حج کر کے چلا جائے) اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی۔

نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے، جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی، تو وہ ایسا ہی ہے گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا، جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔

دنیا میں کون ایسا آدمی ہوگا جسکو قیامت کے ہوش رہا ماحول میں حضور ﷺ کی سفارش کی ضرورت نہ ہو؟ اور اس سے زیادہ خوش نصیب کون ہوگا جسکی سفارش کی ذمہ داری خود حضور ﷺ نے اپنے سر لے لی ہو۔

حضور اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے بھی ثابت ہے۔ بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت سے شام چلے گئے تھے اور وہیں نکاح بھی کر لیا تھا۔ ایک دن آنحضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلال یہ کیا ظلم ہے، ہماری زیارت کے لئے بھی وقت نہیں ملتا! خواب دیکھتے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے، سفر کے لئے اونٹنی تیار کی اور مدینہ منورہ حاضری دی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر سن کر حضرات حسنینؓ تشریف لائے معانقہ کیا اور اذان دینے کی درخواست کی۔

پیارے صاحبزادوں کی درخواست پر حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ اذان بلال سنتے ہی مدینہ کے مرد اور عورتیں روتے ہوئے گھر سے باہر نکل آئے اور زمانہ نبوی ﷺ کی یاد نے ہر ایک کو تڑپا دیا۔ اس واقعہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہی ہے کہ دیکھیے زیارت روضہ اقدس کے لئے حضرت بلالؓ کا سفر ثابت ہے۔

متعدد روایات میں ہے کہ حضرت عمرؓ شام سے ایک سوار کو صرف اسلئے مدینہ منورہ بھیجتے تھے کہ وہ روضہ اطہر پر انکے سلام پیش کرے۔

حضرت محدث دہلویؒ اپنی کتاب جذب القلوب میں رقمطراز ہیں،

خوب سمجھ لو، حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا ارادہ کرنا اور مسجد نبوی کی زیارت سے مشرف ہونا مقبول حج کے برابر ہے، ارے زیارت مدینہ منورہ اُس حج کے بھی قبول ہونے کا ذریعہ ہے جس حج سے فارغ ہو کر آپ یہاں آئے ہیں۔

مدینہ منورہ جانے لگیں تو روضہ پاک اور مسجد نبوی، دونوں کی زیارت کی نیت کریں۔ بعض محققین نے صرف روضہ اقدس کی زیارت کی نیت سے جانے کو رائج قرار دیا ہے۔ افضل یہ ہے کہ خود آپ ﷺ کی زیارت کی نیت کی جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت ایسی پیدا کی ہے جو قاصدین زیارت کے تحفہ درود کو دربار نبوی ﷺ میں پہنچاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں زیارت کو آ رہا ہے اور یہ تحفہ پہلے بھیجا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب مدینہ منورہ کا زائر قریب پہنچتا ہے تو رحمت کے فرشتے تحفے لیکر اس کے استقبال کو آتے ہیں اور طرح طرح کی بشارتیں سناتے ہیں اور نورانی طبق اسپر شاد کرتے ہیں۔ (جذب القلوب)

اگر حج سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ جارہے ہیں تو ایک تو اس بات کا اہتمام کریں کہ طواف و دایع کرنا نہ بھولیں اور دیگر اس بات کا خیال رکھیں کہ اپنا پورا سامان حتیٰ کہ زم زم بھی ساتھ لے کر چلیں، کیونکہ اب آپکو تقریباً مدینہ منورہ سے سیدھے جدہ لے جایا جائیگا اور وہاں سے ایکاددن میں وطن واپسی ہوگی اور دوبارہ مکہ مکرمہ جانا نہیں ملیگا۔

اگر سامان کی زیادتی یا کسی اور وجہ سے آپ مدینہ منورہ زم زم لے جانا نہیں چاہتے تو مدینہ منورہ سے بھی آپ زم زم لے سکتیگے۔ حتیٰ علی الصلوٰۃ کی جانب جہاں عورتوں کی نماز کا انتظام ہوتا ہے، اس سے باہر کھلے محن میں بالکل اخیر میں زم

زم کے پانی کی سبیل ”نل“ لگے ہوئے ہیں، وہاں سے بھی ضرورت کی مقدار پانی بھرا جاسکتا ہے۔

اور اگر آپ حج کی ادائیگی سے پہلے ہی مدینہ منورہ جارہے ہیں تو بقدر ضرورت سامان ہی مدینہ طیبہ لے جائیں اور زائد سامان مکہ مکرمہ رہنے دیں۔

مکہ معظمہ کی جدائی اور فراق کے رنج و ملال کو، مدینہ طیبہ، مسجد نبوی ﷺ اور روضہ مطہرہ کی زیارت اور بارگاہ نبوت کی حضوری کے مسرت بخش اور لذیذ تصور سے بدل دیجئے اور عشق و مستی سے سرشار ہو کر آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَ
بَارِكْ وَسَلِّمْ، كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی، عَدَدُ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی.

اب آپ ہر کھڑی مکہ مکرمہ سے دور اور مدینہ منورہ سے قریب ہوتے جارہے ہیں، ہاں مگر آپ ہیں تو دو حرم کے بیچ، مبارک ہو آپ کا یہ سفر اور حرمین شریفین کی زیارت۔

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ ۲۸۵ کلومیٹر کا ہے، جس کی مسافت طے کرنے میں کم وبیش سات آٹھ گھنٹے لگتے ہیں۔ راستہ بھر یہ تصور کریں کہ سلطانِ دو عالم ﷺ کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہر وقت دھیان اور صلوة و سلام کا ورد راستہ بھر کرتے رہیں۔

اس سفر کے دوران ذہن پھر ایک بار چودہ سو سال پیچھے چلا جاتا ہے۔ ہم کچھ اس قسم کے خیالوں میں گم ہو جاتے ہیں کہ آفتاب رسالت مکہ مکرمہ میں طلوع ہو اور اس کی کرنیں مدینہ منورہ کے افق سے اس طرح چمکیں کہ اس نور سے کل کائنات

منور ہوگئی۔

جس وقت کفار قریش نے حضور ﷺ کے در دولت کا محاصرہ کر لیا تو اللہ کے حکم سے حضور ﷺ نے حسرت بھری نگاہوں سے مکہ معظمہ کو الوداع کہا۔ آپ ﷺ اپنے رفیق سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رات کی تاریکی میں اس سفر باسعادت کا آغاز فرماتے ہیں اور کعبۃ اللہ اور مکہ مکرمہ پر ڈال کر فرماتے ہیں

”اے مکہ! تو مجھے ساری دنیا سے عزیز ہے، مگر تیرے رہنے والے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔“

پھر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرماتے ہیں۔ جبل ثور کی چوٹی پر غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں تین دن قیام فرما کر کشاں کشاں منزل بمنزل سوئے مدینہ گامزن ہوتے ہیں۔

پھر نظروں کے سامنے ایک منظر وہ آتا ہے جب لوگ حضور ﷺ کی آمد کا مدنیہ منورہ میں انتظار کر رہے ہیں۔

مدینہ منورہ کے در و دیوار اس خوش آئند خبر سے گونج رہے تھے، کہ سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین محمد الرسول ﷺ مدینہ تشریف لارہے ہیں۔ آپ ﷺ کی آمد اس تاریخی شہر پر صحابہ رحمت بن کر چھانے والی ہے۔ شاہ دو عالم کی سواری مکہ مکرمہ سے سوئے بطحار واں دواں ہے۔ مدینہ منورہ کے پیر و جوان، صغیر و کبیر، عورتیں و بچے، حتیٰ کہ اشجار، احجار ہر چیز ہمد تن انتظار میں ہے۔ سب کی آنکھیں فرش راہ ہیں۔ معصوم بچے فخر و انبساط اور فرحت و سرور میں نغمہ سرائی کر رہے ہیں۔ ”رحمت کائنات کی آمد آمد ہے۔“

انتظار کی شدت اور زرخ نور کے دیدار کا شوق، اہالیان شہر کو علی الصبح شہر سے باہر صدر راستہ پر لاکھڑا کر دیتا ہے۔ مضطرب دل اور بے تاب نگاہیں سرورِ دو عالم ﷺ کی تشریف آوری کے جو انتظار ہیں۔ جب سورج میں تمازت اور گرمی میں شدت ہو جاتی ہے تو وہ حسرت و یاس کے ساتھ واپس لوٹ جاتے ہیں۔ یہی ان کا روزمرہ کا معمول بن جاتا ہے۔

ایک دن جب انصارِ مدینہ انتظار کر کے اپنے گھروں کو واپس جا چکے تھے تب ایک یہودی کی نگاہ اچانک اس قدسی صفات مردارِ کائنات کے قافلہ پر پڑی، اس سے ضبطِ سخن نہ ہو سکا اور بے ساختہ پکار اٹھا۔
 ”اے اہل عرب، سنو! تمہیں جس کا انتظار تھا وہ آگئے۔“

سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے جاں نثار اور رفیقِ خاص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں مدینہ منورہ کے افق پر بدرِ منیر بن کر طلوع ہوئے۔ رنگ و نور کی کہکشاں سارے ماحول پر چھا گئی۔ پورا شہر تکبیر کی روح پرور صدا سے گونج اٹھا۔
 انصار، ہتھیار سجا سجا کر بے تابانہ گھروں سے نکل کر رحمتِ کائنات، سرکارِ دو عالم ﷺ کے استقبال کو پہنچے۔ آج مدینہ منورہ کی فضا رحمت و برکت سے معمور تھی۔

جوش و خروش اور سرور و مستی کا عجب پر کیف منظر تھا، آج ریگستانِ حجاز میں شہنشاہِ دو عالم ﷺ کی تاج پوشی کا جشن ہے۔ انصار کی معصوم بچیاں نہایت خوش الحانی اور پیارے لہجے میں طربِ ترانے آلاپ رہی تھیں۔

آج ہر قبیلہ ولی و جان سے آپ ﷺ پر نثار تھا۔ اسلام کا ہر شیدائی اس بات کا متمنی اور آرزو مند تھا کہ آفتابِ رسالت، پیغمبرِ انسانیت، رحمۃ اللعالمین

ﷺ اُس کے غریب خانہ پر فروکش ہوں اور یہ سعادت اُس کے حصہ میں آئے۔ ہر قبیلہ خواہش مند تھا کہ آپ کی میزبانی کا شرف اس کو نصیب ہو۔

چنانچہ ہر کوئی حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتا حضور ﷺ یہ گھر، یہ در، یہ مال و زر، اور یہ جان عزیز، سب کچھ آپ پر نثار ہے۔

مگر آپ یہی ارشاد فرماتے میری اونٹنی قصویٰ کو چھوڑ دو کہ یہ اللہ جل جلالہ کے حکم سے چل رہی ہے، جہاں اللہ جل شانہ کا حکم ہو گا وہیں ٹھہر جائیگی۔

آپ ﷺ سب کو دعائے خیر و برکت سے نوازتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ سواری رواں دواں تھی۔ ہر کس و نا کس اپنے دل میں یہ امنگ اور تڑپ رکھتا تھا کہ شاہِ دو عالم ﷺ کی سواری اس کے در پر ٹھہرے اور حضور ﷺ اس کے یہاں فروکش ہوں۔ جوشِ عقیدت سے سرشار تمنائوں اور آرزوؤں کے اس سیلِ رواں پر سب کے دل دھڑک رہے تھے۔ ہر شخص اس سعادت کا خواہشمند تھا۔ لیکن یہ خدمتِ عظمیٰ کسی اور ہی کے حصہ میں تھی۔ قصویٰ چلتے چلتے اس مقام پر بیٹھ گئی، جہاں آج مسجد نبوی ﷺ ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ ”یا رسول اللہ! یہ سعادت میری قسمت میں ہے کہ آپ ﷺ کی میزبانی کا شرف میں حاصل کروں، یہاں سے قریب تو میرا ہی مکان ہے۔“

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کجاوہ اٹھا لیا اور اپنے دو منزلہ مکان میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کو لے گئے۔ جہاں آپ ﷺ تقریباً سات ماہ فروکش رہے۔

حکومت سعودیہ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک وسیع راستہ بنا دیا ہے، یہ وہی راستہ ہے جسپر چلکر آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر طے فرمایا تھا، اسی وجہ سے اس راستہ کا نام شارع الحجۃ ”ہجرت ہائی وے“ رکھا گیا ہے۔ اس روڈ کی وجہ سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر بہت ہی آسان اور مبارک ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ کا سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر سے شروع ہو کر قبا پر پورا ہوا تھا، یہ روڈ بھی قبا ہوتا ہوا مدینہ منورہ پہنچتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں جماعت سے عشاء کی نماز پڑھکر مدینہ منورہ کا سفر شروع کرنے والا آدمی باسانی مسجد نبوی کی فجر کی جماعت میں شریک ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی قافلے تہجد کے وقت ہی پہنچ جاتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ سعودیہ میں کئی جگہ اور مسجد نبوی ﷺ میں بطور خاص فجر سے ایک گھنٹہ پہلے اذان تہجد بھی دی جاتی ہے۔ مدینہ منورہ جاتے ہوئے راستہ میں غسل یا لباس تبدیل کرنے کا موقع نہیں ملے گا اس لئے مدینہ منورہ روانگی سے پہلے ہی مدینہ منورہ کی حاضری کی نیت سے غسل کر لیں اور لباس تبدیل کر لیں، خوشبو بھی لگالیں۔

مدینہ منورہ جاتے ہوئے اس پختہ سڑک اور ہموار راستہ کو آپ منزل بمنزل تیز رفتار موٹر سے طے کر رہے ہیں۔ کل تک آسائش اور آرام کے ان وسائل و ذرائع کا نام و نشان نہیں تھا۔ تقریباً ایک ہزار چار سو سال سے کروڑوں انسان، نبی اکرم ﷺ کا نام لیکر، ان کا دم بھرتے ہوئے، طرح طرح کی تکالیف و مشکلات اور ہمت شکن خطرات کو انتہائی صبر تحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے، اس راستہ سے گزرتے رہے، عاشقانِ رسول اللہ ﷺ کے قافلے ہر سمت سے آتے

رہے، جاتے رہے۔ شمع محمدی کے لاکھوں پروانے تقریباً ۴۸۵ کیلومیٹر کے اس طویل راستہ میں، ان وادیوں، ان پہاڑوں، ان لقی و دق میدانوں میں مرے یا مارے گئے، لوٹے گئے، اپنوں سے پھٹڑے، قافلے سے الگ ہو گئے، ریت کے ٹیلوں اور پہاڑیوں میں راستہ بھول کر کہیں سے کہیں نکل گئے اور زمین ان کو نگل گئی، یہ لاکھوں روحمیں آپ کا استقبال کر رہی ہیں اور امیدوار ہیں کہ آپ ان کو بھی کچھ پڑھ کر بخش دیں، ان شہیدوں کو بھی کچھ دیتے جائیں اور خدا کا شکر ادا کیجئے کہ آپ ہوا سے باتیں کرتے ہوئے بے خوف و خطر، آرام اور اطمینان کے ساتھ چند گھنٹوں میں روضہ اطہر پر محبوب خدا کے سایہ رحمت میں ہوں گے، یہ فخر و سعادت آپ کو نصیب ہوئی، اس نعمت پر رب العالمین کے حضور سجدہ شکر ادا کیجئے۔

مدینہ طیبہ

آگیا حاصل انتظار آگیا حایو لونی کا دیار آگیا
دیکھو دیکھو کھجوروں کی جھرمٹ میں وہ سامنے شہر رشک بہار آگیا

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے عین شمال میں ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اسے یثرب کہتے تھے، معجم البلدان میں ہے کہ اس شہر کو یثرب ابن قافیہ نامی آدمی نے بسایا تھا اس لئے اس کو یثرب کہا جاتا تھا مگر اسلام میں اس نام کی ممانعت آئی ہے۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے اس شہر کا نام مدینہ رکھا۔ آپ ﷺ نے اس شہر کی بے شمار فضیلتیں بھی بیان فرمائی ہیں۔

وفاء الوفاء میں مدینہ منورہ کے چورانوے نام آئے ہیں، اسماء کی کثرت

مسمیٰ کے شرف پر دلالت کرتی ہے۔

کوئی آدمی اس شہر کی فضیلت لکھنے یا بیان کر نیکاً حق کبھی بھی ادا نہیں کر سکتا۔ جس شہر کو حق تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی قیام گاہ اور آخری آرام گاہ بنانے کے لئے منتخب کر لیا ہو اس سے بڑھ کر اس شہر کی فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے؟

قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ جن جگہوں پر وحی، الہی کا نزول ہوا ہو، حضرت جبریل و میکائیل کی بار بار تشریف آوری ہوئی ہو، جہاں کے میادین اللہ والوں کے ذکر و تلاوت سے گونجتے رہے ہوں، جہاں سے اللہ کا دین اور رسول اللہ ﷺ کی سنتیں جاری ہوئی ہوں، وہ پاکیزہ شہر مدینہ منورہ اس قابل ہی کہ اسکی تعظیم کی جائے، اسکے در و دیوار سے والہانہ عشق کیا جائے، اسکے گرد و غبار کو سرما بنایا جائے، اور اسکی خوشبوئیں سونگھی جائیں، مدینہ منورہ کی ایک ایک چیز قابلِ قدر اور لائق تعظیم ہے، کیونکہ اسکے ساتھ دو جہاں کے سردار، رسولوں کے خاتم، حضرت محمد ﷺ کی نسبت لگی ہوئی ہے۔

دُعا بوقتِ داخلہ مدینہ منورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ، وَ اِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، وَ اَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا، وَ تَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ. رَبِّ اَدْخِلْنِي، مُدْخَلَ صِدْقٍ، وَ اَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ، وَ اجْعَلْ لِي، مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا. وَ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ، وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا،

وَنُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ، وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا.

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

ترجمہ:- الہی! آپ سلامتی والے ہیں اور آپکی طرف سے سلامتی ہے اور آپ ہی کی طرف لوٹتی ہے سلامتی، پس زندہ رکھ ہمیں اے ہمارے رب سلامتی کے ساتھ اور داخل فرما ہمیں اپنے اس گھر میں جو سلامتی والا، بابرکت اور عالی شان ہے اے ہمارے رب، اے عظمت اور بزرگی والے پروردگار، داخل فرمائیے مجھے ”مدینہ میں“ سچائی کے ساتھ اور نکالے مجھے مدینہ سے سچائی کے ساتھ، مجھ کو اپنی جناب سے غلبہ، فتح اور نصرت عطا فرما۔

کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور بلاشبہ باطل تو مٹنے ہی والا تھا۔ اور ہم نے اُتار اقرآن جو شفا اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے اور ظالم تو خسارہ ہی میں رہنے والا ہے۔

اور دعا کیجئے کہ یا اللہ جس احسان و کرم کے صدقے آپ نے مجھے یہ مبارک دن دکھایا اور اپنے محبوب ﷺ کے مبارک شہر میں پہنچایا ایسے ہی فضل و کرم کے ذریعہ مجھے یہاں کی برکت و نورانیت سے وافر حصہ عطا فرما اور ان کاموں سے بچا جو یہاں کی برکات کے حصول سے مانع بنے اور محرومی تک لے جانے والے ہوں۔

جب مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو اطمینان سے اپنا سامان اپنے ٹھکانے پر رکھیں۔ مدینہ منورہ آتے وقت غسل کا موقع نہ ملا ہو اور ممکن ہو تو غسل کر لیں، ورنہ وضو کریں، مسواک کریں اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں۔ اگر سفید کپڑے ہوں تو

بہت ہی اچھا اس لئے کہ حضور ﷺ کو سفید کپڑا سب سے زیادہ پسند تھا اور مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے اور روضہ اقدس پر حاضری دینے کے ارادے سے مسجد نبوی کی طرف چلیں۔

وسیم ایک معجزہ یہ بھی عرب کے چاند کا دیکھا کہ خود غائب ہے لیکن چاند فی معلوم ہوتی ہے

مسجد نبوی

سرکارِ دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کی عبادت کے لئے ایک مرکز کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے نماز ادا کرنے کے لئے ایک مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے ایک ناہموار زمین تھی ”جو دراصل نخلستان تھا، جہاں لوگ خرما خشک کر کے تر بنایا کرتے تھے، یہ وہ جگہ تھی جہاں آپ ﷺ کی اونٹنی قصویٰ نے قیام فرمایا تھا، یہ زمین دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی یہ بچے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے۔ حضور ﷺ نے ان یتیم بچوں سے ارشاد فرمایا کہ یہ قطعہ زمین ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے۔

بچوں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم یہ زمین بلا معاوضہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔“ مگر اللہ کے رسول ﷺ راضی نہیں ہوئے اور وہ قطعہ زمین ان بچوں سے دس دینار میں خرید لیا۔ بھلا یہ کیوں کر ممکن تھا کہ رحمۃ للعالمین ﷺ جو خود یتیمی کا تاج سر پر رکھ کر اس عالم کون و مکان میں تشریف لائے تھے وہ یتیمی کو ان کے حقوق سے محروم کر دیتے؟

جگہ خریدنے کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کے درخت کاٹ دئے جائیں اور ٹیلوں کو برابر کر دئے جائیں۔ کھجور کے درخت کاٹ کر قبلہ کی سمت دیوار کی طرح کھڑے کر دئے گئے۔ چند روز تک اسی حالت میں آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی پھر اس کی تعمیر کا انتظام فرمایا۔

مسجد نبوی ﷺ کی بنیاد آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعمیر مسجد کے لئے اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے اور آپ ﷺ بنفس نفیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تعمیر مسجد میں مصروف رہتے۔ چودہ سو سال پہلے یہ مسجد سادہ مگر پر وقار عبادت گاہ تھی۔ جس کی تعمیر میں کھجور کے پتے اور تنے استعمال ہوئے تھے، بارش ہوتی تو چھت ٹپکتی اور حضور ﷺ اور آپ کے جلیل القدر رفقاء اسی گیلی زمین پر بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جاتے، صحن مسجد میں کنکر بچھا دئے گئے تھے سرکارِ دو عالم مسجد میں آرام فرماتے تو جسد مبارک پر کنکروں کے نشانات بھی پڑ جاتے تھے۔

دس سال تک سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں، یہ مسجد (نبوی) صرف نام کی مسجد نہ تھی بلکہ ایک طرف اگر دین اسلام کی تعلیم و تبلیغ کا مرکز اور قلعہ تھی تو دوسری طرف اسلامی تعلیم حاصل کرنے والوں کے لئے سب سے پہلا دارالعلوم اور یونیورسٹی تھی جو صفہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی مسجد میں فوجی چھاؤنی بھی تھی جس میں مجاہدین اسلام کو جہاد کی تربیت دی جاتی تھی۔ یہیں خصوصیات کے فیصلوں کیلئے شرعی عدالت تھی، یہیں غیر مسلموں کے وفودِ بارِ نبوی میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہونے کا شرف حاصل کیا کرتے تھے۔

یہ مسجد اسلام کی تبلیغ و تعلیم کا مرکزِ اولین بن گئی۔ اسی مرکز سے اسلام کو وہ

ترقی اور شان و شوکت نصیب ہوئی جو تاریخ عالم کا ایک سنہر ا باب ہے۔ اس مسجد میں دی جانے والی تعلیمات ہی کی برکت سے دنیا میں ہمیشہ ایسی ہستیاں موجود رہی ہیں جنہیں قرآن کریم حفظ ہوتا تھا اور جو احادیث نبویہ ﷺ پر عبور رکھتے تھے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جب تک دنیا قائم ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسی ہستیاں ہر دور میں موجود رہیں گی۔

فتح خیبر کے بعد آپ ﷺ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد کی از سر نو تعمیر فرمائی۔

موجودہ مسجد اگرچہ جزوی طور پر ترکی کے دور حکومت سے تعلق رکھتی ہے لیکن ایک بڑا حصہ سعودی عرب کے فرمانبرور و مالک عبدالعزیز آل سعود اور ان کے جانشینوں شاہ فیصل اور شاہ خالد کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ مسجد کی بڑی توسیع ۱۹۵۵ء میں ہوئی تھی، اس پر پانچ کروڑ سعودی ریال خرچ کئے گئے تھے۔

مسجد نبوی ﷺ کا رقبہ (متصل میدانوں کو چھوڑ کر) ۱۶۵۰۰۰ مربع میٹر ہے جس میں دو لاکھ پچپن ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ۹۹ میٹر اونچائی کے کل دس مینار ہیں، اور چھت پر جانے کے لئے ۱۸ ازینے بنے ہوئے ہیں۔

اس وقت مسجد نبوی کے کل دس دروازے ہیں، چونکہ قبلہ جنوب کی جانب ہے لہذا اس طرف کوئی دروازہ نہیں ہے۔

مسجد شریف کے مشرقی جانب تین دروازے ہیں :

(۱) باب جبرئیل علیہ السلام (۲) باب النساء (۳) باب عبدالعزیز

باب جبرئیل اور باب النساء قدیم ہیں اور باب عبدالعزیز کا اضافہ سعودی

تعمیر کے وقت کیا گیا اور یہ خاندان سعود کے جد امجد عبدالعزیز بن محمد بن سعود کی

طرف منسوب ہے۔

مغرب کی جانب چار دروازے ہیں:

(۴) باب السلام (۵) باب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۶) باب الرحمة (۷) باب السعود۔

باب السلام اور باب الرحمة قدیم ہیں اور باب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور باب السعود جدید ہیں اور دونوں اضافے سعودی تعمیر کے وقت کئے گئے ہیں، جس جگہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان تھا وہاں سعودی حکومت نے جدید اضافہ کے وقت یہ بڑا ہی یادگار کارنامہ انجام دیا کہ اس جگہ باب ابو بکر رضی اللہ عنہ بنا دیا اور اندرون مسجد جلی حروف میں **هَذِهِ خُوَّةُ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ لَكَ كَرَامِكِ** تختی آویزاں کر دی ہے۔

مسجد شریف کے شمال کی طرف تین دروازے ہیں۔

(۸) باب عمر رضی اللہ عنہ (۹) باب عبد المجید المعروف باب مجیدی (۱۰) باب عثمان رضی اللہ عنہ

باب مجیدی یہ ترکوں کا تعمیر کردہ دروازہ تھا جس کی تعمیر ۱۲۶۵ھ میں ہوئی۔ مگر سعودی حکومت نے نئی تعمیر میں اسی کے برابر اسی نام کا دروازہ بنا دیا اور باب عمر رضی اللہ عنہ اور باب عثمان رضی اللہ عنہ یہ دونوں نئی تعمیر کے وقت سعودی حکومت نے بنائے ہیں۔

سعودی حکومت نے حرمین شریفین کی جو بے مثال خدمت انجام دی ہے اسکی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، آج دنیا کے جدید ترین آلات کے ذریعہ یہ حکومت حرمین شریفین کی خدمت کر رہی ہے۔ مسجد نبوی کو پوری طرح ایر کنڈیشنڈ بنا دیا گیا

ہے جس کے لئے مسجد سے سات کلو میٹر کے فاصلہ پر ۲۵، ہزار ٹن کی مقدار کا ایک طاقتور اے۔ سی۔ پلانٹ نصب کیا گیا ہے جو ہر وقت متحرک رہتا ہے اور مسجد نبوی کے ستونوں سے ٹھنڈی ہوا پھینکتا رہتا ہے۔

اسی طرح ۲۷ متحرک چھتیں لگائی گئی ہیں کہ اگر ان کو ہٹا دیا جائے تو تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھلے صحن بن جاتے ہیں اور قدیم مسجد کے دونوں بڑے صحنوں میں کھلنے اور بند ہونیوالی ۱۸ کمپیوٹر ریزرڈ چھتیاں لگائی گئی ہیں، جنکو گرمیوں میں دھوپ سے اور سردیوں میں ٹھنڈ سے بچنے کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور ضرورت نہ ہونے پر کو بند کر دیا جاتا ہے جو سٹ کر چھوٹے چھوٹے مینادروں کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ (تاریخ معالم الدین المدینۃ المنورۃ فی حدیث الخلیفۃ امین احمد چارٹس شائع کردہ حکومت سعودیہ)

اسی کے ساتھ ساتھ ایام حج میں دنیا جہاں سے جمع ہونے والے لاکھوں فرزند ان توحید کی راحت رسانی اور سہولت کے لئے جو عظیم تر انتظامات کئے جاتے ہیں ان پر بھی شاہ فہد مبارک باد کی مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی توفیق سے برابر نوازتا رہے۔

آپ جب مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو اپنا سامان اپنے ٹھکانے پر رکھیں، ممکن ہو تو غسل کریں، ورنہ وضو کر لیں، مسواک کریں، صاف ستھرے کپڑے پہنیں، خوشبو لگالیں اور مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے اور روضہ اقدس پر حاضری دینے کے ارادے سے مسجد نبوی ﷺ کی طرف چلیں۔

خیال رہے کہ یہ وہ بارگاہ عالی ہے جہاں جبرئیل امین علیہ السلام آتے تھے اور دیگر فرشتے بھی اس عالی مقام پر بادب حاضری دیا کرتے تھے۔

درویش رفیع پڑھتے ہوئے مسجد نبوی میں داخل ہوں۔ ممکن ہو تو باب جبرئیل

سے داخل ہونا چاہیے اور مسجد نبوی جانے سے پہلے حسب استطاعت صدقہ بھی کرنا چاہیے، مسجد نبوی میں داہنا پیر رکھ کر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی اٰلِهِ، وَ اَصْحَابِهِ
اَجْمَعِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ الْيَوْمَ مِنْ اَوْجِهٍ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ، وَ اقْرَبِ مَنْ
تَقَرَّبَ اِلَيْكَ، وَ اَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ وَ ابْتَغِيْ مَرْضَاتِكَ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت نازل فرما ہمارے سردار محمد ﷺ اور آپ کے جملہ آل و اصحاب کرام پر۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے اللہ! آج کے دن مجھے آپ کی طرف متوجہ ہونے والوں میں سب سے زیادہ متوجہ بنادے، آپ کا قرب حاصل کرنے والوں میں سب سے زیادہ قریب بنالے اور زیادہ فائز المرام کران سے جنہوں نے تجھ سے دعائیں کی اور اپنی مرادیں مانگیں۔

تھوڑے وقت کے لئے بھی اعتکاف کی نیت کرنا مستحب ہے، پس یہ کہو کہ یا اللہ! میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں، جب تک میں مسجد نبوی ﷺ میں رہوں میں معتکف ہوں۔

ریاض الجنۃ

ہے جنت میں سب کچھ مدینہ نہیں ہاں جنت مدینہ میں موجود ہے وہ مسجد وہ روضہ وہ جنت کا ٹکڑا خوشا منظر پُر بہار مدینہ

مسجد نبوی ﷺ میں جب آپ باب جبریل سے داخل ہوں گے تو آپ کو بائیں ہاتھ پر ایک حجرہ نظر آئے گا، یہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔ آپ اس کے سامنے سے گزر جائیں تو فوراً بعد بائیں ہاتھ پر مسجد نبوی ﷺ کا جو حصہ ہے وہ ریاض البجۃ ہے۔ منبر رسول ﷺ اور قبر شریف کے درمیان کا حصہ ریاض البجۃ کہلاتا ہے۔ اس مقام کی نسبت حدیث میں آیا ہے ”جو جگہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔“

گھر سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ ہے جس میں حضور پاک ﷺ کی قبر شریف ہے اور جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پیچھے ہے یعنی یہ جگہ حقیقت میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کیا گیا ہے اور قیامت کے دن یہ ٹکڑا جنت میں چلا جائے گا۔

اسی ریاض البجۃ میں حضور سرور کونین ﷺ کا مصلیٰ بھی ہے، جہاں آپ ﷺ کھڑے ہو کر امامت فرمایا کرتے تھے، اس جگہ ایک خوبصورت محراب بنی ہوئی ہے، جو محراب نبوی ﷺ کہلاتی ہے۔ ولید بن عبد الملک کے دور میں ولید کے حکم سے عمر بن عبد العزیز نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کی تو اس جگہ یہ محراب بھی بنوادی۔

حضور ﷺ کے بعد مصلیٰ رسول ﷺ جیسی متمرک جگہ کی تعظیم برقرار رکھنے کی غرض سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ ”دو قدم مبارک کی جگہ چھوڑ کر“ دیوار بنوادی تھی، تاکہ آپ ﷺ کے سجدے کی جگہ لوگوں کے قدموں سے محفوظ رہے۔ بعد میں ترکوں نے بھی اس دیوار کی حد تک محراب بنوادی، چنانچہ اب اگر کوئی حاجی مصلیٰ رسول ﷺ کے سامنے

کھڑ ہو کر نماز پڑھے تو اس کا سجدہ حضور اقدس ﷺ کے قدموں کی جگہ ہوتا ہے۔

اس وقت جو مقدس محراب بنی ہوئی ہے وہ ۹ فٹ سنگ مرمر کے ایک ہی ٹکڑے کی ہے جس پر سونے کے پانی سے خوبصورت مینا کاری کی گئی ہے۔ دونوں جانب سرخ سنگ مرمر کے بے مثال ستون بنے ہوئے ہیں۔ محراب کے اوپر وہ آیت لکھی ہوئی ہے جس میں درود شریف پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی سورہ احزاب کی ۵۶ ویں آیت:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔“

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

محراب کے مغربی جانب ”ہذا مصلیٰ رسول ﷺ“ لکھا ہوا ہے۔

اس ریاض الجنۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں۔ اگر یہاں جگہ نہ ملے تو مسجد میں جہاں جی چاہے پڑھ لیں، اور اس سعادت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالائیں کہ اللہ تعالیٰ کتنے مہربان ہیں کہ اس مقام پر جانے والوں کو گویا دنیا ہی میں جنت کے فرش پر سجدہ کرا دیتا ہے۔ سبحان اللہ!

اگر مسجد میں داخلہ کے وقت جماعت ہو رہی ہو تو آپ بھی فرض نماز

میں شامل ہو جائیے، اسی میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائیگی، نماز کے بعد تحیۃ المسجد پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسجد نبوی میں مسجد الحرام کی طرح اپنی عورتوں کو ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں ہے، اسلئے عورتوں کو عورتوں کے مخصوص حصہ میں بھیج دیجئے۔

یاد رہے کہ عورتوں کو مسجد بھیجنے سے پہلے طے کر لیں کی کتنے بجے مسجد سے نکلنا ہے اور جلدی نکلنے والے بعد میں آنے والوں کا کونسی جگہ انتظار کریں گے؟ وقت اور جگہ طے کرنے سے عورتوں کے پتھر کرنے کا اندیشہ نہیں رہیگا۔

ایسا کرنا بھی مناسب ہے کہ کمرے کی تمام عورتیں اپنے اپنے اعتبار سے ایک ساتھ جا کر ایک ساتھ واپس آیا کریں۔

مسجد نبوی اور اسکے اطراف میں عورتوں کے لئے نماز پڑھنے نیز وضو، استنجا کرنے کے لئے الگ جگہیں بنی ہوئی ہیں۔

جس جگہ وضو کرنے کا انتظام ہے وہاں عربی میں "رواق المیاء" کا بورڈ لگا ہوا ہے۔

ریاض الجنۃ میں پڑھنے کی مخصوص دعا :

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هَذِهِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، شَرَفَتْهَا وَ كَرَّمَتْهَا، وَ مَجَّدَتْهَا، وَ عَظَّمَتْهَا، وَ نَوَّرَتْهَا بِنُورِ نَبِيِّكَ، وَ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ. اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَكَ، وَ مَائِرَةَ الشَّرِيفَةِ، فَلَا تَحْرِمْنا يَا اَللّٰهُ، فِي الْآخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ احْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ، وَ تَحْتَ لَوَائِهِ وَ اَمْنَا عَلٰی مَحَبَّتِهِ، وَ مُسْتَبِهِ، وَ اسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْزُودِ بِيَدِهِ الشَّرِيفَةِ، شَرْبَةً هَيَّئْهُ، لَا نَظْمًا بَعْدَهَا اَبَدًا،

اَنکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ :- اے اللہ! بیشک یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جسے آپ نے شرف و عزت و بزرگی و عظمت عطا کی ہے اور اسے اپنے نبی اور پیارے حبیب ﷺ کے نور سے منور فرمایا ہے، اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں دنیا میں حضور ﷺ اور آپ کی مقدس یادگاروں کی زیارت نصیب فرمائی ہے، اس طرح اے اللہ! ہمیں آخرت میں بھی حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کی فضیلت سے محروم نہ فرمانا اور آپ ہی کے گروہ میں اور آپ ہی کے جھنڈے کے نیچے ہمیں جمع فرمانا اور آپ کی محبت دینا اور آپ کے حوض (کوثر) سے جو مومنین کے وارد ہونے کی جگہ ہے، آپ کے مبارک ہاتھ سے ہمیں ایسا خوشگوار ثمرات پلانا جسے پی کر ہم کبھی بھی پیاسے نہ ہوں بیشک تو ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد قبر اطہر کی طرف چلیں دل میں یہ خیال پیدا کریں کہ ہم بے انتہا میلے کچیلے، اور گتہ کار ہیں ہم کس منہ سے حضور پاک ﷺ کے سامنے جائیں؟ اس وقت اپنی روح کی طرف توجہ کریں کہ یہ کتنی آلودہ ہے اور اللہ کی رحمت اور لطف و کرم کو بھی مد نظر رکھیں کہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے سامنے آپکو بھیج رہے ہیں۔

یہاں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک کے سامنے تین جالیاں ہیں اور تینوں میں سوراخ ہیں۔ عام لوگ بلکہ اکثر عرب حضرات بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ پہلی جالی میں حضور پاک ﷺ، دوسری جالی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور تیسری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے! بلکہ درمیان والی میں آپ تینوں آرام فرما

ہیں۔ درمیانی جالی میں ایک گول سوراخ ہے، یہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے ٹھیک سامنے ہے، اسی سوراخ سے ٹھوڑا ہٹ کر جہاں حضور پاک ﷺ کا سینہ مبارک ہے وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر ہے، یہاں بھی ایک گول سوراخ ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کے ٹھیک سامنے ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر ہے، انکے چہرہ مبارک کے سامنے بھی ایک گول سوراخ بنا ہوا ہے۔ گویا درمیانی جالی ہی میں تینوں آرام فرما رہے ہیں۔

جب آپ درمیان کی جالیوں کے سامنے کھڑے ہونگے تو اس جگہ کی ترتیب یہ ہے کہ درمیانی جالی میں آپ کے بائیں ہاتھ پر جو گول سوراخ ہے وہ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے۔ اس کے فوراً بعد دائیں ہاتھ کی طرف جو گول سوراخ ہے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے اور اس کے فوراً بعد دائیں ہاتھ ہی کی طرف پھر جو گول سوراخ ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے۔

تخت المسجد کے بعد روضہ اقدس کے پاس حاضر ہوں اور نہایت ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر اس طرح کھڑے رہیں، گویا زندگی میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوں۔ چہرہ آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف اور پیٹھ قبلہ سے پھیر کر کھڑے رہیں اور آنحضرت ﷺ کی مبارک صورت کا خیال باندھیں اور یہ تصور کریں کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں، میری حاضری سے واقف ہیں، میری معروضات سن رہے ہیں۔ اس تصور میں کمال ادب کے ساتھ آب دیدہ ہو کر پڑھیں :

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ السَّيِّدُ الْكَرِيمُ، وَ الرَّسُولُ الْعَظِيمُ،
الرَّوْفُ الرَّحِيمُ، وَ رَحْمَةُ اللَّهِ، وَ بَرَكَاتُهُ، الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ، الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ. الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللَّهِ. الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ
أَرْسَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ. الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ
النَّبِيِّينَ. أَنْتَ الْحَبِيبُ، يَا حَبِيبَ اللَّهِ. أَشْهَدُ أَنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ
بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ، وَ أَدَيْتَ الْأَمَانَةَ، وَ نَصَحْتَ الْأُمَّةَ، وَ جَاهَدْتَ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ، حَقَّ جِهَادِهِ، وَ عَبَدْتَ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ.
جَزَاكَ اللَّهُ تَعَالَى عَنَّا، وَ عَنِ الْدُّنْيَا، وَ عَنِ الْإِسْلَامِ، خَيْرَ الْجَزَاءِ.
الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَانَ الْأَنْبِيَاءِ، وَ الْمُرْسَلِينَ، وَ رَحْمَةُ
اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ.

ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے نبی، اے سردار محترم اور رسول معظم، شفقت و رحمت
والے اور آپ پر اللہ کی (ہزاروں ہزار) رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، صلوٰۃ و سلام
نازل ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب ﷺ، صلوٰۃ و سلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کی
مخلوق میں سب سے بہتر، صلوٰۃ و سلام نازل ہو آپ پر اے (وہ مقدس ہستی) جن کو
اللہ تعالیٰ نے دونوں جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ صلوٰۃ و سلام نازل ہو آپ پر
اے نبیوں کے ختم کرنے والے، آپ ہمارے محبوب ہیں یا حبیب اللہ، میں سچے دل
سے گواہی دیتا ہوں یا رسول اللہ بیشک آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک
پہنچا دیا، اور رسالت کی امانت کو پورا کر دیا اور امت کو (پوری پوری) نصیحت
کردی، اور کوشش کی راہ خدا میں جیسا کہ کوشش کا حق ہے اور اپنے رب کی عبادت کی

یہاں تک کہ اسکی راہ میں موت آگئی، جزاء خیر عطا فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور ہمارے والدین اور جملہ اہل اسلام کی طرف سے بہتر جزاء، صلوٰۃ و سلام نازل ہو آپ پر اے انبیاء اور رسولوں کے بادشاہ اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو آپ ﷺ پر۔

سلام پیش کرتے وقت اکثر حجاج کو دیکھا گیا ہے کہ عربی زبان سے نادائق ہونے کی وجہ سے غلط سلف الفاظ ادا کرتے ہیں جس سے معنی بدل جاتے ہیں۔ یاد رکھئے! سلام وہ اچھا اور بہتر ہے جو عقیدت و محبت سے پیش کیا جائے چاہے مختصر ہو اس لئے جسکو پڑھنا نہ آتا ہو یا زیادہ بڑا سلام نہ پڑھ سکتا ہو تو صرف یہ مختصر سا سلام پڑھتا رہے مگر پڑھے محبت و شوق سے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول ﷺ

اگر زیادہ یاد کر سکتے ہوں تو نیچے لکھا گیا صلوٰۃ و سلام ضرور یاد فرمالیں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللَّهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

روضہ اقدس پر شوق و ذوق بڑھانے والے اشعار پڑھنا چاہیں آپ بھی
اگر شوق و ذوق بڑھانا چاہیں تو یہ نعت پڑھیں:

الہی محبوب کل جہاں کو	دل و جگر کا سلام پہنچے
نفس نفس کا درود پہنچے	نظر نظر کا سلام پہنچے
بساط عالم کی وسعتوں سے	جہان بالا کی رفعتوں سے
ملک ملک کا درود اترے	بشر بشر کا سلام پہنچے
حضور کی شام شام مہکے	حضور کی رات رات جاگے
ملائیکہ کے حسین جلو میں	سحر سحر کا سلام پہنچے
زبان فطرت ہے اس پے ناطق	یہ بارگاہِ نبی صادق
شجر شجر کا درود جائے	حجر حجر کا سلام پہنچے
رسولِ رحمت کا بارِ احسان	تمام خلقت کے دوش پر ہے
تو ایسے محسن کو بستی بستی	نگر نگر کا سلام پہنچے
مرا قلم بھی ہے انکا صدقہ	مرے ہنر پر ہے انکی رحمت
حضور خواجہ مرے قلم کا	مرے ہنر کا سلام پہنچے
یہ التجا ہے کہ روز محشر	گنہگاروں پہ بھی نظر ہو
شفیع امت کو ہم غریبوں کی	چشم تر کا سلام پہنچے
”فلاحی“ کی بس دعا یہی ہے	فقیر کی اب صدا یہی ہے
سودا طیبہ میں رہنے والو کو	عمر بھر کا سلام پہنچے
صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم	صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم

(۲)

نہی اکرم شفیع اعظم دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنار
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو
عجیب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جاہ نہ پاسباں ہے
بشکل رہبر چھپے ہیں رہزن اٹھو ذرا انتقام لے لو
قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو
کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دینا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو
یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو
یہ دل میں ارمان ہیں ”فلاحی“ مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں انکو میں حال دل کا، کہوں میں ان سے سلام لے لو

صلی اللہ علیہ وسلم

نوٹ:- دونوں نعتوں میں ”فلاحی“ کی جگہ پر اپنا نام بولیں۔

اگر کسی شخص نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرنے کی درخواست کی ہو تو اپنے سلام کے بعد اس طرح سلام پہنچائیں :

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ مُحَمَّدٍ إِقْبَالِ فَلَاحِي

مطلب یہ ہے کہ ”محمد اقبال فلاہی“ کی جگہ سلام پہونچانے والے کا نام لیں اور اگر بہت سے آدمیوں نے سلام پہونچانے کی درخواست کی ہو اور ان کے نام یاد نہ رہے ہوں تو انکی طرف سے اس طرح سلام عرض کریں:

اَلصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِیْعٍ مَنْ
اَوْصَانِیْ بِالسَّلَامِ عَلَیْكَ.

یا رسول اللہ جن جن لوگوں نے مجھ سے سلام پہونچانے کی درخواست کی تھی ان سب کی طرف سے سلام پیش کرتا ہوں۔

اسکے بعد حضور ﷺ سے شفاعت کی درخواست کیجئے کہ حضور والا گناہوں کے بوجھ نے میری کمر توڑ دی ہے، میں آپ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں، حضور ﷺ بھی میرے لئے استغفار فرمائیں اور قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں۔ اگر حضور ﷺ نے عنایت نہ فرمائی تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔

اب اس باب میں دل کی ساری فرمائشیں کیجئے، کوئی حسرت باقی نہ رہے، کبھی صرف آنسو کی زبان سے کام لیجئے کبھی ذوق و شوق کی زبان میں عرض کیجئے۔

اس کے بعد تقریباً ایک ہاتھ دہنی جانب ہٹ کر آپ ﷺ کے یارِ غار اور سب سے بڑے جاں نثار، آپ ﷺ کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو آپ ﷺ کے پہلو میں بائیں طرف مدفون ہیں) کی خدمت میں سلام عرض کیجئے :

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَزِيرَ رَسُولِ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ فِي الْغَارِ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ.

جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ پر سلام ہو،
رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ آپ پر سلام ہو۔
رسول اللہ ﷺ کے وزیر آپ پر سلام ہو،
رسول اللہ ﷺ کے غار کے ساتھی آپ پر سلام، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

اس کے بعد پھر ایک ہاتھ دہنی جانب ہٹ کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ (جو
آنحضرت ﷺ کے دوسرے خلیفہ ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
برابر بائیں طرف مدفون ہیں) کے روبرو سلام عرض کریں:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْإِسْلَامِ وَ الْمُسْلِمِينَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْفُقَرَاءِ وَ الضُّعَفَاءِ وَ الْأَرَامِلِ وَ الْإِيْتَامِ وَ رَحْمَةُ
اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ.

آپ پر سلام ہو، اے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
آپ پر سلام ہو، اے مسلمانوں کے امیر

آپ پر سلام ہو، اے اسلام اور مسلمانوں کی آبرو بڑھانے والے
آپ پر سلام ہو، اے فقیروں، ضعیفوں، بیواؤں اور یتیموں کی دنگیری اور مدد کرنے
والے اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مناسک میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی
اللہ عنہ پر سلام بھیجنے کے بعد پھر پہلی جگہ یعنی حضور ﷺ کے سامنے آئے۔ اور اللہ
تعالیٰ کی خوب حمد و ثنا کر کے، اسکی نعمت جلیلہ پر شکریہ ادا کرے، پھر ذوق و شوق کے
ساتھ حضور ﷺ پر درود شریف بھیجے، پھر آپ ﷺ کے وسیلہ سے اپنے لئے دعا
کرے، اور اپنے والدین کے لئے، اپنے مشائخ کے لئے، اپنے اہل و عیال کے
لئے، اپنے عزیز و اقارب کے لئے، اپنے دوستوں اور ملنے والوں کے لئے، زندہ
اور مردوں کے لئے نیز امت مسلمہ کے لئے بھی خوب دعائیں کرے اور اپنی
دعاؤں کو آمین پر ختم کرے۔

یاد آجائے تو اس ناکارہ ”محمداقبال فلاحی“ اور مترجم ”مولانا رشید ابراہیم
خانپوری“ کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل فرمائیں۔

قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر ایک باریہ آیت کریمہ کی تلاوت کریں:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی کریم ﷺ پر، اے
ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام کا ہدیہ بھیجو۔

اس کے بعد ستر (۷۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھیں :

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم يَا رَسُولَ اللّٰهِ

ترجمہ : آپ پر درود و سلام ہوا ہے اللہ کے رسول ﷺ۔

نوٹ : ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر ایک دفعہ اوپر لکھی ہوئی آیت تلاوت کرے اور ستر مرتبہ اوپر لکھا ہوا درود شریف پڑھے تو فرشتہ اس کو جواباً یہ الفاظ کہیں گے :

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَعَلَيْكَ يَا فُلَان

ترجمہ : آپ ﷺ پر درود و سلام ہوا اور تم پر بھی اے فُلَان آدمی ”مراد صلوٰۃ و سلام پڑھنے والا ہے۔ اور اس کی حاجتیں پوری کی جائیں گی۔ (عمدة الفقہ بحوالہ فتح وغنیۃ) یاد رہے کہ حکومت سعودیہ کے ”ازدحام کم کرنے اور سب کو صلوٰۃ و سلام کا موقع فراہم کرنے“ سخت انتظام کے پیش نظر ان جگہوں پر طویل صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کا موقع نہیں ملتا، اسلئے آپ پہلے چلتے چلتے تینوں حضرات پر مختصر سلام پیش کر دیں، پھر آہستہ سے قبلہ والی دیوار کی جانب ہٹ کر قبر مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور اطمینان سے صلوٰۃ و سلام کا عمل مکمل کریں، پھر اسکے بعد قبلہ رخ ہو کر اطمینان سے اپنے لئے اور جملہ متعلقین و مؤمنین کے لئے دعائیں کریں۔

تجربہ کے مطابق درج ذیل تین اوقات میں اطمینان و سکون کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ (۱) نماز عشاء سے تقریباً ایک گھنٹہ بعد (۲) نماز فجر سے دیر ۷ گھنٹہ بعد (۳) نماز ظہر سے ایک گھنٹہ بعد۔

یاد رہیکہ صلوٰۃ و سلام پیش کرتے وقت جوتے چپل ہاتھ میں اٹھا کر جانا بے ادبی ہے، اسلئے پہلے اپنے جوتے چپل محفوظ مقام پر رکھ دیں بعد میں صلوٰۃ و سلام کے

لئے آگے بڑھیں۔

اگر مہاجر شریف میں اطمینان و سکون کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کا موقع نہ ملے تو مسجد نبوی میں جس جگہ بھی صلوٰۃ و سلام اور درود شریف کا ورد کر سکیں کر لیں۔

یاد رہے کہ بعض درود شریف بہت طویل ہیں اور بعض بہت مختصر اور کسی ایک متعین درود کا پڑھنا ضروری بھی نہیں ہے، اس لئے جو درود بھی بآسانی پڑھ سکیں یا جس درود شریف کے پڑھنے میں جی لگے وہ پڑھتے رہیں۔

عورتوں کے لئے صلوٰۃ و سلام پیش کرنے، نیز ریاض الحجۃ میں نماز پڑھنے کے لئے صبح نو بجے اور نماز ظہر سے آدھ گھنٹہ بعد الگ انتظام کیا جاتا ہے، عورتیں اس وقت کا خیال رکھیں اور اسی وقت صلوٰۃ و سلام کے لئے جائیں۔

مدینہ منورہ میں قیام کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھئے، جہاں تک ہو سکے زیادہ زیادہ وقت مسجد نبوی ﷺ میں گزارئے، لاکھوں کڑوروں میل پھیلی ہوئی اللہ کی زمین میں یہی وہ خوش نصیب زمین کا ٹکرا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حضور سب سے زیادہ سجدے کئے، نمازیں پڑھیں، خطبے دیئے، دعائیں کیں، اعتراف کیئے، اگرچہ مسجد نبوی عہد نبوت کی وہ پرانی مسجد نہیں ہے، لیکن اس میں کیا شک کہ زمین وہی ہے، فضا وہی ہے اور انوار و برکات بھی وہی ہیں اور رسول اللہ ﷺ اس کے ایک حصہ میں آج بھی آرام فرما ہیں۔

اگر فردوسِ برورئے زمین است ہمیں است وہمیں است وہمیں است
بس اب مسجد نبوی ہے اور آپ دل کی کوئی تمنایا امید دل میں نہ رہ جائے،
درود و سلام پیش کرنے کا اس سے بہتر زمانہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ جب دل چاہے جتنی

بارچاہے روضہ اقدس پر حاضری دیں اور صلوٰۃ و سلام پیش کریں، آپکی قسمت جاگ اٹھی ہے، خوبی تقدیر نے آپ کو مدینہ طیبہ پہنچا دیا ہے اسلئے کمزوری، سستی اور غفلت سے کام نہ لیں، ہاں مگر یاد رہے کہ ہر مرتبہ کی حاضری مکمل شوق، ذوق، ادب، عظمت اور محبت و حضور قلب کے ساتھ ہو، دل کی حالت و کیفیت پر نظر رکھیں، کیونکہ دل بھی سو جاتا ہے، اور جب دل سو جاتا ہے تو آدمی کی قسمت سو جاتی ہے اور وہ جاگتا ہے تو قسمت بھی جاگ اٹھتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز فوت نہ کرے تو اس کے لیے دو پروانے لکھ دئے جائینگے ایک دوزخ کی آگ سے براءت کا کہ ”عذاب جہنم میں مبتلا نہ کیا جائیگا“ اور دوسرا نفاق سے براءت کا کہ ”اس کے ایمان کی حفاظت کی جائیگی“۔ اس لئے آپ بھی آٹھ دن مدینہ منورہ میں قیام فرمائیں اور مسجد نبوی میں چالیس نمازیں مکمل کریں۔

مسجد نبوی ﷺ کی خاص عبادت درود شریف ہے، اس لئے اگر آٹھ دن کا قیام ہو تو یہ پروگرام بنا کر جائیں کہ اس عرصہ میں سات ہزار یا پانچ ہزار درود شریف پڑھوں گا، روزانہ کی مقدار متعین کر کے اسکو پوری کرتے رہیں۔ زیادہ مقدار پوری کرنے کے لئے ایک مختصر درود شریف یہ بھی پڑھا جاسکتا ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا.

ترجمہ:- اے اللہ تعالیٰ، نبی امی ﷺ پر اور آپکی آل پر صلوٰۃ و سلام نازل فرمائیے۔

اس درود شریف کو بہت آسانی کے ساتھ دن میں ہزار مرتبہ پڑھ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، جو میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے

میں اُس کو سنتا ہوں۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ روزانہ قبر اطہر پر صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کے بعد مدینہ منورہ کے قبرستان ”جنت البقیع“ کی زیارت کے لئے جائے، اگر روزانہ نہ جاسکے تو جمعہ کے دن تو جنت البقیع کی ضرور زیارت کرنا چاہئے۔

مسجد نبوی ﷺ کے سات مبارک ستون

یوں تو مسجد نبوی ﷺ کا چپہ چپہ نور فشاں ہے، مگر ”ریاض الجنۃ“ کے وہ سات ستون جنہیں سنہرے سنگ مرمر کے کام اور سُنبھری مینا کاری سے نمایاں کر دیا گیا ہے، خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان ستونوں کو ”ستونہائے رحمت“ کہا جاتا ہے۔ ان ستونوں پر ان کے نام لکھے ہوئے ہیں، مدینہ منورہ کے قیام میں روزانہ ہر نماز کے بعد روضہ مبارک پر درود و سلام پڑھتے رہیں اور ان ستونوں کے پاس نوافل اور دعا کی بھی کثرت کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ پہنچ کر ایک مومن کے ایمان اور روح کو ایسی تازگی اور ایسی حیات حاصل ہوتی ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس دولت سے نوازے۔ آمین

(۱) اسطوانۃ عائشہؓ : یعنی ستون عائشہؓ، اسکو ستون مہاجرین بھی کہا جاتا ہے اسلئے کہ مہاجرین کی اکثر نشست اس جگہ رہتی تھی، ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف تحویل قبلہ کے بعد شروع میں دس دن حضور ﷺ نے اس جگہ نماز پڑھی تھی (امامت کروائی تھی) اس کے بعد محراب النبی والی جگہ آپ ﷺ کا مصلیٰ (نماز کی جگہ) متعین ہوا۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے

کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا علم ہو جائے تو ترجیح کے لئے قرعہ اندازی کرنے لگیں۔

اس وقت سے صحابہ کرامؓ کو یہ جگہ معلوم کرنے کی فکر تھی، بعد وفات النبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ جگہ بتلائی جہاں آج ستون عائشہ ہے اور اسی وجہ سے اس کو ستون عائشہ بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ اکثر اسکے قریب نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۲) اسطوانہ ابولبابہ : حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مشہور صحابی ہیں، غزوہ بنو قریظہ کے وقت ان سے ایک غلطی سرزد ہوگئی تھی جسکی تفصیل یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہود بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تھا، یہودیوں نے عاجز آ کر ہتھیار ڈال دینے کا ارادہ کر لیا تھا اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو، زمانہ جاہلیت میں ان سے اچھے تعلقات کی وجہ سے، برائے مشورہ طلب کیا حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے یہ پوچھنے پر کہ حضور ﷺ ہمارے ساتھ کیا برتاؤ کریں گے؟ گلے پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑا جائیگا، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اگرچہ صرف اشارہ کیا تھا اور زبان سے ایک حرف بھی ادا نہیں کیا تھا تاہم بعد میں بے انتہا پشیمان ہوئے اور راز نبوی فاش کرنے کے جرم کا احساس ہوتے ہی اپنی ذات کو مسجد نبوی میں کھجور کے ایک تنے کے ساتھ باندھ کر عہد کر لیا کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ میرا جرم معاف نہیں فرما دیں گے میں اسی طرح اپنے آپ کو باندھ رکھوں گا، حضور ﷺ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اگر وہ میرے پاس آتے اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے اور میں بھی انکے لئے دعا کرتا تو امید تھی کہ اللہ تعالیٰ انکو معاف فرما دیتے، مگر اب جب تک اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم

نہیں آجاتا میں انہیں نہیں کھولوں گا۔ اسی حالت میں کچھ دن گزر گئے، صرف نمازوں کے اوقات اور قضائے حاجت کے لئے انکی بیوی یا بیٹی انہیں کھول جاتی اور فراغت کے بعد ستون کے ساتھ باندھ دیتی۔ بھوک کی حالت میں کئی دن گزر جانے کی وجہ سے آنکھیں چکرانے لگیں، ایک رات تہجد کے وقت جب آپ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے انکی تو بہ قبول ہوئی آیت نازل ہوئی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے ساتھی کو بشارت سنانے اور انکی رسیاں کھولنے دوڑے مگر حضرت ابولبابہؓ نے فرمایا، جب تک آپ ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے رسیاں نہیں کھولینگے میں آزاد ہونا پسند نہیں کروں گا، یہ سن کر آپ ﷺ نے بنفس نفیس انکی رسیاں کھول کر آزاد فرمایا۔

اس ستون کے پاس آپ بھی اپنے گناہوں کی معافی کے لئے دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار رو دعا کیجئے، امید ہے کہ اس مبارک جگہ کی برکت اور مناسبت سے آپ کو بھی معافی کا پروانہ مل جائے۔

(۳) اسطوانہ وفود : آنحضور ﷺ کی خدمت میں مختلف وفود آتے رہتے تھے، آنے والے وفود کو اس ستون کے پاس ٹھہرایا جاتا تھا اور حضور ﷺ وہیں آکر ان سے ملاقات و گفتگو فرماتے تھے اور انہیں دین کی تعلیم و ایمان کی دولت سے نوازتے تھے اسلئے اس ستون کو اسطوانہ وفود کہا جاتا ہے۔

(۴) اسطوانہ سریر : حضور اکرم ﷺ جب اعتکاف فرماتے تھے تو رات کے وقت آپ ﷺ کا بستر اسی ستون کے پاس بچھایا جاتا تھا اس مناسبت سے اس ستون کو اسطوانہ سریر کہا جاتا ہے۔

(۵) اسطوانہ علیؓ : بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی

حفاظت اور سپریداری کے لئے اس جگہ بیٹھا کرتے تھے، زیادہ تر حضرت علیؓ اسی جگہ نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی نگرانی و حفاظت کے فرائض انجام دیتے تھے اس لئے اسکو اسطوانہ علیؓ کہا جاتا ہے، آپ ﷺ جب حجرہ عائشہ صدیقہؓ سے تشریف لاتے تو اسی جگہ سے گزرتے تھے۔

(۶) اسطوانہ تہجد: اس جگہ حضور ﷺ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے، یہ ستون اب نظر نہیں آتا، اسلئے کہ وہ صفہ کے چوترے کے سامنے حجرہ مبارکہ کے اندر کی جانب واقع ہے، یہاں حجرہ مبارکہ کے باہر نماز پڑھی جائے۔

(۷) اسطوانہ حنا: یہ جگہ بڑی مبارک ہے، یہ محراب رسول ﷺ کے پاس ہے، آپ ﷺ اسکے قریب نماز پڑھا کرتے تھے، اس جگہ کھجور کا ایک تنا تھا جس سے ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لئے ممبر بنایا گیا اور آپ ﷺ خطبہ دینے کے لئے ممبر پر چڑھے تو کھجور کا وہ تنا آواز کے ساتھ رونے لگا، جو لوگ اس وقت مسجد میں تھے سب نے اسکی آواز سنی۔

ایک روایت میں ہے کہ اسکے رونے کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اسکے رونے کی آواز اور کیفیت دیکھ کر حاضرین مسجد بھی رو پڑے۔ اللہ اکبر!

آپ ﷺ ممبر سے نیچے تشریف لائے، اپنا دست مبارک اس تنے پر پھرایا جس سے اسنے رونا بند کیا۔ يٰ اَرْبَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، چونکہ اسکے قریب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا رہتا تھا اور ممبر بن جانے سے وہ اس سے محروم ہو گیا اس لئے رو رہا تھا، خدا کی قسم اگر

میں ہاتھ پھرا کر تسلی نہ دیتا تو قیامت تک روتا رہتا۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ تنا ایک زوردار چیخ مار کر رو پڑا، حضور ﷺ نے نیچے اتر کر ہاتھ پھرایا تو ہچکیاں لینے لگا، جس طرح بچہ رونے کے بعد تسلی ملنے پر ہچکیاں لینے لگتا ہے۔ بعد میں آپ ﷺ نے اس تے کو وہیں دفن فرمادیا۔

حضرت حسن بصریؒ جب یہ قصہ بیان فرماتے تو خوب روتے اور فرماتے کہ اللہ کے بندو! ایک کھجور کے تے کو حضور ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ جدائی پر رونے لگا تم تو انسان ہو اور انسان ہونے کے ناطے اس سے کئی گنا زیادہ محبت کے اہل اور رونے کے مستحق ہو۔

یہ سارے ستون مسجد نبوی کے اس حصہ میں ہیں جہاں حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی بنی ہوئی تھی، وہاں یہوئچ کر کثرت سے دعائیں، توبہ اور استغفار کیجئے۔ جب بھی موقع ملے نوافل، سنن اور مستحبات ادا کیجئے۔ یہ وہ مبارک جگہیں ہیں جس پر حضور ﷺ کی مبارک نظریں بار بار پڑ چکی ہیں اور جس پر حضور ﷺ کے مبارک قدم بھی بار بار پڑ چکے ہیں۔

اصحاب صفہؓ

مسجد نبوی میں ایک چوترا ہے، جو باب جبرئیل سے داخلہ کے وقت دانے ہاتھ پر پڑتا ہے، جو صحابہ کرامؓ یہاں رہتے تھے انکو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے۔ یہ حضرات حضور پاک ﷺ سے دین کی تعلیم حاصل کر کے دوسری جگہوں تک یہوئچانے جاتے تھے۔ یوں تو سارے صحابہؓ کی زندگی سادہ، تکلف سے خالی اور زہد سے بھری ہوئی تھی تاہم اصحاب صفہؓ کی زندگی سادگی، قناعت اور دنیا سے بے رغبتی کا عجیب و غریب نمونہ تھی۔

مذہب اسلام کا یہی وہ پہلا مدرسہ ہے جس میں آپ ﷺ بذات خود معلمی کے فرائض انجام دیتے تھے، آپ بھی اس جگہ پہنچ کر نماز، تلاوت، ذکر، درود، استغفار اور دعائیں کر کے اس بات کا عہد کیجئے کہ دنیا میں اللہ کا دین پھیلانے کے لئے حتی الامکان کوشش کرتا رہوں گا۔

مدینہ منورہ کے قابل زیارت مبارک مقامات

جنت البقیع : یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جو جنت البقیع کے نام سے مشہور ہے۔ اسے ”بقیع الغرقہ“ بھی کہا جاتا تھا، یہاں غرقہ (بول) کے لمبے لمبے درخت تھے، ان درختوں کو کاٹ کر اس سرزمین کو قبرستان میں تبدیل کر دیا گیا، ابن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوع روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص ہمارے اس قبرستان میں دفن کیا جائے گا ہم اس کے لئے سفارش کریں گے، راوی کہتے ہیں یا آپ ﷺ نے فرمایا، ہم اس کے لئے گواہی دیں گے۔

جنت البقیع میں سب سے پہلے حضرت عثمان بن مظعونؓ ”رسول کریم ﷺ کے رضائی بھائی“ دفن کئے گئے آپ کا انتقال ماہ شعبان ۳۷ھ میں ہوا تھا، اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوا تو صحابہؓ نے دریافت کیا کہ ان کی قبر کہاں بنائیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ہمارے پیش رو عثمان بن مظعونؓ کی قبر کے پاس۔ (خلاصۃ الوفاء ۲/۳۶۳)

”جنت البقیع“ حرم نبوی ﷺ سے ٹھورے ہی فاصلہ پر ہے، زیادہ سے زیادہ ۵/۱۰ منٹ کی مسافت پر ہے۔ فجر اور عصر کی نماز کے بعد جنت البقیع کا دروازہ

کھولا جاتا ہے۔

زمین کا یہ قطعہ کتنا خوش نصیب قطعہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے کتنے مرنے والوں کو اپنے ہاتھوں سے اس میں دفن فرمایا ہے۔
جنت البقیع میں درج ذیل ازواج مطہرات آرام فرما ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ
ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ
ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	

ازواج مطہرات میں سے سیدۃ المومنات و ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ کے قبرستان ”جنت المعلیٰ“ میں آرام فرما ہیں اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار مقام ”سرف“ میں ہے جو مکہ معظمہ سے تقریباً چھ میل کے مسافت پر وادی فاطمہ کے قریب، پختہ سڑک کی بائیں طرف پندرہ بیس قدم پر پہاڑ کے دامن میں ہے۔

جنت البقیع میں آپ ﷺ کی درج ذیل اولاد بھی آرام فرما ہیں:

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ اہل بیت میں سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ”نبی کریم ﷺ کے لخت جگر حضرت قاسم رضی اللہ عنہ اور

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں آرام فرما ہیں۔

رسول کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت سفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور رسول اکرم ﷺ کی رضائی والدہ محترمہ، دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا، حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی جنت البقیع ہی میں مدفون ہیں۔

المختصر اہل بیت نبوت کے بے شمار ممتاز افراد، جلیل القدر صحابہ کرامؓ اور پھر شمار میں نہ آسکنے والے تابعین، تبع تابعین، اور قرون مابعد میں ہونیوالے ان گنت و بے شمار ائمہ عظام، اولیاء کرام، صلحاء امت اور اللہ کے خاص و مقبول بندے اس قبرستان میں آسودہ خواب ہیں، بقیع کا پورا احاطہ مقام ادب ہے۔

اگر آپکی سیرت نبوی اور صحابہ کرامؓ کے احوال و مراتب پر نظر ہوگی تو آپ کو ان مبارک مقامات اور شخصیات کا صحیح احساس ہوگا، آپ قدم قدم پر رکیں گے اور خاک کے ایک ایک ڈھیر کو اپنے آنسوؤں سے سیراب کرنا چاہیں گے۔ یہاں کے چپہ چپہ پر ایمان و جہاد کی تاریخیں اور عشق و محبت کی داستانیں کندہ ہیں، ایک ایک ڈھیر میں اسلام کا قیمتی خزانہ دفن ہے

”دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز“

ایک حدیث میں ہے کہ اس قبرستان سے قیامت کے دن ستر ہزار ایسے انسان اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور وہ بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

قیمت کے دن سب سے پہلے جنت البقیع والے اٹھائے جائیں گے۔
آنحضرت ﷺ اکثر رات کے وقت اس قبرستان میں تشریف لے جایا کرتے تھے، اس لئے ہر حاجی کو چاہئے کہ جب تک مدینہ منورہ میں قیام رہے روزانہ اور کم از کم جمعہ کے روز جنت البقیع ضرور جایا کریں اور بقیع والوں کے لیے مغفرت، اور رفع درجات کی دعائیں کریں۔

جنة البقیع کے مدفونین پر اس طرح سلام پڑھیں

السَّلَامُ عَلَیْكُمْ، دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْآخِرِ،
فَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهِ بِكُمْ لَاحِقُونَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَاحِلِ الْبَقِیْعِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا
وَ لَهُمْ وَ یَرْحَمْ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَ الْمُسْتَخِرِیْنَ.

ترجمہ : اس دار ”قبرستان“ میں آرام فرماؤ مومنین کی جماعت تم پر اللہ کی سلامتی ہو، تم پہلے پہنچ گئے ہم تمہارے بعد آرہے ہیں، ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ! بقیع والوں کو بخش دے، اے اللہ! ہماری اور ان کی مغفرت فرما، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو تم میں سے پہلے جانے والوں پر بھی اور بعد میں آنے والوں پر بھی۔

اسکے بعد اپنے لئے بھی دعا کریں کہ یا اللہ یہاں آپ کے بے شمار نیک اور مقبول بندے آرام فرما ہیں، انکے جن اعمال سے آپ راضی تھے ان اعمال میں سے کچھ حصہ مجھے بھی عطا کر دیجئے، اگرچہ میرے اعمال بقیع میں آرام فرمانے والے خوش نصیب بندوں جیسے نہیں ہیں مگر مجھے آپ کے ان محبوب بندوں سے محبت ہے، اس محبت کی برکت سے مجھے بھی ان میں شامل فرما دیجئے۔

وَالْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ
اور مجھے صالحین میں شامل کر لیجئے

حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ پر سلام

جنت البقیع میں خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ کی قبر
مبارک پر اس طرح سلام پیش کیا جائے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْمُسْلِمِينَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَابِتَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ذَا النُّورَيْنِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُجَهَّزَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ بِالنُّقْدِ وَالْعَيْنِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْهَجْرَتَيْنِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَامِعَ الْقُرْآنِ بَيْنَ الدُّفْتَيْنِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَبُورًا عَلَى الْأَكْثَادِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهِيدَ الدَّارِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

ترجمہ : اے مسلمانوں کے امام آپ پر سلام ہو، اے تیسرے خلیفہ راشد آپ پر
سلام ہو، اے دو ہرے نور والے آپ پر سلام ہو، اے اپنے سامان اور نقد کے
ذریعہ جیشِ عسرت ”تنگی کے زمانے میں جانے والے مسلمانوں کے لشکر“ کو تیار
کرنے والے آپ پر سلام ہو، اے دو ہجرت کرنے والے آپ پر سلام ہو، اے

دُشمن میں قرآن کو جمع کرنے والے آپ پر سلام ہو، اے مصیبتوں پر صبر کرنے والے آپ پر سلام ہو، اے گھر میں شہید کئے جانے والے آپ پر سلام ہو، آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو۔

پھر ایک لمحہ ٹھہر کر پورے بقیع پر عبرت و تفکر کی نظر ڈالیں، اللہ اکبر! کتنے سچے تھے یہ اللہ کے بندے کہ جو کچھ کہتے تھے کر دکھاتے تھے۔

رَجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ

ترجمہ:- یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کر دکھایا۔ مکہ مکرمہ میں جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا، مدینہ منورہ میں اسی کے قدموں میں آپڑے ہیں :

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم : سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

جنت البقیع ہی سے کبیدِ خضرا پر ایک نظر ڈالیں، پھر مدینہ کے اس شہرِ خوشاں کو دیکھئے، صدق و اخلاص، استقامت و وفا کی اس سے زیادہ روشن مثال اور کہاں ملے گی؟ آئیے بقیع میں اسلام کی خدمت کا عہد کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ یا اللہ ہمیں اسلام پر زندہ رکھنا اور ہر حال میں وفاداری کے ساتھ اسلام ہی پر خاتمہ عطا فرمانا، جنت البقیع کا یہی پیغام اور یہاں کا یہی سبق ہے۔

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے علاوہ بھی دیگر ایسی مساجد ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے نمازیں پڑھی ہیں۔ ان مساجد میں بہت ساری مساجد ابھی تک آباد ہیں، اگرچہ وہ مساجد زمانہ نبوی والی شکل پر موجود نہیں ہیں، از سر نو شاندار تعمیر ہو چکی ہیں تاہم اس میں کیا شک کہ جگہ وہ ہی ہے، اس لئے رحمتوں اور

برکتوں سے خالی نہیں، ان مساجد کی بھی زیارت کرنا چاہئے، مسجد نبوی کے قریب سے ٹیکسی والے ان مبارک مساجد و مقامات کی زیارت کے لئے لے جاتے ہیں۔
مسجد قبا :- مسلمانوں کی یہ وہ سب سے پہلی مسجد ہے جسکا تذکرہ قرآن کریم کی اس آیت میں کیا گیا ہے۔

لَمَسْجِدَ اُنَسَّ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ .
جسمیں آپ ﷺ کو بھی نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ ہجرت کے موقع پر جب آپ ﷺ قبا پہنچے تو اس جگہ چار دن کا قیام فرمایا تھا اور اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد رکھی تھی اور اکابر صحابہؓ نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔
اولا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پتھر جمع کئے جائیں، جمع ہو جانے کے بعد آپ ﷺ نے ایک چھوٹے نیزے کے ذریعہ مسجد کے لئے زمین پر نشانیاں کیں اور قبلہ کی سمت متعین فرما کر اپنے دست اقدس سے سنگ بنیاد رکھا، اسکے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا کہ ایک پتھر اٹھا کر میرے پتھر کے قریب رکھ دو اسکے بعد حضرت عمر فاروقؓ کو فرمایا کہ ایک پتھر اٹھا کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پتھر کے قریب رکھ دو، اسکے بعد حضرت عثمان غنیؓ کو فرمایا کہ ایک پتھر اٹھا کر حضرت عمر فاروقؓ کے پتھر کے پاس رکھ دو۔ اس کے بعد وہاں موجود صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ سبھی حضرات ایک ایک پتھر اٹھا کر ان نشانیوں میں سے جہاں چاہو رکھو۔ اس طرح آپ ﷺ نے صحابہؓ کے ساتھ ملکر مسجد قبا تعمیر فرمائی۔

اسلامی تاریخ میں پہلی مسجد کہلانے کا شرف اسی مسجد کو حاصل ہے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی کے بعد افضل ترین مسجد یہی مسجد ہے۔

اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے، کتابوں

میں آتا ہے 'ان صلوة رکعتین فیہ کعمرہ'۔

مسجد قبا کے محراب پر مذکورہ بالا حدیث لکھی ہوئی ہے، آپ ﷺ منیچر کے دن اس مسجد تشریف لے جاتے تھے۔ آپ بھی اس سرزمین پر جین نیاز خم کرنے کا شرف حاصل کیجئے جسکا تذکرہ قرآن کریم ان الفاظ میں کرتا ہے "فِيهِ رَجُلٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ" یہاں پاکیزہ لوگ آباد تھے انکے پاکیزہ قدموں کی پاکیزگی اور قدسی انفاس کی تاثیر کے صدقے روحانی تروتازگی حاصل ہونے پر دربار خداوندی میں سجدہ شکر بجالائیے۔

یہاں بھی عورتوں کے لئے وضو اور نماز پڑھنے کا الگ انتظام کیا گیا ہے۔

مسجد جمعہ :- مسجد قبا سے تھوڑے فاصلہ پر مدینہ منورہ کے راستے میں قبیلہ بنو سالم آباد تھا۔ آپ ﷺ جس دن قبا سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے وہ جمعہ کا دن تھا۔ ابھی آپ ﷺ بنو سالم بن عوف قبیلہ تک ہی پہنچے تھے اور جمعہ کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اسی جگہ جمعہ کی نماز پڑھائی، مدینہ منورہ میں یہ آپکا پہلا جمعہ تھا۔ اس جگہ ابھی ایک شاندار مسجد ہے۔ جسکو آپ ﷺ کے پہلے جمعہ کی مناسبت سے مسجد جمعہ کہا جاتا ہے۔

قبا سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے تقریباً ایک میل کے بعد بائیں جانب ایک سڑک جاتی ہے، اس سڑک کی دہنی جانب یہ مسجد ہے۔

مسجد قبلتین :- ہجرت کے بعد ۱۶/۱۷ مہینوں تک مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس رہا، آپ ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ قرار پائے، اسی تمنا اور تحویل قبلہ کا حکم نازل ہونے کی امید میں آپ ﷺ بار بار اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھاتے رہتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ ظہر یا عصر کی نماز پڑھا رہے تھے

اور دوران نماز دو رکعت کے بعد یہ وحی نازل ہوئی:

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾
(بقرہ آیت نمبر ۱۵۰)

ترجمہ: ہم آسمان کی طرف آپ کے چہرہ کے بار بار اٹھنے کو دیکھ رہے تھے، ہم آپ کا رخ آپ کے پسندیدہ قبلہ کی طرف پھیر رہے ہیں۔ اب آپ مسجد حرام کی جانب منہ کر لو، اور اب کے بعد جہاں کہیں بھی ہوں اسی کی جانب رخ کر کے نماز پڑھو۔

مذکورہ بالا آیت نازل ہوتے ہی آپ ﷺ نے باقیہ رکعتوں میں اپنا رخ بیت المقدس سے بیت اللہ کی جانب پھیر لیا، صحابہ کرام بھی آپ کی اتباع میں گھوم گئے اور اس طرح آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے پہلی دو رکعت بیت المقدس کی جانب اور دوسری دو رکعت بیت اللہ کی جانب رخ کر کے پڑھی، اسی مناسبت سے اس مسجد کو مسجد قبلتین یعنی دو قبلہ والی مسجد کہا جاتا ہے، اس مسجد میں ابھی تک دونوں جانب محراب بنی ہوئی ہے۔ بیت اللہ کی بطور قبلہ تعیین کے بعد اب بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔

مسجد غمامہ:- اس مسجد کو مسجد مصلیٰ بھی کہا جاتا ہے، آپ ﷺ نے دونوں عیدوں ”عید الفطر اور عید الاضحیٰ“ کی نمازیں یہاں پڑھائی تھیں۔ آپ ﷺ نے یہاں صلوٰۃ استسقاء ”بارش طلب کر نیکی نماز“ بھی پڑھائی تھی اور نماز پڑھتے ہی بادل چھا گئے تھے اور بارش ہوئی تھی، اسی مناسبت سے اس مسجد کو مسجد غمامہ ”بادل کی مسجد“ کہا جاتا ہے۔ اس مسجد کے سامنے جرم ثابت ہونے پر مجرمین کو اسلامی سزائیں بھی

دی جاتی ہیں۔

مسجد فتح:-

مسلمانوں کو ختم کر دینے کے ارادہ سے مشرکین مکہ کا ایک بڑا لشکر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوا، اطلاع ملتے ہی آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا، حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ کے مطابق مدینہ کی چاروں جانب خندق کھودنے کا فیصلہ کیا گیا، خندق کی وجہ سے دشمنان اسلام مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے اور مدینہ سے باہر بکر مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا۔ ابھی جہاں مسجد فتح ہے وہاں جناب رسول اللہ ﷺ نے پیر، منگل اور بدھ تین دن اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں، دعا قبول ہوئی اور سخت آندھی کے ذریعہ دشمنان اسلام کے پیر اکھیر ڈرے گئے اور وہ بغیر لڑائی کے واپسی پر مجبور ہو گئے، اس مسجد کے قریب مزید چار مسجدیں، مسجد ابو بکرؓ، مسجد عمر فاروقؓ، مسجد علیؓ اور مسجد سلمان فارسیؓ کے نام سے موجود ہیں، ان تمام کو مساجد خمسہ ”پانچ مسجدیں“ بھی کہا جاتا ہے۔ ان پانچوں مسجدوں میں دو دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی جائے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ مجھے جب بھی کوئی خاص معاملہ درپیش ہوتا اور مسجد فتح جا کر دعا کرتا تو دعا ضرور قبول ہو جاتی۔

مسجد اجابہ:- یہ مسجد جنت البقیع سے جنوب میں واقع ہے، اس جگہ بنو امیہ بن مالک بن عوف رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک دن اس جگہ تشریف لے گئے اور دیر تک دعا فرماتے رہے۔ دعا سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے تین دعائیں کیں جن میں سے دو قبول ہوئیں اور ایک قبول نہ ہو سکی۔ میں نے یہ دعا کی کہ یا اللہ میری پوری امت کو یک بارگی قحط سالی کے عذاب سے ہلاک نہ کرنا وہ قبول ہو گئی، میں نے دوسری دعا یہ کی کہ یا اللہ میری امت

کو یک بارگی ڈوبنے کے عذاب سے ہلاک نہ کرنا، وہ بھی قبول ہوگئی۔ میں نے تیسری دعا یہ کی کہ یا اللہ میری امت کو آپسی عداوت اور نا اتفاقی میں مبتلا نہ کرنا، یہ دعا قبول نہ ہو سکی۔

رسول اللہ ﷺ نے جس جگہ نماز پڑھی تھی وہ جگہ محراب مسجد سے دہائی طرف دو ہاتھ کے فاصلے پر ہے۔

جبل احد :- مدینہ منورہ کے جنوب میں تقریباً چار میل کی دوری پر ایک پہاڑ ہے جسکو جبل احد سے پہچانا جاتا ہے، یہ پہاڑ مشرق سے مغرب میں چار میل پھیلا ہوا ہے، آپ ﷺ یہاں تشریف لا کر احد والوں کو دعا و سلام سے نوازتے تھے۔ آپ ﷺ نے جبل احد کے بارے میں فرمایا ہے، احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے۔

۳۔ ہمیں احد کی مشہور لڑائی اسی پہاڑ کے قریب لڑی گئی تھی جس میں آپ ﷺ بھی زخمی ہوئے تھے۔

جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کے چچا اور سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور دیگر ستر صحابہ کرامؓ جن میں حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت عبداللہ بن جحشؓ بھی شامل تھے شہید ہوئے۔ ان تمام شہداء کی قبریں اسی جبل احد کے دامن میں ہیں۔ اس جگہ مدفون شہداء احد میں سے بعض نام درج ذیل ہیں، حضرت حمزہؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت عبداللہ بن جحشؓ، ”ایک روایت کے مطابق یہ تینوں حضرات ایک قبر میں دفن کئے گئے تھے اور بعض روایات کے مطابق حضرت حمزہؓ اکیلے ایک قبر میں اور دیگر دونوں حضرات دوسری قبر میں دفن کئے گئے تھے“، حضرت اہل بن قیسؓ ”انکی قبر حضرت حمزہؓ کی قبر کے پیچھے شام کی طرف ہے، حضرت عمرو بن

جموح، حضرت عبد اللہ بن عمرو، حضرت خارجہ بن زید، حضرت سعد بن ربیع، حضرت عبد اللہ، حضرت نعمان بن مالک، حضرت ابوالیمن، حضرت غلام بن عمرو بن جموح۔ ان آٹھوں صحابہ کرام کو ایک قبر میں دفن کئے گئے تھے، مابقہ شہداء کی قبروں کی نشانیاں اگرچہ موجود نہیں ہیں۔ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ انکی قبریں بھی حضرت حمزہ کی قبر مبارک کے قریب ہی ہونگی۔ بعض شہداء احد کو جنت البقیع میں بھی دفن کیا گیا تھا۔

زائر مدینہ کو ایک مرتبہ جبل احد ضرور جانا چاہئے اور شہداء احد کو سلام کر کے مغفرت اور رفع درجات کی دعا کرنی چاہئے۔ حضرت حمزہ اور دیگر شہداء احد کو اس طرح سلام پیش کریں:-

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيبِ اللَّهِ ﷺ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفَى ﷺ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَاءِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَسَدَ اللَّهِ وَ أَسَدَ رَسُولِهِ
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءِ، يَا سَعْدَاءِ
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءِ أَحَدٍ كَافَّةً، عَامَةً وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ

ترجمہ : اے ہمارے سردار حضرت حمزہ بن عبدالمطلب آپ پر سلام ہو، اے رسول

پاک ﷺ کے چچا آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے نبی ﷺ کے چچا آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے حبیب ﷺ کے چچا آپ پر سلام ہو۔ اے نبی مصطفیٰ کے چچا آپ پر سلام ہو۔ اے شہیدوں کے سردار آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے شیر آپ پر سلام ہو، اے احد کے شہیدوں، اے اللہ کے برگزیدہ بند آپ تمام پر سلام ہو، اے مصیبتوں پر صبر کرنے والو اور آخرت کا بہترین گھر پانے والو آپ تمام پر سلام ہو، اے شہداء احد آپ تمام پر اللہ کا سلام، اسکی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

مدینہ منورہ کی کھجور

احادیث نبویہ میں مدینہ منورہ کی کھجور کی بے شمار فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ایک روایت میں آتا ہے کہ مدینہ منورہ کی کھجور ”عجوة“ کھانے سے زہر بھی اثر نہیں کرتا۔

آپ بھی جب وطن واپس آئیں تو زمزم کا پانی اور مدینہ منورہ کی کھجوریں ضرور لائیں اور اپنے رشتہ دار، دوست و احباب اور متعلقین کو کھلائیں پلائیں، یہ عمل بزرگوں سے ثابت ہے اور برکت کا ذریعہ ہے۔

لوگوں کو حج کا تحفہ دینے کے لئے زمزم کا پانی اور مدینہ منورہ کی کھجور سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے۔

نوٹ :- مدینہ منورہ میں سوق تمر ”کھجوروں کا بازار“ نام کا ایک بہت بڑا بازار ہے، جہاں ہر قسم کی کھجوریں مل جاتی ہیں، کھجور اس بازار سے خریدنا زیادہ مناسب ہے۔

مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ ؟

یہ بات تو طے ہے کہ دنیا کے تمام شہروں سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں ہی افضل ہیں، مگر پھر ان دونوں میں کونسا افضل ہے؟ ائمہ کرام کا اختلاف ہے، بہتر یہی ہے کہ عوام الناس ان دونوں شہروں کے تقابل میں نہ پڑیں اور اس سلسلے کی وہ علمی بحثیں جو کتابوں میں آتی ہیں اس سے قطع نظر اپنی زبانیں بند رکھیں۔ تاکہ کسی بے ادبی میں مبتلا نہ ہو جائیں، خیال رہے کہ مدینہ منورہ اگر مرکز جمال ہے تو مکہ مکرمہ مرکز جلال ہے، مدینہ منورہ کے درودیوار سے اگر محبوبیت نکلتی ہے تو مکہ معظمہ کے درودیوار سے عاشقی نمایاں ہے۔

دوہنی آنکھ بہتر یا بائیں؟ داہنا ہاتھ بہتر یا بائیں؟ جیسا یہ بھی سوال ہے اور بہت سارے سوالات ناقابل حل ہوتے ہیں، بہتر یہی ہے کہ ایسے سوال و جواب کی تحقیق میں نہ پڑیں اور علماء کرام کی بحثوں کو یہ سمجھ کر چھوڑ دیں کی ایسی بحثیں کرنا انہیں کا حق ہے، انہیں کی شان کو زیبا ہے۔

وطن واپسی کے آداب

سرکارِ دو عالم، تاجدارِ مدینہ، آقائے نامدار، حبیبِ خدا ﷺ کی زیارت، مساجدِ مدینہ منورہ و دیگر مبارک مقامات کی زیارت اور مدینہ پاک کے انوارات و برکات سے محفوظ ہونیکے بعد جس دن وطن واپسی کا پروگرام ہو اس دن نماز فجر کے بعد جنت البقیع ”مدینہ منورہ کا قبرستان“ میں حاضری کا خوب اہتمام کیا جائے، وہاں سب کے لئے دعائیں کریں، اسکے بعد مسجد نبوی ﷺ پہنچ کر ریاض الجنۃ میں یا اس سے قریب جہاں بھی جگہ مل جائے یا آسانی سے مسجد نبوی میں جہاں بھی

ممکن ہو دو رکعت نماز پڑھیں، اسکے بعد روضہ اطہر پر حاضری دیکر صلوٰۃ و سلام پیش کر کے اپنی دینی و دنیوی ضروریات کے لئے دعا فرمائیں، حج، عمرہ و زیارات مدینہ کی قبولیت کے لئے دعا فرمائیں، اور بسہولت وطن واپسی کی بھی دعا فرمائیں، یہ دعائیں الفاظ بھی ضرور کہیں :

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هَذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ بِنَبِيِّكَ، وَ مَسْجِدِهِ، وَ حَرَمِهِ،
وَ يَسِّرْ لِي الْعَوْدَ اِلَيْهِ، وَ الْعُكُوفَ لَدُنْهِ، وَ ارْزُقْنِي الْعَفْوَ، وَ الْعَافِيَةَ فِي
الدُّنْيَا، وَ الْاٰخِرَةِ، وَ رُدَّنَا اِلَى اَهْلِنَا، سَالِمِيْنَ، غَانِمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ، يَا
اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ترجمہ : اے اللہ میرے لئے نبی کریم ﷺ، مسجد نبوی ﷺ اور حرم پاک کی اس زیارت کو اپنی زندگی کی آخری زیارت نہ بنانا، دوبارہ کی زیارت اور مدینہ منورہ کا قیام آسان فرمانا، اور میرے لئے دین و دنیا کی سلامتی اور عافیت مقدر فرمانا، اور میرا اپنے وطن اجر و ثواب اور سلامتی کے ساتھ واپس پہنچنا مقدر فرمانا، اے ارحم الراحمین میں آپ کی رحمت کا ہر وقت امیدوار ہوں، اسکے بعد جتنا رنج و غم اور افسوس کا اظہار کیا جاسکتا ہو حرم نبوی اور دربار رسالت کی جدائی کے خیال میں کریں، حج و عمرہ کے اس سفر میں مختلف مقامات پر رونے کے بعد آپ کے پاس جو آنسو بچ گئے ہوں وہ بھی اس وقت بہا دیں تا آنکہ آنکھیں آنسو بہانا بند کر دیں، حرمین شریفین سے جدائی کے وقت آنسو کا نکلنا اور غم کا طاری ہو جانا حج و زیارت اور دعاؤں کی مقبولیت کی علامت ہے۔ اسکے بعد روتے ہوئے، جدائی پر حسرت و افسوس کرتے ہوئے آخری صلوٰۃ و سلام کے بعد رخصت ہو جائیں، گنجائش کی بقدر مدینہ منورہ کے فقراء پر صدقہ کریں اور سفر کی دعاؤں کے ساتھ اپنا سفر شروع فرمائیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ آپکو تھوڑی دیر کے لئے جدہ ٹھہرنا ہوگا، اسلئے وہاں کی ضرورت کے پیش نظر تھوڑے بہت ریال بچا کر رکھیں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکے۔

وطن عزیز واپسی کے وقت

آپ جب واپسی میں وطن عزیز کے قریب پہنچیں تو یہ دعا پڑھیں :

اَبُوْنَ تَائِبُوْنَ لِرَبَّنَا حَامِدُوْنَ

ترجمہ: ہم اپنے وطن واپس آئے ہیں توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے بن کر۔

اپنے گھر پہنچنے کی اطلاع پہلے سے کر دینی چاہئے۔ ٹیلی فون کی عجیب و غریب راحت کے اس زمانے میں اسکیں ڈھیل نہیں کرنا چاہئے۔

اپنے شہر میں رات کے وقت داخل نہیں ہونا چاہئے، صبح یا شام کے وقت داخل ہونا بہتر ہے، ”اگرچہ پہلے سے اطلاع کر دینے کی صورت میں رات کو بھی داخل ہونے کی گنجائش ہے“۔

وطن میں داخل ہوتے ہی سیدھے مسجد جائیں اور مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھیں۔

اپنے گھر داخلہ کے وقت یہ دعا پڑھیں:

تَوْبًا تَوْبًا، لِرَبَّنَا اَوْبًا، لَا يُعَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا.

ہم اپنے گھر واپس آئے، ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں، وہ ہمارے تمام گناہ معاف فرمادینگے۔

گھر میں داخلے کے بعد بھی شکرانے کی دو رکعت نماز پڑھی جائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے، اسے حج بیت اللہ جیسے مبارک فریضہ کی ادائیگی اور زیارت حرمین شریفین اور عمرہ کی سعادت سے نواز کر بسلامت و عافیت اپنے وطن واپس لوٹایا۔

حجاج کرام کا استقبال

جب حجاج کرام حج بیت اللہ سے واپس ہوں تو ان سے ملاقات کرو، سلام و مصافحہ کرو اور وہ اپنے گھر پہنچے اس سے پہلے پہلے ان سے دعا کی درخواست کرو۔ اسلئے کہ وہ اپنے گھر واپس پہنچے اس سے پہلے پہلے ان کی دعا قبول ہوتی ہے، ہمارے اسلاف کرام کا یہی معمول تھا۔ ایک حدیث شریف میں آتا ہے،

عَنْ ابْنِ عُمَرَ إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ (رواہ احمد و مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب حجاج کرام سے ملاقات ہو تو سلام و مصافحہ کے بعد قبل اس کے کہ وہ گھر میں داخل ہوں دعا کی درخواست کرو کیونکہ انکے گناہ معاف کر دئے گئے ہیں۔ ”اس لئے انکی دعا قبول ہونے کی زیادہ امی ہے“

اس روایت سے حاجیوں کا استقبال اور ان سے دعا کی درخواست کرنا ثابت ہے، اس لئے جائز ہونے میں تو کوئی شک نہیں تاہم اس میں حد سے زیادہ مبالغہ کر کے دیگر خرابیاں و بدعات پیدا نہ ہو جائیں اس کا خیال رکھا جائے۔

حج بیت اللہ کی تشہیر کرنا اچھا نہیں ہے

سفر حج شروع کرنے سے پہلے نیت کی درستگی انتہائی اہم ہے۔ تشہیر کی غرض

سے یا حاجی کہلانے کے خیال سے سفر کرنا بہت ہی برا ہے بلکہ ایسے سفر سے ثواب مرتب ہونیکے بجائے ریاکاری کا وبال سر پر رہیگا۔ اسی طرح حج سے واپسی کے بعد بلا ضرورت سفر حج کی باتیں کرتے رہنا، اپنے صدقات و خیرات جتانے رہنا، اعمال خیر کا ذکر کرتے رہنا، جس سے لوگ آپکے سفر حج سے واقف ہوں اور آپکے حاجی بن جانے کی شہرت ہو، بالکل مناسب نہیں، ہاں اگر کوئی مصلحت ہو یا شرعی امر بتانے کی غرض سے ان باتوں کا ذکر کرنا ناگزیر ہو جائے تو بتایا جاسکتا ہے، تاہم بڑائی، ریا کاری اور تشہیر کی غرض سے بیان کرنا قطعاً درست نہیں۔ ریا کاری بڑے سے بڑے عمل کو بھی ضائع کر دیتی ہے۔

ایک روایت میں تو ریا کاری کو شرک اصغر بتایا گیا ہے، لہذا اس سے کلیۃً اجتناب کیا جائے۔

صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ لوگ تین قسم کے ہیں اور اسی لحاظ سے حج کے تذکرہ کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے،

- (۱) وہ لوگ جن پر حج بیت اللہ فرض ہو چکا ہے مگر جاتے نہیں انکے سامنے رغبت دلانے کی غرض سے اپنے حج کا تذکرہ کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔
- (۲) وہ لوگ جن پر حج فرض تو نہیں ہوا مگر ان میں حج میں جانیکی گنجائش موجود ہے ایسے حضرات کے سامنے بھی شوق بڑھانے کی غرض سے اپنے حج کا تذکرہ کرنا جائز ہے۔

- (۳) وہ لوگ جن پر حج فرض نہیں ہوا اور نہ ہی انہیں اس سفر کی کوئی گنجائش موجود ہے ایسے حضرات کے سامنے حج کا تذکرہ کرنا منع ہے کیونکہ حج کا ذکر سکران میں بھی حج کا شوق و جذبہ پیدا ہوگا اور اپنی مجبوری و بے چارگی کی وجہ سے نہ جاسکنے پر غم و

افسوس میں مبتلا ہونگے، چونکہ آپکا تذکرہ کرنا انکی حسرت کا یا حسرت بڑھانے کا سبب بنا سکتے ایسے حضرات کے سامنے حج کا ذکر کرنا ممنوع ہے۔

سفر حج کی تکالیف بیان کرنا

بعض حضرات اپنے سفر حج کی تکالیف لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہتے ہیں، ایسا کرنا منع ہے، کیونکہ تکالیف کا ذکر سکر وہ مالدار جو سہولت پسند ہو گئے حج سے گنہگار کر رک جائینگے اور اس طرح آپکا تکالیف کا تذکرہ انکے سفر حج سے مانع بنیگا۔ بعض حضرات تو بہت ہی مبالغہ کے ساتھ تکالیف بیان کرتے ہیں یہ بڑے گناہ کا کام ہے۔

حج کا سفر ایک طویل سفر ہے، جسمیں کبھی ریل گاڑی، کبھی بس اور کبھی ہوائی جہاز کا استعمال ہوتا ہے۔ اجنبی ملک، اجنبی لوگ اور اجنبی زبان سے سابقہ ہوتا ہے، ظاہر ہے ایسے میں قدرے تکالیف کا ہونا بعید از قیاس نہیں جبکہ ہمارا اپنے ملک کا مختصر سفر بھی پریشانیوں سے خالی نہیں ہوتا اور جبکہ سفر میں وطن اور اقامت جیسی سہولتیں ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔ پھر حج بیت اللہ جیسی نعمت عظمیٰ کے حصول میں اگر قدرے تکلیف ہو بھی جائے تو بخوشی برداشت کرنا چاہئے اور مزید اجر و ثواب مرتب ہو نیکی امید رکھنا چاہئے اور بالخصوص کسی کے سامنے ان تکلیفوں کو بیان کر کے اسکو حج سے دور رکھنے سے تو قطعاً گریز کرنا چاہئے۔ بعض مرتبہ تو حجاج کرام اپنے ہی ہاتھوں تکالیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اسکی توفیق سے حکومت سعودیہ نے راحت کا اتنا سامان کر دیا ہے کہ شاید ہی آپکو کسی تکلیف کا سامنا ہو۔ حق تعالیٰ حجاج کرام کی جانب سے حکومت کو بہترین بدلہ عنایت فرمائے اور مفسدین اور شریروں کی شرارت

اور بد نظری سے حریم شریفین اور حکومت سعودیہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین

حج کے بعد کار خیر کا عزم

حج قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد اعمال خیر کی رغبت پیدا ہو، اور امر شریعت کی پابندی اور نواہی سے اجتناب کی توفیق ہو۔ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت پیدا ہو، اور حج سے ماقبل کی حالت کی بنسبت مابعد کی حالت میں بین فرق اور دینی سدھار نمایاں ہو، اس لئے حج کے بعد اپنے آپکو عبادات میں لگانیکا اور گناہوں سے بچانے کا خوب اہتمام کیا جائے، یہاں تک کہ طبیعت عبادت میں لذت اور گناہوں سے نفرت محسوس کرنے لگے۔

خاتمہ اور دعا

حق تعالیٰ کا احسان و کرم ہے کہ انہوں نے مختصر مدت میں گونا گویا مشغولیات کے باوجود اس موضوع پر کتاب مرتب و مکمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائی، جمع و ترتیب کی توفیق عنایت کرنے والی کریم ذات سے یہ امید بھی کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو قبولیت عطا فرما کر، عازمین حج کا حقیقی رہبر و راہنما بنائے اور مرتب و مترجم کے لئے اپنی رضا کا ذریعہ بنا کر آخرت کی کامیابی و نجات کا فیصلہ فرمادے۔ آمین

کتاب سے فائدہ اٹھانے والوں سے مرتب و مترجم کی عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے خصوصی اوقات و افعال کی دعاؤں میں انہیں فراموش نہ فرمائیں۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، وَ لَكَ الشُّكْرُ، اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِي ثَنَاءَ عَلَیْكَ، اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ.

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْجَلِّ وَ الْحَرَمِ وَ رَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَ رَبَّ الرَّحْمٰنِ

وَالْمَقَامِ أَبْلَغَ لِرُوحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِنَّا السَّلَام.
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا، وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا، وَ
 مَوْلَانَا، مُحَمَّدٍ، وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

احقر محمد اقبال فلاحی خانپوری
 ناظم اعلیٰ: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر
 ۲۷، جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ
 مطابق ۲۶، ستمبر ۲۰۰۰ء، بروز منگل

نوٹ :- سعودی عربیہ میں قیام کے دوران غیر عربی دان حضرات کی سہولت کے لئے ضروری عربی کے الفاظ بھی کتاب میں شامل کر لئے گئے ہیں، انشاء اللہ ان الفاظ کی مدد سے زبان کی اجنبیت سے پڑنے والی ممکنہ پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	کنکتی کے الفاظ	۳۱۶
۲	رنگوں کے نام	۳۱۷
۳	ناشتہ کا ہوٹل	۳۱۸
۴	گیسٹ ہاؤس	۳۱۹
۵	منی کے بازار میں	۳۲۲
۶	بس اسٹاپ یا ٹیکسی اسٹینڈ	۳۲۴
۷	کپڑے کی دکان	۳۲۵
۸	ہوائی اڈہ کے متعلق	۳۲۸
۹	مسالا اور سبزی کی دوکان	۳۳۲
۱۰	دیگر الفاظ	۳۳۴
۱۱	ضروری گفتگو	۳۳۴

گنتی کے الفاظ

واحد	ایک	اِحْدَى عَشَرَ	گیارہ
اِثْنَيْنِ	دو	اِثْنَيْنِ عَشَرَ	بارہ
ثَلَاثَةٍ	تین	ثَلَاثَةِ عَشَرَ	تیرہ
أَرْبَعَةٍ	چار	أَرْبَعَةِ عَشَرَ	چودہ
خَمْسَةٍ	پانچ	خَمْسَةِ عَشَرَ	پندرہ
سِتَّةَ	چھ	سِتَّةَ عَشَرَ	سولہ
سَبْعَةٍ	سات	سَبْعَةِ عَشَرَ	سترہ
ثَمَانِيَةٍ	آٹھ	ثَمَانِيَةِ عَشَرَ	اٹھارہ
تِسْعَةٍ	نو	تِسْعَةِ عَشَرَ	انیس
عَشْرَةٍ	دس	عَشْرِينَ	بیس

وَاحِدٌ وَعَشْرِينَ	ایکس
اِثْنَيْنِ وَعَشْرِينَ	بائیس
ثَلَاثَةٍ وَعَشْرِينَ	تینیس
أَرْبَعٍ وَعَشْرِينَ	چوبیس
خَمْسَةٍ وَعَشْرِينَ	پچیس
سِتَّةَ وَعَشْرِينَ	چھیس

سَبْعَةَ وَ عَشْرِينَ	ستائیس
ثَمَانٍ وَ عَشْرِينَ	اٹھائیس
تِسْعَ وَ عَشْرِينَ	انیس

ثَلَاثِينَ	تیس	تِسْعِينَ	نوے
أَرْبَعِينَ	چالیس	مِائَة	سو
خَمْسِينَ	پچاس	أَلْف	ہزار
سِتِّينَ	ساتھ	أَلْفَيْنِ	دو ہزار
سَبْعِينَ	ستر	ثَلَاثَةُ آلَاف	تین ہزار
ثَمَانِينَ	اسی	عَشْرَةُ آلَاف	دس ہزار

رنگوں کے نام

أَبْيَضُ	سفید	بُنْيَ	کونی کلر
أَسْوَدُ	کالا	سَمَاوِي	نیلا
أَحْمَرُ	سرخ	لَوْنُ فَاتِحِ	ہلکا رنگ
أَخْضَرُ	ہرا	غَامِضُ	گھاڑا رنگ
أَصْفَرُ	زرد	رَمَادِي	مٹیالہ کلر

وَزْدَى	گلابی	بُرْتَقَائِي	برتقالی کمر
أَرْجَوَانِي	جامنی	لَوْنُ مُشْكَل	میکس کمر

ناشتہ کا ہوٹل

ثَلَج	برف	أَعْطِنِي أَوَّلًا	مجھے پہلے دیجئے
مَاء	پانی	أَعْطِنِي عَصِير	مجھے جیوس دیجئے
خُبْز	روٹی	سُكَّر	شکر
سَمَن	گھی	شَائِي بِالْحَلِيبِ	دودھ والی چائے
بَيْض	انڈا	لَحْم	گوشت
لَبَن	دہی	فَلْفِلْ أَحْمَرُ	لال مرچ
حَلِيب	دودھ	فَلْفِلْ أَخْضَرُ	ہری مرچ
رَوْب	چھاچھ	مِلْح	نمک
زُبْدَه	کھن	بَصَل	پیاز
جُبْن	پنیر	أُرْزُ	چاول
قَشَطَه	ملائی	عَدَسُ	دال
خُبْزُ بِالْجُبْنَه	پنیر والی روٹی	بَطَاطِشُ	آلو

خُبْرُ بِالزُّعْتَرِ	مشالہ والی روٹی	عَصِيرٌ	جیوس
أَيَّ عَصِيرٍ تَبِعَ	کونسا جیوس	عَصِيرٌ مَنَعًا	آم کا جیوس
أَعْطِنِي	مجھے دیجئے	عَصِيرٌ بُرْتُقَال	موہبی کا جیوس
أَعْطِنِي حَلِيبَ	مجھے دودھ دیجئے	عَصِيرٌ كَوَكْتِيلٌ	میکس جیوس

گیسٹ ہاؤس

مَجَارِي لِهَذِهِ الْعِمَارَةِ خَرَبَان	اس عمارت کی گٹر لائن خراب ہے
مَجَارِي لِهَذِهِ الْعِمَارَةِ مُغْلَقَةٌ	روم کا ایر کنڈیشن بند ہے
مُكَيِّفُ الْغُرْفَةِ لَا تَعْمَلُ	روم کی بجلی بند ہے
مَا يَسْتَعْمِلُ مُكَيِّفُ	
كَهْرُبَاءُ الْغُرْفَةِ لَا تَعْمَلُ	
كَهْرُبَاءُ الْغُرْفَةِ مُنْقَطِعَةٌ	
طَفَّتِ الْكَهْرُبَاءُ	
مِرْوَحَةُ خَرَبَان	پنکھا بگڑا ہوا ہے
بَابُ الْغُرْفَةِ خَرَبَان	دروازہ خراب ہے
بَابُ الْعِمَارَةِ خَرَبَان	عمارت کا دروازہ خراب ہے
بَابُ الرَّئِيسِ خَرَبَان	بڑا دروازہ خراب ہے

مِصْعَدُ خَرَبَان	لفٹ بگڑا ہوا ہے
لَا يُوجَدُ الْمَاءُ فِي الْعِمَارَةِ	بلڈنگ میں پانی نہیں ہے
مَتَى يَأْتِي الْكَهْرَبَائِي؟	واہرین کب آئیگا؟
مَتَى يَأْتِي سَبَّاك	پائپ فیئر کب آئیگا؟
نِظَامُ النِّظَافَةِ غَيْرُ جَيِّد	صفائی نہیں ہے
ممكن أَتَّصِلُ تَلْفُون	میں ٹیلی فون کر سکتا ہوں؟
انا ارید أَتَّصِلُ تَلْفُون	مجھے ٹیلی فون کرنا ہے
انا ارید ان اتکلم بالتلفون	مجھے ٹیلی فون پر بات کرنا ہے
وَيَنْ أَتَّصِلُ تَلْفُون	کہاں ٹیلی فون کرنا ہے؟
الى الهند	ہندوستان (انڈیا)
والله، آسِف	بجدا میں غمگین ہوں
تلفون، صَفَر مُسَكَّر	ٹیلی فون زیر و لوک ہے
رُحْ سنترال	ایکس چینج پر جاؤ
وَيَنْ سنترال	ایکس چینج کہاں ہے؟
أَعْطِنِي رَقْمَ تَلْفُونِك	مجھے آپ کا ٹیلی فون نمبر دیجئے
كَلَّم	بات کیجئے

بِرُّنُ الْجَرَسِ	گھنٹی بجتی ہے
لكن ما يردُّ احدٌ	مگر کوئی بولتا نہیں ہے
خط خربان	لاٹن خراب ہے
تلفون منقطع	ٹیلی فون کٹ ہے
تلفون ممنوع	ٹیلی فون کرنا منع ہے
يا اخي اريد المحلي	مجھے لوکل فون کرنا ہے
و لو محلي!	چاہے لوکل کیوں نہ ہو!
كم حسابي	میرا حساب کتنا ہے؟
انت تمشي الحين	آپ ابھی جا رہے ہیں؟
لا، نعم	نہیں - ہاں
امش بعد الظهر	ظہر بعد جاؤنگا
لكن سدد الحساب الحين	مگر حساب ابھی دے دیجئے
بعد الظهر أمشي طوالي	ظہر بعد فوراً نکل جاؤنگا
يا اخي اطلب لي السيارة	میرے لئے ٹیکسی طلب کیجئے
الأجرة لاتأتي هنا	ٹیکسی یہاں نہیں آسکتی
رُح مَحَطَّة الاوتوبس	بس اڈے پر جائیئے

عِنْدِيْ اَعْرَاضٌ ثَقِيْلَةٌ	میرا سامان وزنی ہے
شَفَّ عَامِلٌ	مزدور کر لیجئے
شُكْرًا يَا شَيْخَ	شکریہ
سَيَّارَاتِ	ٹیکسیاں
حَافِلَاتِ	بسیں

منی کے بازار میں

بِكُمْ هَذَا التَّيْسُ ؟	اس بکرے کی کیا قیمت ہے؟
بِكُمْ هَذَا الظَّلِي ؟	اس دنبہ کی کیا قیمت ہے؟
بِكُمْ هَذَا الْغَنَمُ	یہ بکری کتنے کی ہے؟
بِكُمْ هَذَا الْإِبِلِ	یہ اونٹ کتنے کا ہے؟
بِكُمْ هَذِهِ الْبَقَرَةُ	یہ گائی کتنے کی ہے؟
ثَمْنُهَا مِائَةُ رِيَالٍ	اس کی قیمت سو ریال ہے
مَا تَنْقُصُ شَيْئًا ؟	کچھ کم نہیں کرو گے؟
هَلْ عِنْدَكَ رَخِيصٌ ؟	کیا آپ کے پاس سستا ہے؟
لَا، مَا عِنْدِي رَخِيصٌ مِنْ هَذَا	نہیں، میرے پاس اس سے سستا نہیں ہے

بَلٰی، عِنْدِی رَحِیْصٌ مِّنْ هٰذَا	جی ہاں، میرے پاس اس سے سستا ہے
تُرَاعِنِی ، خَفَّفَ لَیَّ	میرے ساتھ رعایت کیجئے
کَمْ اٰخِرُ سَعْرِ	آخری دام کتنا ہے؟
کُلُّ شَیْ غَالِی	ہر چیز مہینگی ہے
کُلُّ شَیْ رَحِیْصٌ	ہر چیز سستی ہے
شَفَّ مَحَلُّ ثَانِی	دوسری دوکان پر دیکھئے
انتم کم نفر؟	آپ کتنے آدمی ہیں؟
عِحنَا نفرین	ہم دو آدمی ہیں
نشتري بقرة	ہم گائی خریدینگے
نشتري الابل	ہم اونٹ خریدینگے
نشتري الغنم	ہم بکری خریدنگے
نرجع مرة ثانية	پھر آئینگے
اجیک مع صدیقی	میرے دوست کے ساتھ آؤنگا
اذبح	ذبح کیجئے
اعطنی كبدة	کلیں دیجئے
اعطنی لحم	گوشت دیجئے
تفضل ، خذْ	لیجئے

بس اور ٹیکسی اسٹینڈ

یا سَاقِب	اے ڈرایور!
كَمْ أَجْرَةُ السَّيَّارَةِ لِلْمَدِينَةِ الْمُنَوَّرَةِ؟	مدینہ منورہ کا کرایہ کتنا ہے؟
كَمْ حَقَّ الْمَدِينَةِ؟	مدینہ منورہ کے کتنے؟
أَنْتُمْ كَمْ نَفَرٍ	آپ لوگ کتنے آدمی ہیں؟
عِثْنَا زَبْعَةَ نَفَرٍ	ہم چار آدمی ہیں
فَيْنَ أَغْرَاضٍ؟	سامان کہاں ہے؟
هَذِهِ الْأَغْرَاضُ	یہ سامان ہے
فَيْنَ عَفْشِكُمْ؟	تمہارا سامان کہاں ہے؟
اخْذُ عِشْرِينَ رِيَالٍ لِوَاحِدٍ نَفَرٍ	ایک آدمی کے بیس ریال لوں گا
تَوَاعَيْنِي، خَفَّفْ لِي، نَزِّلْ لِي	رعایت کیجئے
مَنْ مُعَلِّمُكَ؟ ، مَنْ مُطَوِّفُكَ؟	آپ کا معلم کون ہے؟
مُعَلِّمِي أَقْبَالَ ، مُطَوِّفِي أَقْبَالَ	میرے معلم اقبال صاحب ہیں
أَنَا نَسِيتُ الطَّرِيقَ	میں راستہ بھول گیا
فَيْنَ طَرِيقِ الْحَرَمِ	حرم کا راستہ کہاں ہے؟

باللہ وَرَبِّی الطَّرِیقَ الِی الْحَرَمِ	بخدا، مجھے حرم کا راستہ بتائیے
وَمِنْ حَصْلٍ تَذْکِرَةُ بَاصٍ	بس کا کٹت کہاں ملے گا؟
أَنَا رَاحٍ إِلَى الْجِدَّةِ	میں جدہ جا رہا ہوں
ارْتَبَ	سوار ہو جاؤ
بَاصٍ وَقَفَ هِنَا نُصْفُ سَاعَةٍ	بس یہاں آدھا گھنٹہ ٹھہر گئی
هِنَا فِیْهِ دَوْرَةُ الْمِیَاهِ	یہاں طہارت خانہ ہے
دَوْرَةُ الْمِیَاهِ لِلرِّجَالِ	طہارت خانہ مردوں کے لئے
دَوْرَةُ الْمِیَاهِ لِلنِّسَاءِ	طہارت خانہ عورتوں کے لئے
نُصَلِّی الصَّلَاةَ هِنَا	ہم یہاں نماز پڑھینگے
مَا فِی مَانِعٍ	کوئی حرج نہیں
لَوْ صَلَّیْتُ فِی الْمَسْجِدِ أَحْسَنَ	اگر آپ مسجد میں نماز پڑھیں تو بہت اچھا
خَفَلَهُ تَمَشُّی الْحِیْنِ	بس ابھی روانہ ہوگی
إِذَا صَلَّ هِنَا	پھر تو یہیں نماز پڑھ لیں
نُصَلِّی مَعَ الْجَمَاعَةِ	باجماعت نماز پڑھینگے

کیڑے کی دکان

ماہذا؟ ، ایش ہذا؟	یہ کیا ہے؟
-------------------	------------

کَمْ سَعْرُهُ ؟ ، هَذَا بَكْمٌ	اس کی کیا قیمت ہے؟
رَبْنِي قِمَاش	مجھے کپڑا بتائیے
رَجَالِي وَلَا نِسَائِي	خدیث یا لیدیس ؟
هَذَا صِينِي وَلَا يَابَانِي	یہ جاپان کا ہے یا جاپان کا؟
هَذَا هِنْدِي	یہ انڈین ہے
هَذَا كُورِي	یہ کوریا کا ہے
وَرَبْنِي بَاكِسْتَانِي	پاکستانی بتائیے
مَتَر بَكْم	مٹر کا کیا دام ہے؟
مُش بِالْمِثْرَةِ	مٹر کے حساب سے نہیں ہے
بِالْيَارْدَةِ	گز کے حساب سے ہے
طَقْم	سیٹ
كَمْ الْوَان فِي الطَقْم	سیٹ میں کتنے رنگ ہیں؟
هَذَا الْمَحَل بِالْجُمْلَةِ	یہ تھوک ہندی کی دوکان ہے
مُش بِالْمَفْرُقِ	پرچون نہیں ہے
طَاقَةُ	تھان
طَاقَةُ كَمْ مِثْرٍ فِيهِ	تھان میں کتنے مٹر ہیں؟

تسعين ريال طاقه	تھان نوے ریال
قُلْ كَلَامَ وَاحِدٍ	ایک ہی دام بتائیں
هَلْ عِنْدَكَ أَحْسَنَ مِنْ هَذَا؟	اس سے بہتر ہے؟
وَرِيئِي غَيْرَ هَذَا	دوسرا بتائیے
وَرِيئِي آخَرَ	دوسرا بتائیے
هَذَا غَالِي	یہ تو مہنگا ہے
لا، مَا بَعُ	نہیں، مجھے نہیں خریدنا ہے
لِيش؟ هَذَا رَخِيصٌ!	کیوں؟ یہ تو سستا ہے!
لا، غَالِي	نہیں، مہینگا ہے
سعر كثير	دام زیادہ ہیں
قُطُنٌ	سوتلی کپڑا
زُبْدَةٌ	بوسکی
زُبْدَةٌ صَفْرَاءُ	زرد بوسکی
زُبْدَةٌ بِيضَاءُ	سفید بوسکی
أَقْمِشَةٌ	کپڑے
أَقْمِشَةٌ جَاهِزَةٌ	ریڈی میڈ کپڑے

فِسْطَانْ	میکسی
بِظْلُون	پظلون
کَلْبُون	انڈرویر
فَنِيلَة	بنیان
هَاف	جانگیا
فَوْب	عربی کرتہ
طَاقِيَة	ٹوپی
عِقَالْ	سر پر باندھنے کے لئے کالی رسی
قَطْرَة بَيْضَاء ، قَطْرَة حَمْرَاء	سفید کشیدہ ، سرخ کشیدہ
قَطْرَة سَوْدَاء ، قَطْرَة خَضْرَاء	کالا کشیدہ ، سبز کشیدہ
وَيَنْ حَصَلَ الْكُتُب	کتابیں کہاں ملیگی؟
الْكِتَابُ فَيَنْ تُبَاعُ	کتابیں کہاں ملیگی؟
هَلْ عِنْدَكَ تُخْمَلُ؟	کیا آپ کے پاس سرمہ ہے؟
هُوَ يُرِيدُ رِيَالٍ وَاحِدَ	اس کو ایک ریال چاہیے
يَتَغَى رِيَالٍ وَاحِدَ	اس کو ایک ریال چاہیے

ہوائی اڈہ کے متعلق

ہوائی اڈہ	مَطَار
انٹرنیشنل ہوائی اڈہ	مطار دُولی
عبدالعزیز انٹرنیشنل ہوائی اڈہ	مَطَار عَبْدُ الْعَزِيزِ دُولی
ہوائی جہاز چلنے کا وقت	مَوْعِدُ الْاِقْلَاع
ایر پورٹ پہنچنا ضروری ہے	لَا زِمُ الْوُصُولُ اِلَى الْمَطَارِ
میں کہاں تبدیل کروا سکتے ہیں؟	فَیْنِ حَوْلَ الْقُلُوسِ
میرے پاس ڈالر ہیں	عِنْدِیْ دُولَار
میرے پاس ریال ہیں	عِنْدِیْ رِیَال
ایک ریال کے کتنے روپے؟	وَاحِدَ رِیَالٍ کَمْ رُوْبِیَہ؟
آپ کا پاسپورٹ کہاں ہے؟	وَیْنِ جَوَازُ سَفَرِکَ
یہ میرا پاسپورٹ ہے	هَذَا جَوَازُ سَفَرِیْ
پاسپورٹ آفس	اِمَارَةُ الْجَوَازَاتِ
آپ نے واپسی میں تاخیر کر دی	اَنْتَ تَاخَّرْتَ فِی الْمَغَادِرَةِ
مجھے بوکینگ نہیں مل سکا	مَا خَصَلْتُ الْحِجْزَ یَا سَیِّدِیْ
آپ پر سو ریال جرمانہ ہے	عَلَیْکَ الْعَرَامَہُ مِائَةُ رِیَالٍ
کوئی حرج نہیں	مَا یُخَالِفُ

وَمِنْ سَدِّ الْغَرَامَةِ؟	جرمانہ کہاں ادا کریں؟
هِنَا	یہاں
وَمِنْ اغْرَاصِكَ؟	آپ کا سامان کہاں ہے؟
حَتَّى عَلَى الْمِيزَانِ	وزن کے لئے رکھے
لَا زِمَ سَدُّ الْقُلُوسِ	پیسے بھرنا لازمی ہے
مَا عِنْدِي قُلُوسٌ	میرے پاس پیسے نہیں ہیں
مَا يَسِيرُ	نہیں چل سکتا
وَاللَّهِ مَا عِنْدِي قُلُوسٌ	بخدا! میرے پاس پیسے نہیں ہیں
طَيِّبٌ خُذْ هَذَا الْاَغْرَاصِ وَ اِيَّاكَ	ٹھیک ہے، یہ سامان اپنے ساتھ لے جائیے
وَقَفْ فِي السُّرَى	لائن میں کھڑے ہو جاؤ
وَمِنْ بَطَاقَةِ الْجَمْرِكَ	ایمیکریشن کارڈ کہاں ہے؟
مَا عِنْدِي	میرے پاس نہیں ہے
سَجِّلْ بِالْاِنْكِلِيزِی	انگریزی میں لکھئے
سَجِّلْ عِدَّةَ الْعُقُشِ	سامان کی تعداد لکھئے
مَا تَأْخُذُ زَمْزَمَ وَاِيَّاكَ	زم زم اپنے ساتھ نہ لے جائیں

خَلَّ زَمْزَمَ عَلَيَّ السَّيْرَ	پنہ پر زم زم رکھ دیجئے
خَلَّ عَلَيَّ السَّيْرَ خَصَلْ لَكَ فِي يَوْمِي	پنہ پر رکھ دیجئے، بھئی میں مل جائیگا
الصَّدُوقُ حِطَّةٌ لِلتَّفْثِيشِ	صندوق جانچ کے لئے رکھے
هَلْ عِنْدَكَ ذَهَبٌ	آپ کے پاس سونا ہے؟
لَا، مَا عِنْدِي الذَّهَبُ	نہیں، میرے پاس سونا نہیں ہے
نَعَمْ، عِنْدِي ذَهَبٌ	ہاں میرے پاس سونا ہے
وَيَنْ فَاتُورَهُ ؟	بل کہاں ہے؟
عِنْدِي فَاتُورَهُ	میرے پاس بل ہے
طَيِّبٌ ، فَصِّلْ	ٹھیک ہے، آگے جائیے
كَمْ شَنْطَةُ وَايَاكَ	ہینڈ لکیز کتنا ہے؟
رَقْمُ الْبَوَابِ	دروازہ نمبر
أَمْسِ بِالسُّرْعَةِ	جلدی چلیں
وَقْتُ الْإِقْلَاعِ قَرِيبٌ	ہوائی جہاز چلنے کی تیاری ہے
خُذْ مَقْعَدَكَ	اپنی سیٹ پر تشریف رکھیے
كَمْ رَقْمُ مَقْعَدِكَ	آپ کا سیٹ نمبر کیا ہے؟
رَقْمُ الْمَقْعَدِ	سیٹ نمبر

خَلَّ شَنْطَةُ فَوْقَ	ہینڈ بیگ اوپر رکھے
ارْبِطَ الْحِزَامَ	پٹہ باندھ لیں
ممنوع التدخين	بیڑی سیگریٹ پینا منع ہے
ايش تاخذ؟	کیا لینگے؟
بيسى وَلَا غَصِيرًا؟	پیشی یا جیوس؟
تاخذ ويح ولا نون ويح؟	سبزی لینگے یا گوشت؟
وَيَحْ	سبزی
شاي وَلَا قهوة؟	چائے یا کافی؟
انا مريض	میں بیمار ہوں
انا تعبانا	میں تھکا ماندہ ہوں
عندى صُدَاع	مجھے سردرد ہے
ما اَكُلُ شيئاً	مجھے کچھ کھانا نہیں ہے

مسالا اور سبزی کی دوکان

فلفل احمر	سرخ مرچ	حَبَابْ ، بَطْنِيخْ	تربوچ
فلفل اخضر	ہری مرچ	كُمَثْرَا	ناس پاتی

فلفل حار	تیز مرج	مَنَعَا	آم
فلفل بارد	پھیکا مرج	تَنَكْ اَنَاسْ	اناس کا ذبہ
فلفل بودرہ	چننی	خَيَارْ	گکڑی
فلفل اَسُوْدْ	مری	يَقْتِيْنْ	پکھڑ بوزہ
سُكْرُكُوْمْ	ہلدی	رُطْبْ	کچھی کھجور
کَرَبُوْرَهْ	زریہ	جَوَافَهْ	جام
مِلَحْ	نمک	مَوَزْ	کیلے
بَصْلْ	پیاز	بَيْيْتَا	پہیتا
اَزْرُ	چاول	عَنْبْ	انگور
عَدَسْ	دال	اَرْجُوَانْ	جامن
بَطَاطِشْ	آلو	شَرِيْفَهْ	سیتا پھل
طُرُشِيْ	اچار	لَوَزْ	بادام
تُوْمْ	لہسن	جَوَزْ	اخروٹ
نَعْنَعْ	پھودینہ	جَوَزْ اَلْهِنْدْ	ناریل
بَقْدُوْنَسْ	وضیا	تَمْرْ هِنْدِيْ	الٹی
بَاذِنَجَانْ	بگین	فُوْلْ سُوْدَانِيْ	نمکین گ پھل

حُمُصْ	پنے	دَارُ صَيْئِي	دار چینی
مَلْفُوقْ	بندھ گوبی	مُسَمَّارْ	لوئگ
زَهْرَة	فلاور	هَيْلْ	الابچی
بَامِيَا	کھینڈی	شَوَّكَوْلَانَه	چوک لیٹ
شَمَامْ	خر بوزہ	جَزَّرْ	گاجر

دیگر الفاظ

جَوَّازُ السَّفَرِ	پاسپورٹ	حَرِيمْ	عورتیں
الْمُسْتَشْفَى	ہسپتال	رَجَالِي	مردانہ
إِسْعَافْ	ایمبولنس	نِسَائِي	زنانہ
بَرِيدْ	ڈاک	حَقُّ الرِّجَالِ	مردوں کے لئے
بَرْقِيَّةْ	ٹیلی گرام	حَقُّ النِّسَاءِ	عورتوں کے لئے
مَكْتَبُ بَرِيدْ	پوسٹ آفس	حَقُّ الْأَطْفَالِ	بچوں کے لئے
الضَّيْدَلِيَّةْ	دوائی کی دکان	الْمُمْرَضَةُ	نرس (سسر)

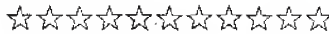
ضروری گفتگو

تَقْضُلْ	تشریف لائیے
كَيْفَ حَالُكَ يَا سَيِّدِي	کیا حال ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ	اللہ کا شکر ہے
اِشْرَبْ شَآی	چائے تناول فرمائیں
لَا ، شُکْرًا	نہیں، شکریہ
هَلْ اَنْتُمْ بِخَيْرٍ	آپ کی طبیعت کیسی ہے؟
اِجْلِسُوْا ، اِسْتَرِيْحُوْا	بیٹھئے، آرام فرمائیں
مِنْ اَيِّ دُوْلَةٍ اَنْتَ يَا سَيِّدِيْ	جناب! آپ کونسے ملک کے ہیں؟
اَنَا مِنَ الْهِنْدِ	میں انڈین ہوں
مَاذَا تَفْعَلُ يَا سَيِّدِيْ	آپ کیا کرتے ہیں؟
اَنَا تَاجِرٌ	میں تاجر ہوں
مَا اِسْمُكَ يَا اَخِيْ	بھائی صاحب، آپ کا اسم گرامی؟
سَيِّدِيْ ! اِسْمِيْ اِقْبَال	حضرت، میرا نام اقبال ہے۔
كَيْفَ الْحَالُ ؟ ، كَيْفَكَ ؟	کیا حال ہے؟
سَلُوْنَكَ	کیا حال ہے؟
سَلُوْنِ اَخْبَارَكَ	آپ کی کیا خبریں ہیں؟
سَلُوْنِ اَخْبَارَكُمْ	آپ کی کیا خبریں ہیں؟
فِيْنَ الْمَحَلَّةِ الشَّامِيَةِ	محلہ شامیہ کہاں ہے؟

فین القهوه	قہوہ کہاں ہے؟
فین حلاق	نانی کہاں ہے؟
هل فہمت	کیا آپکی سمجھ میں آیا
انا لا اعرف، انا لا ادري	میں نہیں جانتا
ما اسم هذا المكان؟	اس جگہ کا کیا نام ہے؟
ما اسم هذا المحل؟	اس دوکان کا کیا نام ہے؟
متى تمشي من هنا	یہاں سے کب جاؤ گے؟
انا بكرة اسافر	میں آئندہ کل سفر کروں گا
انا اقصد عرفات	میں عرفات جانا چاہتا ہوں
امش معي	میرے ہمراہ چلئے
طيب يا سيدى	بہت خوب، میرے بھائی
شكرا	شکریہ
وين رائح؟	آپ کہاں جا رہے ہیں؟
انا رائح الى المخبرز؟	میں بہکری کی طرف جا رہا ہوں
اعطيني خبز حار	مجھے گرم روٹی دیجئے
اعطيني همبرجر	مجھے پاؤں دیجئے

اعطینی اشریک	مجھے نان دیجئے
هل عندك حلويات ؟	کیا آپ کے پاس میٹھائیاں ہیں؟
حلاوة بكم كيلو ؟	کیلو میٹھائی کتنے میں؟
هذه حلاوة هندية	یہ انڈین میٹھائی ہے
هذه حلاوة بحينية	یہ بحرین میٹھائی ہے
انا رائج الى المطعم	میں ہوٹل کی طرف جا رہا ہوں



مدینہ منورہ کی افضل عبادت درود شریف کا پڑھنا ہے۔ آئندہ صفحات میں وہ درود شریف لکھے جاتے ہیں جسکو حضرت تھانوی قدس سرہ نے چہل حدیث کی شکل میں جمع فرمایا ہے، جسمیں ۲۵، پچیس صلوٰۃ اور ۱۵، پندرہ سلام ہیں۔

یہ درود شریف دراصل چالیس احادیث کا مجموعہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص دینی امر سے متعلق چالیس احادیث یاد کر کے دوسروں تک پہنچائیگا حق تعالیٰ اسکا حشر علماء کرام کے ساتھ فرمائینگے اور میں اسکی سفارش کروں گا، اگر کوئی عازم حج ان چہل درود کو یاد کر لیگا تو اس کو درود شریف پڑھنے کے اجر کے ساتھ ساتھ چالیس احادیث یاد کرنیکی فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی اور مذکورہ بالا حدیث کا مصداق بھی بن جائیگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ

(طبرانی)

(۲)

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَ الصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰی

مُحَمَّدٍ وَّ اَرْضْ عَنِّي رِضًا لَا تَسْخِطُ بَعْدَهُ اَبَدًا۔ (مسند احمد)

(۳)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَ صَلِّ عَلٰی

الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ

(ابن حبان)

(۴)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰی

مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَرْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ

بَارَكْتَ وَ رَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔ (بيهقي)

(۵)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی

اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔ - اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ

مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔ (بخاری شریف)

(۶)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (مسلم شریف)

(۷)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ابن ماجہ)

(۸)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(نسائی شریف)

(۹)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ابو داؤد)

(۱۰)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ابو داؤد)

(۱۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ فِی الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (مسلم شریف)

(۱۲)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ابو داؤد شریف)

(۱۳)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (مسلم شریف)

(۱۴)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ وَ اَزْوَاجِهِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ
ذُرِّیَّتِهِ وَ اَهْلَ بَیْتِهِ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مُّجِیدٌ
(ابو داؤد)

(۱۵)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ (طبری)

(۱۶)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مُّجِیدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیدٌ مُّجِیدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مُّجِیدٌ اَللّٰهُمَّ
تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی
اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مُّجِیدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ

مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
مَّجِيدٌ (سعایہ)

(۱۷)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي
الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (سعایہ)

(۱۸)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ
مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (صحاح ستہ)

(۱۹)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ
آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ
آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (نسائی - ابن ماجہ)

(۲۰)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

صَلَّيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتُ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. (نسائی)

(۲۱)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوةً
تَكُونُ لَكَ رِضًى وَلَهُ جَزَاءٌ وَلِحَقُّهُ أَدَاءٌ، وَاعْطِهِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ
وَالْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ وَاجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ وَاجْزِهِ
أَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهِ وَرَسُولًا عَنْ أُمَّتِهِ، وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ
إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. (القول البديع)

(۲۲)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتُ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. (بيهقی، مسند احمد، مستدرک حاکم)

(۲۳)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتُ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُم، اللَّهُمَّ بَارِكْ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ

مَجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ صَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِينَ
عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ.

(دار قطنی)

(۲۴)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَ بَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَى اِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
مُجِيدٌ، وَ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى
اِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (ابن ابی عاصم)

(۲۵)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ.

(نسائی)

(۲۶)

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ، اَلْسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، اَلْسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ
(بخاری شریف، نسائی)

(۲۷)

التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلْسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، اَلْسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ،

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ (مسلم، نسائی)
(۲۸)

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ
الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ. (نسائی)

(۲۹)

التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ
الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ.
(نسائی شریف)

(۳۰)

بِسْمِ اللَّهِ وَ بِاللَّهِ، التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ،
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَ رَسُولُهُ أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ. (نسائی)

(۳۱)

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، الزَّكَايَاتُ لِلَّهِ، الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ
اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ
رَسُولُهُ. (موطا)

(۳۲)

بِسْمِ اللَّهِ وَ بِاللَّهِ خَيْرَ الْأَسْمَاءِ، التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ
لِلَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أُرْسِلْتُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا، وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ
فِيهَا، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا
وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَ اهْدِنِي. (معجم طبرانی)

(۳۳)

التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الْمُلُكُ لِلَّهِ، السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. (ابو داؤد)

(۳۴)

بِسْمِ اللَّهِ، التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، الرَّاكِبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ
عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ
الصَّالِحِينَ، شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ .

(موطا)

(۳۵)

التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الرَّاٰكِيَّاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ.

(موطا)

(۳۶)

التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الرَّاٰكِيَّاتُ لِلّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ.

(موطا)

(۳۷)

التَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. (طحاوی)

(۳۸)

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

(ابو داؤد)

(۳۹)

التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ
الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.

(مسلم شریف)

(۴۰)

بِسْمِ اللَّهِ وَ السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ.

(المستدرک للحاکم)

ضروری معلومات

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں امام صاحب نماز کی اقامت کے بعد نماز شروع کرنے سے پہلے کچھ ہدایات کرتے ہیں، عربی سے ناواقف لوگ پوچھتے رہتے ہیں کہ امام صاحب کیا اعلان کر رہے ہیں؟ یہ کوئی خاص بات نہیں ہوتی، ہمارے یہاں جس طرح امام صاحب صفیں سیدھے کرینکا اعلان اردو زبان میں کرتے ہیں اسی طرح وہاں عربی زبان میں مختلف اعلان کئے جاتے ہیں، اعلان کے الفاظ اور تراجم حسب ذیل ہیں:

إِسْتَوُوا	صفیں سیدھی کرو
اِعْتَدِلُوا	برابر کھڑے ہو جاؤ
سَدُّوا الْخَلَلَ	خالی جگہیں پر کرو

سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِیَةَ الصُّفُوفِ مِنْ تَعَامِ الصَّلَاةِ
 صفیں سیدھی کرو اسلئے کہ نماز کی تکمیل کے لئے صفوں کا درست ہونا ضروری ہے
 حَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَالْأَقْدَامِ
 کندھوں اور پیروں کو درست کرو

جنازہ کی نماز

حرمین شریفین میں ہر نماز کے بعد جنازے کی نماز کے لئے جنازے لائے جاتے ہیں۔ آپ نے پوری زندگی میں جتنی نماز جنازہ پڑھی ہوگی اس سے کئی گنا زیادہ نمازیں پڑھنے کا موقع یہاں چند دن میں آئے گا، اسلئے جنازہ کی نماز کی ترکیب

سمجھ لینا بھی ضروری ہے۔

ہر فرض نماز کے بعد امام صاحب حسب ذیل اعلانات میں سے کوئی ایک اعلان کرتے ہیں:

الصَّلَاةُ عَلَى الْمَيِّتِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الْمَيِّتَةِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الرَّجُلِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الرَّجُلَيْنِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

دو مردوں کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْأَتَيْنِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

دو عورتوں کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

ایک مرد اور ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الرَّجُلَيْنِ وَالْمَرَاتَيْنِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

دومرد اور دو عورتوں کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الْأَمْوَاتِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

دو سے زیادہ کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

مذکورہ بالا تمام اعلانات میں تیسری تکبیر کے بعد آپ کو بڑی میت کی دعا

”اللهم اغفر لحينا الخ“ پڑھنا ہے، اور اگر مذکورہ بالا اعلانات کے ساتھ

”يرحمكم الله“ سے پہلے اعلان میں ”و الطفل“ کا لفظ بھی بڑھایا جائے، مثلاً

الصَّلَاةُ عَلَى الْمَيِّتِ وَالْطِّفْلِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

کا اعلان کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑی میت کے ساتھ بچے کی

میت بھی ہے، اسلئے اب تیسری تکبیر کے بعد پہلے بڑی میت کی دعا ”اللهم اغفر

لحينا الخ“ پڑھی جائے اور اس کے بعد بچے والی دعا ”اللهم اجعلها لنا فرطاً

الخ“ بھی پڑھی جائے۔

اور اگر مذکورہ بالا اعلانات میں کسی بھی اعلان کے ساتھ ”يرحمكم

الله“ سے پہلے ”و الطفلة“ کا اعلان ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑی میت کے

ساتھ بچی کی میت بھی ہے اسلئے اب تیسری تکبیر کے بعد پہلے بڑی میت کی دعا

”اللهم اغفر لحينا الخ“ پڑھی جائے اور بعد میں بچی کی دعا ”اللهم اجعلها لنا

الخ“ بھی پڑھی جائے۔

اور اگر اس طرح اعلان کیا جائے:

الصَّلَاةُ عَلَى الطِّفْلِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

ایک بچہ کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الطِّفْلِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

دو بچوں کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الْأَطْفَالِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

دو سے زیادہ بچوں کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

مذکورہ بالا کوئی بھی اعلان ہو تو تیسری تکبیر کے بعد نابالغ لڑکے والی دعا

”اللھم اجعلہ لنا فرط الخ“ پڑھی جائے۔

اور اگر اس طرح اعلان کیا جائے :

الصَّلَاةُ عَلَى الطِّفْلِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

ایک بچی کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

الصَّلَاةُ عَلَى الطِّفْلَتَيْنِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

دو بچیوں کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

مذکورہ بالا اعلانات میں سے کوئی بھی اعلان کیا جائے تو تیسری تکبیر

کے بعد نابالغ لڑکی والی دعا ”اللھم اجعلہا لنا الخ“ پڑھی جائے۔

اور اگر:

الصَّلَاةُ عَلَى الطِّفْلِ وَ الطِّفْلَةِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

الصَّلَاةُ عَلَى الطِّفْلَيْنِ وَ الطِّفْلَتَيْنِ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ

کا اعلان ہو تو اس کا مطلب ہے نابالغ بچہ، بچی دونوں کی نماز جنازہ پڑھی

جارہی ہے اسلئے اب آپ تیسری تکبیر کے بعد نابالغ لڑکا، لڑکی دونوں کی دعائیں پڑھیں۔

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

سب سے پہلے با وضو صف میں کھڑے ہو کر نیت کرے کہ میں قبلہ رخ ہو کر اللہ کی رضا کے خاطر اس امام کی اقتدا میں اس میت کی مغفرت کے لئے جنازہ کی نماز پڑھ رہا ہوں۔ جب امام صاحب پہلی تکبیر کہے تو تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر یعنی ”اللہ اکبر“ کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ دیں اور ثانی یعنی ”سبحانک اللہم الخ“ پڑھیں، جب امام صاحب دوسری تکبیر کہے تو ہاتھ اٹھائے بغیر ”اللہ اکبر“ کہہ کر نماز کے آخری قعدہ میں جو درود شریف ”اللہم صلی علی محمد الخ“ پڑھا جاتا ہے وہ درود شریف پڑھیں، جب امام صاحب تیسری تکبیر کہیں تو ہاتھ اٹھائے بغیر ”اللہ اکبر“ کہہ کر جیسی میت ہو ”مرد، عورت، لڑکا، لڑکی“ اس کے مطابق دعا پڑھیں۔

اگر بالغ مرد یا عورت کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہوں تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا
وَذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مِنْ اَحْيَيْتُهُ مِنَّا فَآخِ بِهِ عَلٰى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتُهُ
مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلٰى الْاِيْمَانِ.

ترجمہ : اے اللہ تعالیٰ ہمارے زندوں کی، مردوں کی، حاضر کی، غائب کی، چھوٹوں کی، بڑوں کی، مردوں کی، عورتوں کی، مغفرت فرما دیجئے، اے اللہ تعالیٰ آپ ہم میں سے جنکو بھی زندہ رکھیں اسلام پر زندہ رکھئے اور جنہیں موت دیں ایمان پر موت عطا کیجئے۔

اگر نابالغ لڑکے کی میت ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا

شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ اس بچے کو ہمارے لئے آگے جانے والا بنائیے، ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنائیے اور ہمارے لئے سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کئے جانے والا بنائیے۔

اگر نابالغ لڑکی کی میت ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا

شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ اس بچی کو ہمارے لئے آگے جانے والی بنائیے، ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنائیے اور ہمارے لئے سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کئے جانے والی بنائیے۔

جب امام صاحب چوتھی تکبیر کہیں تو ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہہ کر امام کی

سلام کے ساتھ ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر اپنی نماز پوری کریں۔

یاد رہے کہ نماز جنازہ میں چاروں تکبیریں کہنا فرض ہے، اگر ایک بھی تکبیر

چھوٹ جائیگی تو نماز نہیں ہوگی۔ اگر آپ ایسے وقت میں نماز میں شریک ہوئے کہ کچھ

تکبیریں کہی جا چکی ہیں تو امام صاحب کی اگلی تکبیر کا انتظار کریں، جب امام صاحب نئی

تکبیر کہیں تو آپ بھی تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو جائیں یہ تکبیر آپ کی تکبیر تحریمہ سمجھی

جائیگی، اب جب امام صاحب سلام پھیرے تو آپ سلام پھیرے بغیر اپنی چھٹی ہوئی

تکبیرات کہہ کر سلام پھیریں اور اگر آپ ایسے وقت میں نماز میں شامل ہوں کہ امام صاحب چوتھی تکبیر بھی کہہ چکے ہیں تو ذرا بھی توقف کئے بغیر تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو جائیں اور امام کی سلام کے بعد چھٹی ہوئی تکبیرات کہہ کر اپنی نماز پوری کریں۔

صلوة التسبیح فضیلت اور طریقہ

صلوة التسبیح پڑھنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو یہ نماز سکھائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ نماز پڑھنے سے آپ کے اگلے، پچھلے، چھوٹے، بڑے، نئے، پرانے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ہو سکے تو روزانہ ایک بار، نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو زندگی میں ایک بار صلوٰۃ التسبیح ضرور پڑھنی چاہیے۔

صلوة التسبیح میں درج ذیل تسبیح پڑھی جاتی ہے:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

صلوة التسبیح پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے صلوٰۃ التسبیح کی نیت کر کے تکبیر تحریر یہ کہہ کر نماز شروع کریں، اسکے بعد ثنا ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ الْخ“ پڑھی جائے، ثنا کے بعد درج ذیل نقشہ کے مطابق صلوٰۃ التسبیح کی مذکورہ بالا تسبیح پڑھی جائے۔

۱۵، مرتبہ

ثنا پڑھنے کے بعد

۱۰، مرتبہ

فاتحہ اور سورت کے بعد

- ۱۰، مرتبہ رکوع کی تسبیح کے بعد
 ۱۰، مرتبہ رکوع سے اٹھکر قومہ میں
 ۱۰، مرتبہ پہلے سجدہ میں سجدہ کی تسبیح کے بعد
 ۱۰، مرتبہ دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں
 ۱۰، مرتبہ دوسرے سجدہ میں، سجدہ کی تسبیح کے بعد

اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح پڑھی جائے۔ دوسری رکعت میں
 اس طرح پڑھا جائے :

- ۱۵، مرتبہ سورہ فاتحہ سے پہلے
 ۱۰، مرتبہ فاتحہ اور سورت کے بعد
 ۱۰، مرتبہ رکوع کی تسبیح کے بعد
 ۱۰، مرتبہ رکوع سے اٹھکر قومہ میں
 ۱۰، مرتبہ پہلے سجدہ میں سجدہ کی تسبیح کے بعد
 ۱۰، مرتبہ دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں
 ۱۰، مرتبہ دوسرے سجدہ میں، سجدہ کی تسبیح کے بعد

اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں پڑھا جائے۔ ہر رکعت میں پچھتر
 مرتبہ اور چار رکعت میں مجموعی تین سو مرتبہ تسبیح پڑھی جائیگی۔

مراجہ

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف
۱	مسائل و معلومات حج و عمرہ	مولانا معین الدین احمد صاحب، کراچی
۲	طریقہ حج	قاری شریف احمد صاحب، کراچی
۳	سوء حرم	سید آفتاب عالم صاحب، کلکتہ
۴	معلم الحجاج	قاری سعید احمد صاحب، بہار پور
۵	حج و عمرہ کا آسان طریقہ	مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب، مراد آباد
۶	آپ کیسے کریں؟	مولانا منظور نعمانی صاحب، لکھنؤ
۷	رہبر حج	مولانا حبیب الرحمن صاحب، اعظم گڑھ
۸	انسائیکلو پیڈیا آف اسلام	جناب محمد یامین قریشی صاحب، بہار پور
۹	حج اور حاجی	جناب محمد رفیق کاؤس والا، بڑودہ
۱۰	انوار الحج	مولانا سلیمان نور گت صاحب، ترکسر
۱۱	حج اور عمرہ کے ضروری مسائل	مولانا اقبال ڈکاروی صاحب، بھروچ
۱۲	انمول حج	مفتی سید مصلح الدین قاسمی صاحب، بڑودہ
۱۳	ابطواف کعبہ رفتہ	مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی
۱۴	حج اور عمرہ اور سلام	سید محبوب علی امیر علی چانڈی والا، سورت
۱۵	اسوۃ رسولی اکرم ﷺ	ڈاکٹر عبدالحی صاحب، کراچی

۱۶	حج و زیارت نمبر	نداء شاہی، مراد آباد، یو۔ پی
۱۷	ایضاح المناسک	مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب، مراد آباد

حج کا سفر تمہارا صد بار ہو مبارک
جانا بھی مبارک آنا بھی ہو مبارک